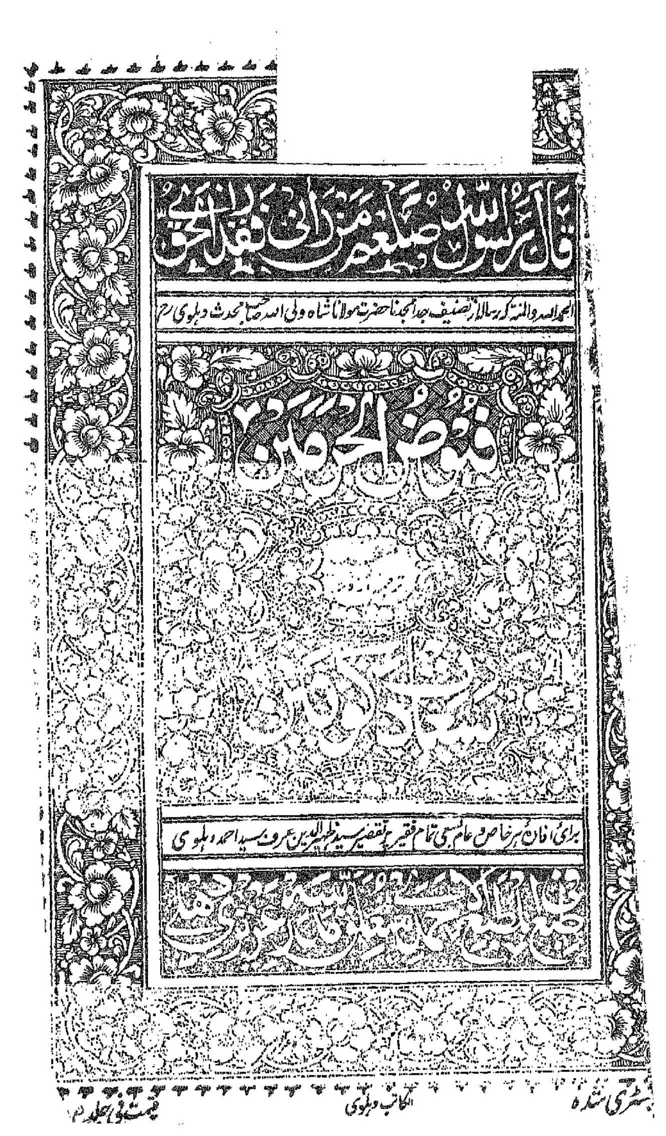


الکاتب دہلوی

رجسٹری شدہ



قال رسول اللہ صلعم من رأنی فقد رأی الحق
الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ از تصنیف جد امجدنا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح
فیوض الحرمین
برائے افادۂ ہر خاص و عام مسمی بتمام فقیر پرتقصیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد دہلوی
رجسٹری شدہ
الکاتب دہلوی
قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لك الحمد والثناء واستغفرك واستعين بك واعلم انه
لا يغفر الذنوب الا انت ولا يعيننى غيرك فى الشدة
والرخاء وانا وجهت وجهى اليك واسلم نفسى لك نسكى
وصلوتى ومحياى ومماتى تعاليت عن شركة
الشركاء واعوذ بك من شرور نفسى ومن سيات
اعمالى والح عليك فى سوال الهداية لمحاسن الاخلاق
ومكارم الاعمال واعتقد انه لا يعيننى من هذه
ولا يهدينى لهذه الا الذى فطرنى وفطر الارض
والسماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل
والانبياء صلى الله عليه وعلى اله واصحابه
ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء
اما بعد فيقول العبد الضعيف ولى الله

حمد و ثنا میں قاصر ہوں تجھی سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے
مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہیں
بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہیں کرتا رنج و راحت
میں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں
سونپتا ہوں تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی اور
موت تیری ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے
نفس کی برائیوں سے اور اپنی اعمال کی برائیوں سے اور سوال تجھ سے
سوال کرتا ہوں کہ اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے
کہ کوئی نہیں برائیوں سے بچانے اور بھلائیوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا
اور زمین آسمان کو اور گواہی دیتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی معبود نہیں تو وحدہ لا شریک ہے
اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہیں سب رسولوں سے افضل اور
سب نبیوں سے بہتر صلی اللہ کا درود ہو ان پر اور انکی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ
جب تک رات دن بدلیں جب تک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے امابعد گنہگار ضعیف ولی اللہ

بن عبد الرحيم الدهلوي عاملهما الله تعالى
بلطفه وتغشاهما برحمته من اعظم نعم الله تعالى
علي ان وفقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه افضل الصلوة
والسلام سنة ثلث واربعين والتي تليها من المائة
الثاني عشر واعظم من هذه النعمة باضعاف ان
جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنكرة
وزيارة زيارة مبصرة لا زيارة عمياء فتلك نعمة
اعظم عندي من جميع النعم فاحببت ان اضبط
اسرار تلك المشاهد كما علمنيه ربي تبارك وتعالى
وكما استفدته عن روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم
لتكون تذكرة لي وتبصرة لاخواني عسى ان يكون ذلك اداء
لبعض ما وجب علي من شكرها وسميت الرسالة
بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل و
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم فمن

تلك المشاهد اني رايت في المنام

جماعة كثيرة من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار والاوراد
داشت قد ظهرت على قلوبهم الانوار وعلى
وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة
الوجود ويشتغلون بنوع من الفكر في سريان
الوجود ظهرت على قلوبهم خجالة وانحجام في
جنب افق القائم بتدبير العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلى وجوههم سواد وقتر فاحتج
الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد الانوار و
هذه الانوار والجمال علينا فنحن اهدى طريقة منكم

ابن عبد الرحیم الدہلوی کی خدا تعالی دونو پر اپنی مہربانی فرماے
اور رحمت کرے کہ مجھکو اللہ کی نعمتون سے یہ بڑی نعمت عنایت
ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ ہجری ایکہزار ایکسو تینتالیس مین اور اس
پر اور بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور معرفت کے
نہ حجاب اور نا معلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھون والون کی نہ زیارت اندھون کی سی سو یہ میرے نزدیک
سب نعمتون سے بہت بڑی نعمت ہے مین نے چاہا کہ مین لکھون
ان مشاہدے کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے ہین اور
جیسے مجھے فائدے پہنچے ہین روحانیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسلئے کہ یہ میرے لیئے یادگار رہے
اور میرے بھائیون کے واسطے بصیرت ہو اس سے
امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہے ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے

مشاہدہ اول

اون مشاہدون سے **مشاہدہ اول** مینے خواب مین ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا
اُن کے دلون مین نور و چہرے تر و تازہ اور صاحب جمال تھے
اُن کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والے جنکا شغل فکر سریان وجود مین تھا اُن کے دل مین
شرمندگی و خجالت اِس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر کو اور نفسون کی خصوصا حق ہے اُن کے
چہرے سیاہ اور منہ شوکھے ہوئے دونو جھگڑتے
تھے اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تمکو ہمارا نور و جمال
نظر نہین آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پر ہے

وقال اهل وحدة الوجود ليس ان اضمحلال الوجو
دات في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع
فعلمنا سرا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما آثر
التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الى مشاجرتهم (تنازع)
فقمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما يتهذب بها النفس ومنها ما لا يتهذب
بها النفس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس
باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم
الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا
لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة
وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليس
هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة
الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلى اما اصحاب
الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لكنهم
لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم
وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما
اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في
المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم
لما سرحوا افكارهم في مراعي (چراگاہ) السريان ضاع (چرانیدند)
من ايديهم التعظيم والمحبة والتلذذ به التي عرفت
بها الملاء الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك
بحكم الفطرة فامتلاء العالم بعض فتهم وما
ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة
الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدت الوجود والے کہتے ہیں کیا سب موجودات کی
ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہیں
ہے ہمیں وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے
پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب اونمین تنازع پڑی مجھکو منصف بنایا
پھر میں ان دونو فرقوں میں منصف بنا اور کہا بعض علوم
صادقہ ایسے ہیں جنسے نفس مہذب ہوتا ہے
اور بعضے ایسے ہیں جنسے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے
کہ اللہ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کیں ہیں
اور علوم حقہ میں ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس میں
مستغرق ہو جاے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے
اور جو مستغرق نہو مہذب نہیں ہوتا ہے نہ اصلاح
پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم
دونوں کا یہ مشرب نہیں تمہارا مشرب تو حقیقت جامعہ
کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کی سو نور
والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب
حق کو پہنچ گیا نفس مہذب ہو گیا اور سنور گیا اور جس کمال کے واسطے
پیدا ہوا تھا اسکو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو
پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہوں نے
اپنا فکر صرف کیا سریان وجود میں تعظیم و محبت ہاتھ سے
جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث
ہوئے اس کے قوا افلاک بسبب سرشت کے
اور جو نہ وارث ہوے اس کے ان کے نفس مہذب
نہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا
ہوئے سو آئے وحدت الوجود والو
تمہارا وہ جزء گویا ہوا اور بولا

بهذا السر جزء وليس من شأنه هذا العلم واما الجزء
الذي مشربه هذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ
لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وفي
العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال
انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
غضا طريا بالحجاف النشأت المتراكمة ففهموا
هذه المسئلة واذعنوا ابدا ثم قلت وهذا امر
الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم فيما
اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم انتبهت

مشهد آخر رأيت ببصر روحي تدليا
هو شيء واحد متصل في ذاته سار في العالم
كله كان العالم سرادق فوقه وهو الداخل فيه
وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه
العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه قوي
تاثير ارشاده وصح له التصرف في الخلق بالحق
وهذا التدلي له وجهان فوجه يحاذي الوجود
الخارجي وهذا كانه لون منطبع في الواح النفوس
يسمى بالنور والوجه الثاني يحاذي الوجود
الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم
والتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجت
النهاية في البداية ومن وصل الى الذات
بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا الاختيار
والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق
المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

جو اس علم کے لائق نہیں اور جس جزو کے لائق یہ مشرب ہے
وہ گونگا اور مسخ ہو گیا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء
فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس سر کے لئے
وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزو بہت راسخ ہو اور اسکو
کمانکردہ ظہورات گھیر لینے والے وہ دونوں فریق
سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا
ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اس میں میں نے
منصفی کر دی الحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشہد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلّی کو دیکھا کہ
وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت
کی ہوئی ہے گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے
اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلّی ہے کہ عارف جب اسکی طرف
متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس میں فنا ہو جائے تو اسکے
ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اس کا تصرف حق خلقت
میں صحیح ہوتا ہے اور اس تدلّی کی دو جہتیں ہیں ایک وجود
خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے لوح نفوس میں
اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی
کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ
اسم اور تدلّی ہے نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں
کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس
تدلّی کے وسیلہ سے واصل ذات ہوتا ہے نہیں جانتا
سوا اختیار اور ارادہ کے اپنے تئیں ڈوبا ہوا
جانتا ہے ایک دریائے ناپیداکنار میں

معرفت عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے
بندوں کی طرف متدلی ہونے کا ادراک اگر

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل وإن كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذلك استماع كلامه إن كان بسمع الروح فهو من مقامات الكمل وإن كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام **تحقيق شريف** اعلم أن للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك أن هنالك لطيفتين إحداهما القيومية الإلهية المتعلقة بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها في معرفة الأشياء وجهان أن تفيض عليها صورة مجردة من مبدأ الصور وهو العلم وأن تفيض إلى شيء من الأشياء ويتصل به وهذا الاتصال إذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا وإذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا وإذا اعتبر بانكشاف العلوم بالإفادة والاستفادة يسمى كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن الأفلاك والملأ الأعلى وأرواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من رؤية الروح ربها إلى النسمة ومن النسمة إلى جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربي بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما رواه ابن عباس رضي الله عنهما من رو

روح کی آنکھ سے ہے تو کاملون کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس مین عام بھی شریک ہین اور اسی طرح اُسکے کلام سُن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملون کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس مین عام بھی داخل ہین **تحقیق شریف** جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کے واسطے سوا ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یون ہے کہ اُس جگہہ دو لطیفہ ہین ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے متعلق ہے اور اوس مین حلول کئے ہوئے ہے نسمہ سے قطع نظر سو معرفت اشیا مین اوس کی دو جہتین ہین ایک تو مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اُس پر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسری یہ کہ کسی شے کا اشیا مین سے افاضہ کرے اور اوس سے متصل ہو جائے - اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہین گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتین کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتون سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہون اُن کی ارواح سے باتین کر لیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اوس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے اور سو فرد کہنے لگتا ہے کہ مین نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اُس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

نبیه صلی الله علیه وسلم به ومن هذا الباب
تکلم موسی علیه السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتها وسمعت منها فقلت عجبا لك
ترین الناس استضاءوا منك واستفادوا منك
الغلبة والظهور علی اطوار شتی ثم انهم ینکرون
علیك ویبارزونك وانت لا تنتقمین منهم ولا
تغضبین علیهم قالت الیس ان تکبرهم وابتها
جهم بانفسهم شعبة من ابتهاجی بنفسی فانا
فی کل ذلك لا التفت الی صورة التکبر وانما
التفت الی حقیقة الابتهاج وانما الکل ابتهاج
بنفسی فهل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال
نفسه او ینتقم من نفسه ثم تم افضائی الی
الشمس فرأیتها فیاضا بالطبع والجبلة وکذا
کل فلك ورأیت ارواح الافلاك ملتئمة ومتو
فقة فی علومها وهممها **زیادة ایضاح**
ان شئت ان تکتنه حقیقة هذا الوجدان
واصغ لما القی الیك اعلم ان علم النفس الناطقة
اعنی بها نورا بسیطا هو تقیید القیومیة
الجسد واحد وتنزل الطبیعة الکلیة التی
هی النقطة الفعالة فی الخارج بصورة
خاصة بمعلوم ای معلوم کان انما یکون
عندنا باتحاد المدرك والمدرك ثم ادراکها
اما ان یکون لنشأة کلیة تشمل النفس او تشمل
جسدها کالصورة الانسانیة والحیوانیة
او الارض والماء وسائر العناصر او القوة

اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا +
ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہوا مینے اُسے دیکھا اور اُس سے
سُنا مینے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجھسے روشنی طلب
کرتے ہین اور فائدہ اُٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہین پھر تیرے سے منکر ہین اور تجھسے مقابلہ کرتے ہین
اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب کرتا ہے
تو اُس نے کہا کیا ان کا تکبر اور انکے اپنے نفسون سے
خوشی سے مرجان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین اُن سب
حالتون کی طرف کچھ التفات نہین کرتا مین اس شادمانی
کی حقیقت کو دیکھتا ہون کہ یہ سب میرے ہی نفس کی
شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہو سکتا ہے
یا انتقام اُس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا
پس مین نے اُسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح
ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے علمون
اور ہمتون مین **زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے اس
وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو
مین کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے
مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے
قیومیۃ کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج
مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم
ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے
پھر اوس کا ادراک یا واسطے نشأ کلیہ کے ہوگا
نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قو

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس المدركة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة تتجرد الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتستيقظ هذه النقطة بنفسها
ويتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة اكثر القوى على غيرها
اذا لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والصحبة
وكنههما ان تتجرد نفس الى قوة موجودة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة والمؤثرة بحاسة تلك القوة
واتصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث يكون مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی خاص شے اپنے
کے لیئے ہوگا جو اس نفس مدرکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اوّل ہی تو صفت ادراک کے واسطے
اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اُس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُس کے ساتھ اور فانی ہوگی
اُس کے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اوس
حقیقت کے سب احکام روشن ہو جائینگے تجلی ذوقی تحقیقی یہ معنے
ہین ہمارے قول مدرک اور مدرک کے اس صورت مین ایک
ہو جائینگے اور اگر ہوگا امر ثانی تو صفت ادراک نفس کے واسطے اُس
حقیقۃ قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت مین
حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزو کی جہت سے جو اس جزو پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور صحبت سے اور کنہہ ان دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت ثابت ہے
غالب یا مغلوب اوس مین کوشش کرے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالب یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اُس کے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے - پس ادراک کیا موثر نے موثر کو
اور موثر نے موثر کو اوس قوۃ کے حس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہونگے احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہو جاتی ہیں انمین

فتنعزل عن احكامها وآثارها واسمها ويبقى
حكم الغالب فيقال اثرت هذه النفس فى
تلك النفس وفادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها
الى جزء منها وقوى موجودة فيها حتى تلاشت احكا
سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من
تلك لابد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء ولا فى جميع المواطن بل
فى موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك فى هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان بهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى
ملاحظة نفسها مغمورة فى معنى الاتحاد
فتتلون بافنائها اليها مع انفكاكها وشعور
انها ليست هى من جميع الوجوه بل وجه دون
وجه وهذه الحالة تسمى بالرؤية وثالثها ان
يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه
القوة ولصاير كالمستتر وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون افضاء
ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبية
فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو وسمعت

تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالب
باقی رہجاتی ہے اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس
مین اثر کیا اور اوس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اس
نفس نے کچھ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزو کی طرف
توجہ کی ہے اور اپنی ہی اوس قوۃ کی طرف جو اس مین امانت ہے
اسقدر کہ سب قوتین اور اجزا نابود ہوگئے تو اس وقت غلبہ اور
استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دو نفسون کا اتحاد سو مطلق نہین بلکہ قوۃ
اور جزو کی جہت سے اور نہ کل جگہہ بلکہ طبیعتہ کلیہ کی کسی جگہ
مین - اور اوس کے یہی معنے ہین جو ہم نے کہا مدرک اور مدرک
ایک ہوجاتے ہین اس صورت مین اور جب تم نے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اسکے حال ہین اور
وضع ہین - اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اوس مین
اور اس کے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ ہر نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اوس کی فنا کے درحالیکہ مستغرق ہو بمعنی اتحاد مین پس لگا نکلگا
بسبب ملجانے کے اس سے باوجود کہ جدا ہونیکے اور شعور
اس بات کے کہ وہی نہین ہوگیا کل وجہہ سے بلکہ کسی وجہہ سے
اس حال کو رویت کہتے ہین اور تیسرا یہ کہ غالب ہوجائین تو
احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجاوے اس قوۃ کا حکم اور
یہ قوت چھپ جاوے اور اس وقت ظاہر ہوگی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت
اتحاد اور بہ نسبت رویۃ کے تو افضا ہوگا غالبیت
کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت تو کہین گے زید کے
نفس نے کلام کے عمرو کے نفس اور اس نے اوسکا

هذه كلامها ورابعها ان تغيب احكام تلك
القوة غيبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
طفيف ملتبس باحكام اضداد تلك القوة
متميز عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
في المرآة فهنا اربع حالات ولكل حكم فكن من
المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة
جملية من شانها الاتصال بالفعل فان قيست الى
السمع يسمى سمعا والى البصر يسمى بصرا والى
الذوق يسمى ذوقا والى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يفهم الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة
دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات
فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه ولما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام
السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة
القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق
فهذه الحاسة هي التي بها ادراكات الحواس
الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة وتولد من خيال العرش
موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کلام سُنا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت سے
غائب ہوجائیں اس کی نسبت پس کچھہ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف
محفوظ اُس قوۃ کی ضدون مین اور اُن سے جدا اُس وقت
کہین گے کہ ذہن مین صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہوگئے
ذہن مین جیسے آئینہ مین صورت منتقش ہوجاتی ہے تو یہ چار
حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور او سوچنے
کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس مین حاسہ
جملیہ ہے وہ متصل ہوجاتا ہے اُسوقت اگر کان کا قیاس
کرین کان اگر آنکھہ کی طرف قیاس کرین آنکھہ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف
تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور اسی حس مشترک
سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھہ کو تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو
دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج مین ہوتا نہین وہ احتلام ہے
حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھہ کر منہہ مین
پانی بھر آئے اور قوت لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو
اور وہ اُس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن
ملے اُس کے نفس مین گدگدی ہو اور احتلام کان کا
راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ قویہ حواس ظاہر کے
طرف نہین التفات کرتا بلکہ حس باصرہ و سامعہ و ذائقہ و لامسہ سے
لذت اُٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے کام
حواس ظاہر اور ادراک اِن کے پورے ہوتے ہین
اور جب ارواح اپنے بدن سے جُدا ہوتی
ہین بسا اوقات مستقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور
خیال عرش سے اپنے موافق موجودات
مثالیہ پیدا کرتے ہین جیسے جن متشکل

الجن والملائکۃ **مشہد آخر** رایت لکل من شعائر اللہ نورا یعلوہ فطنت بحقیقتہ انما حقیقۃ النور مناسبۃ الشئ بالروحانیات وھیئۃ راسخۃ فیہ ھی من اثر الروحانیات فیدرک الانسان من ھذہ الھیئۃ بحاسۃ روحہ ادراکا انطباعیا بان ینشرح وینفسح ویزداد مناسبۃ بالروحانیات والناس اذا توجھوا الی شعائر اللہ صاروا احزابا فحزب انما ینتفع بنیتہا وعزیمتہا حیث فعلوا ھذا الفعل للہ باعتقاد ان ھذا من شعائر اللہ وحزب تنفتح حدقۃ من احداق روحہا فتبصر بالنور فتغلب قوۃ الملکیۃ علی البھیمیۃ وحزب تمعن فی ھذا النور فتدرک التدلی الذی ھو اصل ھذہ الشعائر فیھیم بہ اما

مشہد عظیم وتحقیق شریف اطلعنی الحق تعالی علی حقیقۃ التدلی العظیم الجلیل المتوجہ الی نوع البشر المراد منہ تیسیر اقترابہم الی اللہ المتمثل فی عالم المثال المنفسر تارۃ بالانبیاء عامۃ ونبینا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم اجمعین خاصۃ وتارۃ بالکتب الالھیۃ عامۃ والقرآن العظیم خاصۃ وتارۃ بالصلوۃ وتارۃ بالکعبۃ معرفت ھذا التدلی الوحدانی فی ذاتہ المتبارز فی بروزات کثیرۃ بحسب المعدات الخارجۃ اعنی اوضاع البشر عاداتہم

ہوتے ہین اور فرشتے **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ اللہ تعالی کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کے حقیقت اُس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ اُس مین روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہین توگروہین بنجاتے ہین ایک وہ گروہ ہے کہ اپنے نیت اور عزیمت کے سبب نفع پاسئے لیئے جو کام کرے اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے - ایک وہ گروہ ہے کہ اُس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور سے معلوم کرے اُس کی قوۃ ملکیہ غالب آجائے قوۃ بہیمیہ پر ایک وہ گروہ ہے اس نور مین غور کرے اور ادراک تدلی کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہوجائے

مشہد عظیم وتحقیق شریف حق تعالی نے مجھے مطلع کیا اُس تدلی عظیم وجلیل پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے مراد اوس سے اللہ کا قرب آسان ہوتا ہے وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال مین منفسر ہے کبھی عموما دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی سے دوسری عموما کتابین اور خصوصا قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف سے مجھے سمجھا یا اس تدلی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ مین موافق معدات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعون کی اور عادتون کی

ومرتكزات اذهانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لانفارقهم فيعدون في حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الجسماني متى اراد الله ومتى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعني على حكمة الانفساد وعلى
تمايز كل انفساد عن الانفساد الآخر بخاصية
لاتوجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسادها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شيء منه ان
عرف ربه واخبت له فكانت في مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه يحذو حذو ما في
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحذو به حذو
الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل
وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لايتجاوزه وكل
من في جوفه حيثية فانما نصيبه من
معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلي
في منزل مقيد فينزل هنالك بقدر التجلي
له وجهه ويراعى في هذا التنزل احكام التجلي
فهذه معرفة عظيمة تعض عليها بنواجذك

اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہے ایسی چیزیں کہ جب برزخ میں جائیں
تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں ان سے جدا
نہوں آمادہ کریں حظیرۂ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو
واسطے اس تدلی جلیل کے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اوس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا انفساد کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے جدا پہچاننے پر اوس خصوصیت سے
جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اوسکے
لئے ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاء اللہ تعالیٰ اوس کی
وحدانیت کے اور حقیقت اور انفساد کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے
پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اوس سے
تو اوس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتیں ہیں
ایک اوس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جاتا ہے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالیٰ سے
اور یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب
کی معرفت کے سبب اور اوس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ
جوف میں ہیں اوس کے ہے اوس کے نصیب
میں اپنے رب کی معرفت میں تنزل میں سے
تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید میں یہاں
نازل ہوتی ہے بقدر تجلی کی اور رعایت کئے جاتے ہیں اس
تنزل میں احکام جانبین کے پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب دانتوں سے پکڑ

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح
ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه
انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله
ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد
الشخص الاكبر والتدلى المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مداركه وهذا معرفة اخرى
ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى بارباب
الانواع تعين لكل نوع احكام متميزة عن
احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان
منها الانسان فتميز من ساير الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية بتميز
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا انغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا نغمة بنغمة حصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب
الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدد خاص فيميزها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر لحنا
هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس
ولحنا اخر في يوم وساعة اخريين وهكذا

غرض جو فلک اور عنصر جدا ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اول اوس سے
ظاہر ہوا یہ ہے کہ اوس نے اپنے رب کو پہچانا اور اُس سے
خشوع کیا اور مدد چاہے مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص
اکبر سے اس لئے کہ وہ اوس کی اصل اور مبدء وجود ہے
اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص
اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اوس مین تدلّی منعقد ہے واسطے فیضان
صورت کے ایک خاصہ اور یہ معرفت دوسری ہے
پھر جب معین ہوئین مثالین جنکو رب النوع کہتے ہین
تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اُس کے حکم ایسے کہ متمیز ہوین
دوسرے نوع سے اور یہ مثال مین تھی اور اُن مین سے
انسان ہے سو یہ سب نوعون سے متمیز ہوا بسبب حصہ
پانے معرفت کے اور مہمل نچھوڑا گیا اور اس مین امانت رکھی گئی
پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم
انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے
نغمے ڈھونڈتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یون ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم
اگر مرکب کرین اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو یہ
پھر ابعاد حاصل ہون گے ایسا ایسا نہ زیادہ نہ کم
جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصر یہ عقلیہ سے پھر ابعاد کو
ابعاد سے مرکب کرتا چلا جاتا ہے اسی طرح
یہان تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص
مین پھر اوسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم
جانتا ہے اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ
راگ آج اسوقت اور اس مجلس مین گاتا ہے اور دوسرا راگ اور دن اسوقت کا ہے

الی غیر النہایۃ فلو ان عمرہ امتد الی الابد ما
نقضے عجائبہ وھی کلھا انفسارلما حمل اولا
بالقسمۃ الحاصرۃ فلما ظہرت الاشخاص
البشریۃ فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتھم وقواھم منہم الزکی ومنہم الغبیّ
ومنہم صاحب النفس القدسیۃ ورجعت
الی اللہ ھممھم ونفوسھم وخلاصۃ بشر
یتھم فی حظیرۃ القدس فصاروا ھنالک
کالامر الواحد یقع علیھم اسم واحد وینسبون
الی مثال واحد ھو الانسان الالھی ویتقارب
امورھم ومدارکھم تنزل ھذا التدلی
الاعظم ھنالک فصار ذلک فی عالم المثال
قدم صدق لھم ومقاما معلوما بالنسبۃ
الیھم ونصیبا لھم من ربھم فکانت النفوس
الانسانیۃ اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیۃ والھیات الفاسقۃ الجسمانیۃ
قطفت الی ھذہ الحظیرۃ فبرق ھنالک
بارق جلال ثم تجلد وتبقے حائرۃ کھیئتہ لا
تدری من این الی این ولا لھا العود حیلۃ فاقتضی
تدبیر الحق ان یتحرک الیھم ھذا التدلی وینزل
ویتشخص وینفسر حتی یتیسر قربھم الیہ
والتصباغھم بہ فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوۃ
وذلک ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینھم
بین الاکمل الاعقل الاوثق من کان دونہ

ایسی طرح سے بے نہایت اگر اوس کو عمر ملے تو ابد تک
تمام نہوں عجائب اوس کے اور یہ سب انفسار
ہین جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب
ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اُس کی
استعدادین اور قوتین مختلف تھین کہ بعضے زکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس مین تو ہو گئی
اُس جگہہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہو
اور نسبت کئے جائین مثال واحد سے وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلّی اعظم نے وہان وہ عالم مثال مین قدم
صدق ہو گیا اُن کے واسطے اور مقام معلوم اُن کی نسبت اور
اُن کے نصیب مین اُن کے رب کی طرف سے تو جسوقت نفوس
انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت
فاسقہ جسمانیہ سے تو اُٹھا لئے گئے حظیرہ قدس مین اور ایک برق
جلال چمکی وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت مین رہ گئے کہ کہان تھے
کہان ہین اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین
اُس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت
ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور متشخص ہو جاتی ہے
اور منفسر ہوتی ہے یہانتک کہ اُس سے قرب آسان ہو جاتا ہے
اُسسے رنگے جاتے ہین اُس وقت منفسر ہوتے ہین انفسارات
کہ موافق معدات کے یہ انفسارات نبوۃ ہو جاتے ہین اور وہ یہ ہے
اشخاص جب آپس مین ملتے ہین اور ہم صحبت ہوتے ہین
تو جو اُن مین بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہو تا کہ جو اُس سے کم

فی التدبیر المنزلی والسیاسة المدنیة فکانت
دیدن البشر وخلقهم وامرًا مرکوزًا فی اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلک فی صدورهم کالارتفاقات الضروریة الاولیة من غیر تامل ولو
ماتوا جرّوا ذلک معهم الی برزخهم ومعادهم
فصار ذلک معد الانفسار هذا التدلی بصورة
جسمانیة هی تقدم شخص النسمة علی سائر
الاشخاص وصدوره عن رایه ونفخت فی
هذه الصورة الجسمانیة روح الهیة وظهرت
برکاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنی
هنا من النبوة ما کان علی وجه الریاسة
والتقدم والمجادلة والتسخیر لا فیضان
العلوم فقط وان استتبع انقیادًا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة للشهیدیة کما کان
لسیدنا ونبینا محمد صلی الله علیه وسلم فکان
من ذلک الانفسارات الصلوة وذلک
لان کل خلق عند البشر له افاعیل هی تجیء
وهیکلها فی المحسوس ینضبط السر المعنوی
بذلک الهیکل وینصرف الاحکام من مدح
وهجو الیه وهو الذی یذکر ویخبر عنه
ویشار به الی الخلق وهذا طبیعة البشر و
دیدنهم ومرکوز اذهانهم فاصطفی الحق
خلقًا من اخلاق البشر وهیئة من هیئات
نفوسهم وصبغًا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بالمقام المعلوم

مرتبون کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو
ہوجاتا ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا
اگر زندہ رہیں تو اوس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند رفاقت
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائیں ساتھ لیجائیں اپنے
برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہوجاتا ہے مستعد اس تدلی کے
انفسار کی صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم شخص النسمہ ہے
سب اشخاص سے اور اُس کا صادر ہونا اُس کی رائے
سے اور نفخ کی جاتی ہے اُس صورت جسمانیہ میں روح
الہیہ تو ظاہر ہوتے ہیں اُس کی برکتیں کہ ہوجاتے ہیں
نبوت ورسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کی ہو۔ نہ فقط فیضان علوم اور متابعت چاہیے
انقیاد کی اُن سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوت جامعہ
شہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ
کے اور اون انفسارات سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں
اور وہ کالبد یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہیں اوس صورت میں اور اُسی کی طرف احکام
مدح وہجو کی منصرف ہوتے ہیں اور وہی
ذکر کی جاتی ہے اور اس کے خبر کہی جاتی ہے
اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت
اور دیدن بشر کا اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے حق تعالیٰ
چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت
ہیئات نفوس سے اور رنگ اُن کی روحوں کے
رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

فی حظیرة القدس واعنی بذلک الخلق والهیئة
الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هیئات
ظلمانیة فاسدة فهذا الخلق موجود فی حیز
متزاج النفس بالحیوانیة لکنه اشبه الاشیاء
بالمقام المعلوم الذی فی عالم حظیرة القدس
فجعله کانه هو هو کما جعل البدن کانه النفس
ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون تفسیرا لذلک
الخلق وتنطبق علیه فجعلها کانها هو وکان
من تلک الانفسارات الکتب المنزلة وذلک
لان اشخاص الانسان الهموا بالکتابة الکتب
وجمع الرسائل لینفعهم فی الازمنة المتطاولة
والاقطار المتباعدة ویبقی نص صاحب الکتاب
غضا طریا ولا یخل غلط فی الروایة بالمعنی
والنسیان فلما فشی ذلک فیهم فتحرک هذا
التدلی بصورة اخری من وما عندهم فصعد
الرسول المتحظی بالبوارق المتخطفة له من
البشریة الی حظیرة القدس خادمة الارادة
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلی
مجادلا لتهم البشر فی شبهاتهم الفاسقة
الارادة من جهة ربهم والهام الخیر فی صدورهم
وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم
الکتاب واول کتاب کان الکتاب التورٰیة وانما
قبله صحف تشتمل علی علوم فاضت
علی قلب النبی فجمعها من شاء من الامة
فکان من تلک الانفسارات الملة وذلک

حظیرۃ القدس مین اور میری مراد اس خلق اور ہیئت
سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو
اور پاکیزگی ہیات ظلمانیہ فاسدہ سے پس
یہ خلق موجود ہے حیز مین امتزاج نفس بالحیوانیہ
کے لیکن بہت مشابہ ہے اوس مقام معلوم
سے جو عالم حظیرۃ القدس مین ہے اور اوس خلق کو
کر دیتا ہے گویا ہو بہو جیسا بدن کر دیا ہے گویا کہ
وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے اسا فعال اقوال
کہ وہ اس خلق کی تفسیر ہوتے ہین اور برابر کرتا ہے اس
خلق پر گویا کہ ہو بہو ہین اور انفسارات سے کتب آسمانی
ہین اور یہ اسلیئے کہ اشخاص انسانی الہام ہوا کہ
کتابین لکھین اور رسالہ جمع کرین کہ زمانہ دراز تک
نفع دین اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب
کی نص باقی رہے بہت مضبوط اس مین غلطی نہو روایت
بالمعنی کے اور بھول نجائین اور یہ کتابت پھیل گئی
پھر اس تدلی نے دوسری صورت مین حرکت کی بمقابل
اس کے جو اشخاص انسانی مین تھا تو ہو گیا رسول بہرہ یاب
بوارق خاطفہ کے سبب بشریہ سے طرف حظیرہ قدس کے
الہی کے ارادہ کا خادم پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور بشر سے
مجادلہ ان کے شبہات فاسقہ مین رحمت رب کی ارادہ سے
اور الہام خیر سے ان کے سینہ مین وحی تلاوت ہونیوالے
رسول کے مدارک مین پس منتظم ہو گئے کتاب اور پہلے کتاب
اور اسی طرح توریت اول اس سے پہلے صحیفہ تھی
کہ مشتمل تھی ان علمون پر جو نبی کے قلب مین پہنچی پھر جمع
کر لیا جس نے چاہا امت سے اور ان انفسارات مین ملت ہے

لان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم
امرهم ودخل في ضروريات علومهم فجعل الله
قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن
تلك الانفسارات بيت الله وذلك ان الناس
قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد الكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب بصا
حبها والتمو ذلك بالضروريات وصار التوجه
الى الامر البسيط الذي لا يتعين له جهة وموضع
كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم
حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعا على
مناسب لهذا الامر بان يكون هنالك قوى الافلاك
والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس اليه وعاينا لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا
وتدلى اليهم بايجابه عليهم ثم اعلم ان الشرائع
لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله
فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى وكذلك
الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات
والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك
اوحى الله الى العربي باللغة العربية والى السرياني

اور یہ یوں کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا آپس میں رسمیں
منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئیں رسوم منزلیہ اور مدنیہ
اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امر ان کے
نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم
میں داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد
ایسی رسم کا جسمیں رضاء الہی ہو اور برکت اور نور ہو
سو وہ شرع ہے اور ملت اور انفسارات سے
کعبہ شریف ہے۔ اور یہ یوں ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ
حضرت ابراہیم سے مشغول ہوئے عبادت
گاہوں اور کنیسہ بنانے میں تو بنایا مکان آفتاب کے
نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور
اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے
اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان میں
اوس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہو گیا اور توجہ اسکی طرف
امر بے قید جبتک نہ مقرر ہوئے کوئی جہت اور کوئی جگہ یہ امر ایسا ہے کہ
مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیم کے قلب پر مقابل میں اسکے جو ... زمانہ میں تھا
تھا کہ انھوں نے جو جانے اس امر کے واسطے
مناسب سمجھے کہ وہاں قوائے افلاک عناصر بقا کے مقتضی ہوں
اور جاذب ہو لوگوں کی دلوں کی اسکی طرف اور مقرر کئی اوسکی تعظیم کیواسطے
طریقے اور وضعیں اور نزدیکی کی اونکی طرف اوسکے لازم ہونیکے ان پر
یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ
کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ انکی عادتیں کیا ہیں جو بری ہوتی ہیں
اونکو منع فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے
الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو ذہن میں اس شخص کے ہیں
جسکی طرف کیجاوے اسیواسطے اللہ نے عرب لوگوں کو عربی میں وحی کی اور سریانی

باللغة السريانية ولذلك الرؤيا الصادقة لا تكون
الا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة ولذلك لا يرى
الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه
اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذي
ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه
البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد
صورة الا بافاضة غيبية في نشاة سواء كانت هذه
الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك
النشاة انما يكون مشخصاتها التي منعت للشركة
الوانا واشكالا خاصة بتلك النشاة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل النشاة الفرسية كان
الفرس يحتمل ان يكون طوله اربع اذرع وازيد
من ذلك وانقص فكان هذا اربع اذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا ليس الا في تلك النشاة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي ميزت هذا النوع
من النوع الاخر كلها امور داخلة في النشاة
الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصيته
لا بد معد من تلك النشاة خصصه
بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو ان ايجاد الصور
امره على الامكان والتقدير والتبدل والشعاير
امرها على المسلمات والمشهورات والامور
التي تطمئن اليها النفوس فلذلك كان كل تبدل
له معد من مسلماتهم اذا المراد بالتبديلات ان
يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدر
على الزيادة عليه ثم يدينون بجوارحهم على حسب

زبان والون کو سریانی زبان ہین اور اسی طرح خواب صادق
منعقد ہوتا ہے اون صورتون اور خیالون ہین جو ذہن
ہین مخزون ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب ہین رنگ
نہین دیکھتا اور نہ شکلین اوسکا خواب لمس اور سننا
اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو
وہ خواب ہین کچھ سنتا نہین اوسکا خواب دیکھنا اور چہونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت نہین منعقد
ہوتی افاضہ غیبیہ کے ساتھ عالم ہین برابر ہے کہ ہو یہ
افادہ عادیتہ یا غیر عادیتہ مگر موافق حکمون اوس عالم کے
بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
خاصہ ہین اس عالم کی جس طرح یہ گھوڑا کہ کل مشخصات اوسکے
داخل ہین عالم فرسیتہ ہین گویا گھوڑا احتمال ہے یہ کہ طول
اوسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہونگے مگر اوسی عالم
ہین نہ اور جاہی اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے یہ نوع
دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہین عالم جنسیت
ہین پس اب ہر فائض ساتھ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے
ساتھ اوسکے واسطے ضرور ہے معد اوس عالم سے جسنے خاص کیا
ساتھ اس وضع کے باقی رہی یہان ایک بات وہ یہ ہے
کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہی اور تبدلی اور شعایر کا
امر مسلمات اور مشہورات پر اور اون امور پر جنسے اطمینان نفوس کا ہو
اسی واسطے جو تبدلی ہی اوسکی واسطے معد ہین اونکے مسلمات اور مراد
تبدیلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی
دل سے کرین اس طرح سے کہ اوسکے زیادہ کرنے پر قادر
نہون پھر اپنے اعضا کے اوس کے موافق عادت والین

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان
عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن
مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرائع
والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم
نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين والحق
من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي
لا بد ان يكون فيه خرق العادات فليعلم انه يوافق
المشهور فنقول لا نقف على الامر المجمل المطوي
على غره بل فحص الامر فاصل الشئ على العادة
لا يجاوزها ما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب
عجميا ولا كان البيت من نوره لكن يظهر عليه
بركات لا توجد في غيره فالبركات تخرق العادة
لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة
الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا ابتغوا
ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول
ياكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم
مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد فانما كانت
صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك
ليشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم
يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة
الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك
بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها
الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها
ولتفريعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل
كثيرة والحمد لله اولا وآخرا مشهد عظيم

پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا
ہو ایسا ہی کریں کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں دلوں کو
اطمینان آجائے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور
اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں برکتیں ہیں تمیز صدق کی جھوٹ
سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دل میں
کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلی میں ضرور ہے خرق عادت لو
کیونکہ مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل پیچیدہ پر
ٹھہر سکا اوس کی پیچیدگی پر بلکہ فکر کر اوس امر کی پس
اصل شے کی عادت پر ہے اوس سے تجاوز نہیں ہوتا رسول
فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن
اوس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اوسکے غیر میں نہیں پائی
جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور
کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونوں امروں کے
فرق میں تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ
کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے
اون کے قول کو رد کیا اور اون کے اعتقاد فاسد کی رسوائی
کی اور اسی طرح نہیں صورت رسول کے غلبہ کی ہو فرشتہ اوسکے
ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو —
اور وہ آنکھوں سے دیکھیں سورہ فرقان وغیرہ میں
جیسے اللہ نے اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہوں
کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے
اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور
ہم نے قرآن و حدیث شریف کو پایا ہے اسکا بیان
کرنیوالا اور اسکے فروع کا نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت
مسائل میں الحمد للہ اولا و آخرا مشہد عظیم

نفث فی روعی من قبل الملاء الاعلی اسرار عظیمة
حتی امتلأت نفسی ونسمتی بها وها انا اذکرها لک
تفصیلا فعض علیها بنواجذک اذا اردت
ان یحصل لک کمال الملاء الاعلی التی اختصوا به فلا
سبیل الی ذلک الا الدعاء وکثرة الاطراح بین
یدی ربک والسؤال منه بجهد عن همتک وصدق
همتک لاسیما اذا سألت منه ما کنت مشتاقا الی
تحصیله عقلا وطبعا وکان فیه تکمیلک وتکمیل النا
س ولطفه بعامة خلق الله فاذا سنحت ملکة الدعاء
فیک وعقلت کیف تسأل الله بصدق الهمة
انخرطت فی سلک الملاء الاعلی وقد اشار سید
نا ونبینا محمد صلی الله تعالی علیه وسلم الی ذلک
حیث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة
والرحمة او کما قال ومن اراد ان یحصل له ما للملأ
السافل من الملائکة فلا سبیل الی ذلک الا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القدیمة
التی صلی فیها جماعات من الاولیاء واکثار الصلوة
وتلاوة کتاب الله وذکر الله باسمائه الحسنی
او باربعین اسما مما هو مشهور فهذا کله
رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرة
الاستخارات فی الامور المهمة بان یجعل نفسه
سواء بالنسبة الی الفعل والترک ثم یسأل الحق
تبارک وتعالی ان یبین له ما فیه المصلحة ویجلس
متطهرا جامعا للخاطر ینتظر انشراح خاطره
الی احد الجانبین ومن اعطاه الله تعالی فهم

میرے دل میں ملاء اعلی سے ایسے اسرار آئے کہ میرا
نفس اور نسمہ ان سے بھر گیا اور وہ تجھسے بیان کرتا ہوں
تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھوں سے جب تو چاہے
کہ تجکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو مختاصین ہیں تو اسکا کوئی
رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور یہ
اوسے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصا
جسوقت سوال کرے اوس شے کا جسکا تو مشتاق ہے
تحصیل کرنے کا عقل کی روسے یا طبیعت کی روسے اور
اوس میں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور
عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا
اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے
تو پرویا گیا تو ملاء اعلی کی لڑی میں اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہاں فرماتا ہے کہ جسکے
لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اوسکے لئے دروازہ
جنت کا کھل جاتا ہے یا فرمایا رحمت کا یا اور جو فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے تو اسکا کوئی طریق
نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں
جائے جنمیں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے درود
شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنی
یا چالیس نام مشہور ہیں اونکا ذکر اور یہ سب باتیں ایک
ایک رکن ہو گئیں اوس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے
کہ کثرت استخارہ کے مشکل امروں میں اس طرح سے کہ اپنے
نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے اور نکرنے میں پھر اللہ سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمیں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
خاطر جمعی سے انتظار میں کس طرف دل منشرح ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوۃ ونور الطہارۃ بحیث اذا ابعد
عہدہ عن الصلوۃ وترا کمت علیہ الاحداث
والجنابات وامتلأت حواسہ من الالوان المرئیۃ
والاصوات المسموعۃ حصلت لہ ھیئۃ یعقلہا
ویمیزھا ویتأذی منہا ویتنفر بجبلتہ عنہا ثم اذا
توغل فی الطہارات والصلوۃ وجمع الحواس فی
الذکر حصلت لہ ھیئۃ اخری یعقلہا ویمیزھا ویستحسن
الیہا ویلتذ بہا وکانت الحالتان معلومتان
متمیزتین بمنزلۃ المحسوسات فہو المؤمن
بالایمان الحقیقی الذی یعبّر عنہ بالاحسان لاشک
فی ذلک ومن عرف فی ضمن الدعاء والذکر
کیفیۃ الحضور وان لم یقدر علی تجرید الحضور
من اللفظ والحرف والخیال فقد اتی بما یہمہ
فی باب الاحسان **مشہد** خرایت
فی المنام اللیلۃ العاشرۃ من صفر سنۃ اربع
واربعین والف ومائۃ بمکۃ المبارکۃ کان الحسن
والحسین رضی اللہ عنہما نزلا فی بیتی وبید
الحسن رضی اللہ تعالی عنہ قلم قد انکسر لسانہ
فبسط الی یدہ لیعطینی وقال ھذا قلم جدی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال حتی
یصلحہ الحسین فلیس ما اصلحہ الحسین
کما لم یصلحہ فاخذہ حسین رضی اللہ عنہ اصلحہ
ثم ناولنیہ فسررت بہ ثم جیئی برداء مخطط فیہ
خط اخضر وخط ابیض فوضع بین یدیہما
فرفعہ حسین رضی اللہ عنہ وقال ھذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا اوس پر بے وضو ہونا یا جنابت ہونا آجائے یا اوسکے
حواس بہر جائین رنگون سے جو نظر آئین اور آوازون سے
جو سُنے تو اوسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلے اور
اوس سے اذیت ہو اور نفرت کرے حیلہ سے اوسکے پہر مشغول ہو
طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر مین تو دوسری
ہیئت حاصل ہو تو تمیز کرلے اوسکی اور اوسکو اچھا جانے اور اوس سے
خوش ہو اور یہ دونو حالتین ہون جدا جدا معلوم ہو جائین جیسے
محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبارت احسان
ہے اس مین کچھہ شک نہین اور جو شخص دعا اور ذکر مین
کیفیت حضور پائی اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب حرف
ولفظ وخیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے
باب مین **مشہد** مین نے خواب مین دیکھا ماہ صفر کے
دسوین تاریخ ۱۱۴۴ھ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
مین کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے
گھر تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسن کے
ہاتھ مین ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر
اونہون نے ہاتھ بڑہایا کہ مجھکو عنایت کرین
اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پہر فرمایا تاکہ اسکو حسین رضی اللہ سنوار دے
یہ ویسا نہین ہے جیسا حسین رضی اللہ نے سنوارا تھا
پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پہر مجھکو عنایت کیا مین بہت خوش ہوا اوس سے پہر آئی
ایک چادر دہاری دار کہ سبز دہاری ایک سفید تہی پہر اونکے
روبرو رکہی گئی حضرت امام حسین نے اٹھایا اور فرمایا یہ چادر

ردا جدی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم البسنی
فوضعته علی راسی تعظیما وحمدت الله تعالی ثم
انتبهت

مشهد عظیم وتحقیق شریف

اعلم ان الایمان بما انزل الله تعالی
علی نبیه صلی الله علیه وسلم علی ضربین ایمان
الرجل علی بینة من ربه وایمان بالغیب اما الذی
ایمانه علی بینة من ربه فمثله کمثل رجل شهد
الامیر حین خلع علی وزیر خلعة الوزارة
وولاه امور المملکة وبعثه الی الناس یخبرهم
بذلک وبذلک اوائل الخفاء ببعثه وکلفهم بذلک
فکل هذا ابصر منه وسمع ابصر بعینیه حین
خلع وسمعته اذناه حین فاه ووعاه قلبه حین
کلف فهذا الحاضر لم یصر وزیرا بالحضور ولا
مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علی بینة
ومامورا مشافهة واما المؤمن بالغیب فمثله
کمثل رجل اعمی اخبره بصیر بطلوع الشمس
واستیقن به حتی انه لا یجد فی قلبه نقیضا ولا
احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبه انما انه
ان البصیر اخبره من دون توسط البصیر
والکامل من الافراد من جمع الایمانین فله
ارتباط بالحق الاول لا یقبل التوسط ثم
من هذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلها الله
تعالی علی انبیائه فاستیقن بها بل اطمأن وکان
علی بینة من ربه فلیس له بحسب هذا الا
رتباط مامور یحفظه ویمسک بیده

ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پہر مجہکو اوڑہا دئے
مینے اپنے سر پر رکہے تعظیم کے واسطے اور اللہ تعالی کا شکر کیا
پہر مین جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اوس شئے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر
اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بیان
پر ہے اپنے رب کی اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
مین جائے اوس وقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور
حاکم کرے امور مملکت کا اور اوسکو بہیجے کہ لوگون کو خبر کردے
ایسی ہی اور اوسکو بہیج کر اور لوگون کو مکلف کرے وہ شخص یہ
سب دیکہ رہا ہے اور سن رہا ہے اوس نے آنکہون سے دیکہا
خلعت دینے اور کانون سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اوسی یاد ہے
جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہین ہو جانے کا وزیر حاضر
ہونے سے اور نہ مبعوث لوگون کی طرف لیکن مکلف ہو گیا
دیکہکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک اندہا ہے اوسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اوس نے
یقین کر لیا ایسے کہ اوسکے دل مین اوسکے عکس نہین اور نہ کوئی احتمال
ضعیف بہی لیکن اوسکے دل کو یقین ہے کہ آنکہون والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکہون والے کے اور کامل فرد وہ ہین
وہ فرد ہے جسکو دو نو قسم کا ایمان ہو اوسکو ارتباط حق سے
پہلے ہی سے جسمین توسط نہین اس ارتباط سے اوس پر ترشح ہوئی ہین
وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیون پر اوس نے
اون پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تہا بینہ پر اپنی رب کے
اس ارتباط کے موافق نہین کوئی اوس پر کوئی فرمان
کہ اوس کی حفاظت کرے اور اوسکو روکے رکہے آگے سے

وأما حفظ الحق له وعصمته فهو الذي يمسك بيديه فهو يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع لما كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو يحسبه محقق بالعلم الالهي ووراء ذلك لتدلي بحذاء حذو العوام كمال الايمان بالغيب والانحفاظ بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فالايمانان متحققان للفرد ولكن عند تشعشع انوار الايمان الاول قد يخفى الثاني وكنت ذات ليلة اصلي التهجد في الحجر اذ تشعشع انوار الايمان على بينة فغلبت وبهرت فتاملت الايمان بالغيب فلم اجد نورا ما ملته فلم اجد حوايني اتحسر عليه وأتأسف ثم بعد حين ما ظهر هذا الايمان واطمأن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف

الاولياء كثيرا ما يلهمون بان الله تعالى اسقط عنهم التكليف وانه خيرهم في الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوها حكى سيدي الوالد رضي الله عنه عن نفسه انه الهم بهذا وانه دعا الله تعالى ان يقيم عليه التكليف وما اختار الا التمسك ولم يكن من مذهبه سقوط التكليف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا بالغا فرأيته يرى الالهام حقا ويرى مذهبه حقا ويتحير في التطبيق واخبرت عن سيدي العم قدس سره انه كان يخبر عن نفسه انه الهم بسقوط التكليف وقيل له ان عبدت خوفا

اوسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو روکے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہے ٹھکانا ہے اور وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اوسکے واسطے ہی تدلّی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اوس سے محبت صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علی بیّنہ کے چمکے اور غالب آگئے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے نور پایا اوسکو پھر سوچا میں نے تو او سے نہ پایا یہاں تک کہ معلوم ہوا میں حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر کچھ دیر میں ظاہر ہوا یہ ایمان اور مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور کرو

تحقیق شریف

بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسے تکلیف شرعی معاف کی ہمیں اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہ صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ اونکو بھی یہ الہام ہوا اور اونہوں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قائم رہے اور اونہوں نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اونکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونیکا کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کوئی بھی اور میں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اوس کی تطبیق میں متحیر تھے اور جناب عمو صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ اونکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی اگر تم سے ڈر کر

من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدت
طمعاً في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك اياها
وان عبدت طلباً للرضا فانا قد رضينا عنك رضاً
لا نغضب بعده فقال ربي انما اعبدك لا لشيء دونك
وكان قدس سره يميل الى ان الكمل يسقط
عنهم التكليف والله سبحانه هو الذي يقيم عليهم
النواميس من غير اختيارهم وهكذا اروي عن كثير
من اولياء الله تعالى والسر في ذلك عندي ان الانسان
اذا انتقل عن الايمان بالغيب بهذه النواميس
الى الايمان بها على بينة وجد هذه العبادات
والنواميس في نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا يقدر على تركه ولا معنى لتعلق التكليف
به لانها من الجبلة التي جبل عليها سواء كان
هذا السر واضحاً منشرحاً او مجملاً ترشح من ذلك
على باطنه خطاب من الحق انما مثاره هذه
الحالة الاجمالية والتفصيلية ان الله تعالى اسقط
عنه التكليف وانه اختار بعد ذلك التمسك
من اختياره وقصده وانما مثل هذه الامور عندي
مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها وانما تعبير هذا
الالهام حصول هذا المقام الذي هو مثار
الالهام والحق عندي ان الالهام كله حق لكن
منه الفائض عن لسان خاص ومثار معلوم
ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت
الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثاني
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج تعبيراً

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کرلیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضا کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی غصہ نکرینگے
تو اونہون نے عرض کیا کہ یا آلہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لیئے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے
اس طرف کہ کاملون سے ساقط ہوجاتی ہے اور اللہ تعالی
قائم کردیتا ہے اُن پر فرمان و شریعت اُن کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے
اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان
علے بینہ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادات اور نوامیس کو
اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے قادر نہین
ترک پر اور کچھ معنی نہین اوس سے علاقہ تکلیف کے اسلیئے کہ وہ تو
اوسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اوسپر
واضح ہو کہلا کہلا یا مجمل ہو کر اوسکے باطن پر ترشح ہو
اس سے خطاب اللہ تعالی کا کہ مطلوب اوسکا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالی نے اوس سے تکلیف ساقط کی اور اوس نے بعد
اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی
حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کے حاصل ہونا اوس مقام کا ہے جو
الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہین
لیکن بعضے ان سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہین
اور بعضے اونکے حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین کہ اون کا تابع ہو اور دوسری قسم
متبع مطلق ہین اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلابد من استنباط رجل تام المعرفة ومن حال
يحتاج فقد بها

تحقيق شريف ومشهد آخر

اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها اضمحل
من القوة البهيمية اشياء وقويت الملكية واستقلت
بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها
نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا اوحت الى البهيمية
ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية
ولتجمعت بشراشرها تحت تصرفها فحصل
للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب هيئة الملكية
وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى
حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية
وكان خلقا لهذه النفس ودينا وجبلة لا تنفك
عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان
اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى ويرحم لاجله
لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة
او لكونه سببا لتمام ما اراد الحق بتدليه الى الخلق
من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس
معدودة في عداد التدلي بان التفتت هذه
النفس وطمحت بجهدها همتها الى التدلي واندرجت
فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلاثة او وجود
واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ
للنفس انشراح ولذة وانبساط ومنها ان النفس
اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالتخيلات
كالاشتغال القلبية او بالوجدان الحالي البحت
وهو الذي يسميه اهل الزمان بالياد داشت

تو ضرور ہے اونمین استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے
الہام محتاج تعبیر کے نہین پس غور کرو

تحقیق شریف ومشاہد

اور جاننا چاہیے کہ جب ارواح اجسام سے جدا
ہوتی ہین بہت چیزین قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہین اور
قوتین ملکیہ مستقل ہو جاتی ہین جو حاصل کیا تھا کمال اور یہ کمال کئے
وجہون پر ہے اونمین سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ جب
ملکیہ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو بہیمہ مطیع
ہو جاتی ہے بہیمیہ تمام اوسکے تصرف مین ملکیہ کو خوشی ہو جاتی ہے اور
بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اوسکا
نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ مین
کمال حاصل ہوتا ہے اور جوہر بہیمیہ مین اور اس نفس کے واسطے یہ
خُلق وعادت ہو جاتا ہے اور دین اور جبلت ایسی کہ کبھی اوس سے جدا نہو
اور ایک اون مین سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان سے اللہ راضی
ہوتا ہے اور اوسپر رحمت کرتا ہے اسلئے کہ وہ انسان اور لوگونکی
سختی دور کرنے سبکی یا اسلئے کہ وہ سبب ہوتا ہے اوسکے پورا
ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنے ہدایت اور
نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود و شمار تدلی مین
کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو ہمت کی کوشش سے طرف
تدلی کے اور داخل ہو اس مین پس جب آئین یہ تینون وجہ جمع
ہوئین یا ایک ان مین سے تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اسوقت
اس نفس کے واسطے انشراح لذت ہوتی ہے اور خوشی اور بعض اونمین سے یہ ہے
کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا لفظون سے
یا خیال سے جیساکہ اشتغال قلبی کا طریقہ ہے
یا وہم جو جبروت کے جانے ہو اور وہی
ہے جسے اہل زمانہ یاد داشت کہتے ہین

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة ولون
جبروتي وكثيرا ما يسمى ذلك نور الياداشت ومنها
نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت ممز
يتهطي لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها ثم
خلص الى جوهرها صرفا ورقت قوام فاذا انفكت
عن الجسد ولم يخففها ارادات متجددة
الطبيعة فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت
رقائق كثيرة ولا يبتهج بكل رقيقة فهذا
حال اكثر الارواح وبذلك الانوار تكون كمرآة ملقاة
في الشمس امتلئت نورا وضوءا او كحوض
ممتلئ ماء ضرب نور الشمس في يوم الاليم وقت
الهاجرة فاكتسا الماء نور الشمس اذا علمت ما قلنا
وفهمته فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله
تعالى عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الينا دفعة في اول الامر
لمثل الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لي كمثل
هلال الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب ظهورا
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہو جاتا ہے اوسکا ایک
ملکہ بسیط اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو کہتے ہین
نور یادداشت اور ان مین سے ہے نور احوال اور یہ اسلئے
کہ نفس جب ہوجاتا ہے اون مین سے جو تیز رو ہین واسطے
بدلنے حال خوف و رجا و قلق اور شوق و انس و ہیبت
و تعظیم وغیرہ کے دوست ہوجاتی ہے اس کے جوہر کی صفائی
اور رقت قوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اوسکو
گھیر نلیا ارادون متجددہ نے تو اون مین منطبع ہوجاتے ہین رنگ
اسمائے الٰہی کے اور اوسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت مین پس یہ احوال اکثر ارواح کا
ہے اور اون نورون سے ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دھوپ مین رکھا ہو اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک
حوض پانی سے لبریز کے جسپر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا ٹھیری
ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو
پس جب تمنے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جان لو کہ جب مین نے
زیارت کی شہدائے بدر کے رضی اللہ اور بیٹھا ان کے مزارون کے
گرد کھڑا ہوا تو انکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور
کہ جیسے ان آنکھونکی آگی ہی یہانتک کہ مین تردد مین تھا کہ ان آنکھون سے
دیکھتا ہون یا روح کی آنکھون سے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم
کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اوس مزار کی جو
ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفراء
مین حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے جب مین بیٹھا گرد اوس مزار کے اور متوجہ
ہوا اونکی روح کا تو مجھ معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا مینے سوچا تو وہ نور
نور اعمال و نور رحمت دونو جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت
ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارھاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاھدہ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتہا ببصر الروح فقط اللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا وذاک فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملائکۃ المؤکلین بامثال ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورایت یخالط انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ

مشاھد اخری بالاجمال

لما دخلت المدینۃ المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات رایت روحہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوات وامامتہ بالناس فیہا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ ولکن الناس عامۃ لا یلہمون بشیء الا بما یاتی شیء علی ارواحہم من علم فیاخذون اما حقیقتہ واما شبیہہ فیخبر واحد ویتلقاہ الآخر بالقبول لما ادرک ادراکا اجمالیا ویسمعہ ثالث فیؤیدہ بوجہ آخر ورابع فیلبس شیئا مناسبا وھلم جرا حتی یتفق امۃ من الناس علی ذلک فلیس اتفاقہم فی مثل ذلک سدی فلا تزدرہ

مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبار گی انوار ظاہر ہوئے میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں روح کی آنکھوں سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں ہی دیکھا یا روح کے میں تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور اون ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں اور ایسی مشاہد پر اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

مشاہدہ جب میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کے روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیاں نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھوں سے قریب قریب تو میں نے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازوں میں اور آپ کی امامت لوگوں کی نمازوں میں اور اور ایسی باتیں وہ بھی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو اونکی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتا یا اس کی صورت پھر ایک اوس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کر لیتا ہے وہ ادراک اجمالی اور تیسرا سنتا ہے وہ اور وجہ سے اوسکی تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت مناسبہ اسی طرح اور یہاں تک کہ اس امر پر ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے امروں میں مہمل نہیں ہے پس حقیر نہ سمجھ اکثر کے

المشہورات للعوام ولکن تفطن باسرار ما یلقی
ثم توجہت الی القبر الشریف المقدس مرۃ بعد
اخری فاذا ہو صلی اللہ علیہ وسلم فی رقیقۃ بعد
رقیقۃ فتارۃ فی صورۃ محض العظمۃ والہیبۃ
وتارۃ فی صورۃ الجذب والمحبۃ والانس والانشراح
وتارۃ فی صورۃ السریان حتی اتخیل ان الفضاء ممتلئ
بروحہ علیہ الصلوۃ والسلام وہی تموج فیہ تموج
الریح العاصفۃ حتی ان الناظر یکاد یشغلہ
تموجہا عن ملاحظۃ نفسہ الی غیر ذلک
من الذی القی ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر
الامور یمیل الی صورۃ الذی ہیئۃ التی کان علیہا مرۃ
بعد مرۃ مع انی طامح الہمۃ الی روحانیتہ لا
الی جسمانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فتفطنت ان
لہ خاصیۃ من تقویم روحہ بصورۃ جسدہ علیہ
الصلوۃ والسلام وانہ الذی اشار الیہ بقولہ ان
الانبیاء لا یموتون وانہم یصلون ویحجون فی قبورہم
وانہم احیاء الی غیر ذلک ولما سلمت علیہ قط
الا وقد انبسط لی وانشرح وتبدی وظہر
وذلک لانہ رحمۃ للعالمین **مشہد آخر**
لما کان الیوم الثالث سلمت علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم وعلی صاحبیہ رضی اللہ عنہما ثم قلت
یا رسول اللہ افض علینا مما افاض اللہ علیک
جئناک راغبین فی خیرک وانت رحمۃ للعالمین
فانبسط الی انبساطا عظیما حتی تخیلت کان
عطافۃ ردائہ لففتنی وغشیتنی ثم غطینی

مشہورات کو لیکن میں غور کر کے جو ان کی زبان پر آیا او سکا
اسرار کیا ہے پھر متوجہ ہوا روضۂ مقدسہ بلند کی طرف بار
بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت
میں کبھی تو فقط صورت عظمت و ہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ و
محبت میں اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت سریان میں کہ
میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے روح مقدس سے اور روح مبارک موجیں مار رہی ہے
مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والا اوسکی تموج کو دیکھکر
عنقریب ہے کہ اپنے تئیں بھول جائے سوائے اسکے اور لطافتیں
اور میں نے دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں اسی
صورت مقدس میں جس میں آپ تھے بار بار باوجودیکہ میری کمال
آرزو تھی کہ روحانیہ میں دیکھوں جسمانیہ میں نہ دیکھوں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو مجھکو دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہے روح کو
صورت جسم میں کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپ نے
فرمایا ہے کہ انبیا نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں
اور انبیا حج کیا کرتے ہیں اپنے قبروں میں اور وہ زندہ ہیں اور
جو جو فرمایا ہے اور جب میں نے آپ پر درود پڑھا جبھی مجھ سے
خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ ہوا سبب
کہ آپ رحمت للعالمین ہیں **مشہد** جب تیسرا روز ہوا تو میں نے سلام
پڑھا آپ پر اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر
پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچھ اوسمیں سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے
ہم آپکے عطا کے شوق میں آئے ہیں اور آپ رحمت للعالمین
ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہاں تک
کہ میں نے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے
دامن سے لپیٹ لیا اور ڈھانپ لیا خوب اچھی طرح

عظمة وبذى لى واظهر لى الاسرار وعرفنى
بنفسه وامدنى امدادا عظيما اجماليا وعرفنى
كيف استمد به فى حوائجى وكيف يرد هو الى
من يصلى عليه وكيف ينبسط الى من طرئ
فى مدحه والح عليه فرايته عليه الصلوة و
التسليمات قد صار من جوهر روحه وبدن
نفسه وجبلة وفطرة مظهرية للتدلى العظيم
المنبسط على وجه البشر حتى لايكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذا التدلى العظيم هى
التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهى التى يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبى الانبياء وكنهها ابن رمن التجلى فى البشرية
البشرية فلما انعقدت حقيقة فى المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية قطبا
ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا انقضى
امر البعثة وتوجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على
الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان مندرجا فى اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيمة شفيعا يومئذ متمهدا من الله
للعصاة من خلقه لطفا منه بالنسبة اليهم
اليهم جرمنه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضى شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون معه الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخليقة قوى
التناسل كيما يبقى النوع ولكن لابد خالق فى كل نوع

اور ظاہر کئے مجھپر اسرار اور پہچنوا دیے مجھے خود اور امداد
کی مجھکو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپسے اپنی
حاجتون مین مدد چاہون اور کسطرح وہ جواب دیتے ہین جب آپ پر
کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہین جو آپکی مدح مین کوشش
کرے یا آپسے الحاح کرے پس دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کو کہ اپنے جوہر روح اور بدن نفس و جبلت و فطرت کے
سبب ہوگئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے
بجہت بشریہ جسمین ظاہر اور مظہر کی تمیز نہین ہوتی اور یہی تدلی
عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے مین حقیقت محمدیہ ہے
اور اسی تدلی سے مراد ہوتے جو کہتے ہین قطب الاقطاب
اور نبی الانبیا اور کنہ اوسکا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت مین
پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال مین متوجہ خلقت
کی طرف تو اوسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اوس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت
کی طرف جب وہ امر ہوچکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
بجانب رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہوجاتی ہے
اوس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل تھی
اصل بعثت میں انکی یہ امر مین کہ قیامت کے دن شہید ہون اور شفیع
ہوون گناہگارون کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کی
مقتضی ہے اون پرا اور ملکیت حاصل کرنے کو بہیمیہ
سے تو کہ ہو رحمت الٰہی کے واسطے آپکا
وجود معد نسبت اون لوگون کے
اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے
بقائے نوع کے واسطے اور اسیطرح خلقت ہر نوع مین

ما يفيده عند ما ينوبه النوائب لم يزل صلى الله عليه
وسلم ولا يزال متوجها الى الخلق مقبلا اليهم بوجهه
فلذلك كان احق الانبياء بحلول هذه الحقيقة
المثالية فيه واتحادها معه بحيث لا يميز الظاهر
من المظهر فكان عينها لا يطرء عليه الانفكاك
وهذا احد معنى هذا البيت المشهور

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدا على افق العلى لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقيقة ابصرته ببصر روحي ولمية
الاتحاد تفطنت بها ورأيته صلى الله عليه وسلم
مستقرا على تلك الحالة الواحدة دائما لا ينبعث
في نفسه ارادة متجددة ولا شيء من الدواعي
نعم لما كان وجهه صلى الله عليه وسلم الى الخلق
كان قريبا جدا من ان يتضرع الانسان اليه بجهد همته
فيغيثه في نائبته ويفيض عليه من بركاته
حتى يتخيل انه ذو ارادات متجددة كمثل الذي يهتم
اغاثة الملهوفين المحتاجين وتأملته عليه الصلاة
والسلام الى اي مذهب من مذاهب الفقه
يميل لاتبعه واتمسك به فاذا المذاهب كلها عنده
على السواء ليس علم الفروع في حالته هذه من ديدن
روحه الذي به تمتاز الداخل في جوهر روحه امر علم
الفروع وهو عناية الحق بنفوس البشر من جهة
اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا اصل له
فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل
في جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبة

اوس چیز کے جو اوسے مفید ہو بر وقت پیش آنے حادثہ کے
ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور
منہ کیے ہوئے اونکی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے
حقدار زیادہ ہیں واسطے حلول اس حقیقت مناسبہ کے
اپنی ہیں اور اوسکے اتحاد سے اپنی ساتھہ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت
ہیں کہ جدائی ہی نہیں اور یہ بھی ایک معنی ہیں اوس بیت
مشہور کے آفلت شموس الاولین وشمسنا * ابدا علی
افق العلی لا تغرب * تو اتحاد اسکا اس حقیقت سے میں نے
اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اوسکا سبب اور میں نے
معلوم کیا اوسے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو قایم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہان سے نہیں ہٹتا تا
اونکو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شے کا ہان جس وقت
آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں
کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی
کریں اوسکی مصیبت میں یا اوس پر برکتیں فائض فرمائیں ایسی کہ وہ
خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلومون
محتاجون کی فریادرسی میں مصروف ہو اور میں نے غور کی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ میں کس مذہب کیطرف مائل ہیں کہ میں بھی
اوسی مذہب اختیار کرون تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہیں علم فروع
ایک حالت میں نہیں ہیں آپکی روح مبارک کے دیدن سے آپکی جوہر روح میں علم فروع کے
اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشریہ پر انکے اعمال و اخلاق کی جہت سے اور
اوسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکے فرع اور صورتین ہیں مختلف
ہوتی ہیں وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جوہر
روح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے اسی واسطے آپکے نزدیک

المذاهب على السواء لا تميز عنده مذهبا من مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف فلو بان احدا لم يتقن واحدا من المذاهب لم يكن لحصلي الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض وهو ان يتفق اختلاف في ملة وتقاتل بين الناس وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه ولكن الذي رايت الطرق كلها عنده على السواء ثم منا المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة وهي انه ربما رجل يكون عنده ان النبي صلى الله عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقادا تقصيرا في جنب الله ورسوله فيا رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقف عنده فيحول بينه وبين النبي صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على تقصيري والتحقيق انه اتاه بصدا ممتلئ كفه مخالفة وانكبابا فانسد باب الفيض من جهة سوء القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والانقياد لحكم الله وان ليس هنالك طريقة مضبوطة غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا وبلا زما للخروج عن ربقة الانقياد فيتفطن بان النبي صلى الله عليه وسلم معاتب عليه امثال هذه الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہین ایک سے دوسرا اچھا انہین معلوم ہوتا اسلیے کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اوس شے کا جو واجب ہے امہات فقہ دین محمدی مین اگرچہ مختلف ہوں پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہو مذہبوں سے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکی نسبت ناراض نہین مگر اوس صورت مین جب ہین ہین اختلاف اور جنگ وجدال فساد کا موجب ہو لوگوں مین آپس مین اور یہ امر آپکی نہایت غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اسکے بعد ایک نکتہ سے وہ یہ ہے کہ بعض دیوکے یہ ذہن مین ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے پھر اوسمین قصور ہو جاتا ہے تو اوسکے اعتقاد مین جم جاتا ہے کہ مینے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور مین اور دیکھتا ہے اپنے مین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین دروازہ بند ایسا کہ نہین کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آپکا صلے اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یون ہے کہ وہ حاضر ہوا ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سے بھرا ہوا ہے اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا قابلیت نہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہے انسان کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہے اور تابعداری نکرنی ہے اللہ کے حکم کی اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہین پس اوس سے نکلنا اوس کے نزدیک برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اوپر عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہہ بہت ہین کہ طالب کے دل مین آتے ہین اور یہ بھی ضرور ہے

ایضا علی ان ناسا یدخلون المدینة المنورة
فیرون اهلها علی اعمال غیر مرضیة عندهم او فی
نفس الامر فیبغضونهم ویضمرون حقد الی
ان یدخلون الروضة المقدسة ویواجهون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلو ترشح من الحقد مرارة فانکدر
حالهم فایاک ثم ایاک ان یصدک من هذا النور
الاتم علیه الصلوة والسلام امثال هذه الامور
ورأیته علیه الصلوة والسلام لابسا لباس العظمة
والتشبه بالجبروت وله رقائق کثیرة بحسب
تعدد کمالاته وتوجه الناس الیه باستعداداتهم
وامدنی علیه الصلوة والسلام فی ذلک المجلس مددا
اجمالیا تفصیله المجددیة والوصایة والقطبیة
الارشادیة واعطانی قبولا وجعلنی اماما وصوب
طریقتی ومذهبی اصلا وفرعا لا لجمیع الناس
بل لناس مخصوصین فطرتهم فطرة التحقیق
بشرط ان لا یکون سببا للاختلاف والتقاتل فهذه
النکتة یجب ان ینتبه بها کل من اخذ مذهبنا
اصلا وفرعا وطریقتنا سلوکا ثم اردت ان اساله
عن مسائل مبادی الوجود ومراتب الوجود والفناء
والبقاء فاذا هو علیه الصلوة والسلام متوجه
بالکلیة الی الله الی الذکور فکلما اردت ان
اساله منعنی استغراق فی کیفیة حاله عن سؤال
وعلمنی ان اجلس بین یدیه فاسال ربی بلسانی
الذی یعنی وحد والملاء الاعلی ثم التفعم بنوره
جدا ثم اسال ثم التفعم ثم اسال وهلم جرا فعند

آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہین
یا وہ اعمال نفس الامر مین برے ہوتے ہین تو اونسے بغض و کینہ
رکھتے ہین پہر جب روضہ مقدسہ مین حاضر ہوتے ہین اور ادھر
متوجہ ہوتے ہین اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اوس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اونکا حال مکدر ہوجاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اوس نور اتم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے امر
روکتے ہین۔ اور مین نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عظموت کا لباس اور تشبہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگون کا
متوجہ ہونا اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اوس مجلس مین میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اوسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور اچھا فرمایا میری طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہین بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکی جنکی فطرت مین تحقیق ہی اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اوسے
جو ہمارا مذہب اور طریقہ اختیار کرے اصلاً و فرعاً پہر مینے چاہا کہ
دریافت کرون آپسے مسائل مبادی وجود اور مراتب وجود اور فنا اور
بقا تو مینے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ ہین اوس تلی مذکور کیطرف
جب مین چاہتا تھا کچھہ پوچھون تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال مین
مجھکو روک دیتا تھا اور مجھکو سکھایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹھون
اور اپنے رب سے سوال کرون اوس زبان سے جو ملا اعلی کی طرف سے
پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پہر سوال کیا پہر لپیٹ لیا
پہر سوال کیا غرض اسی طرح پہر اس وقت

ذلك يختلط سؤالي وهمته العليا فيصيب السهم
المرمى ورأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ
صورته الكريمة وكونه عيبة وكن شأن وقاية وونا
للتدلي الكائن متوجها الى الخلق لابسا لباس عظمة
وهيبة من القبول والجذب والالفة ما لا يحصى ولا
يبلغ الاستهام فاذا توجه اليه انسان بجهد همته
ولا اريد الانسان العالي الهمة فقط بل كل ذي نفس
يشتاق الى شئ ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوة
يعني يحصل بسبب صنع هذا الانسان حالة
شبيهة بالقصد المتجدد وانا علمت سرا عظيما
وهو ان الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة علما
للتدلي ان يتقرب الحق جدا الى اهل الارض حتى الى
سفلتهم ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا بتوسط
النسمة ورأيته عليه الصلوة والسلام ينشرح
انشراحا عظيما لمن صلى عليه ومدحه ورأيته صلى
الله عليه وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة
كمثل المشائخ الصوفية في مجالس الافاضة وانا
بين يديه وكل ما علمناك مشهد واحد من مشاهده
وتفطن اخي محمد عاشق لسر عجيب لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من الكمالات
ولذلك يظهر في قلوب الحجاج ابتهاجهم بانفسهم
وتبجحهم وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

مختلف ہو گیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پر تیر نشانہ پر پہنچ گیا
اور دیکھا میں نے آپ کو قرار کیے ہوئے ایک حالت پر صورت کریمہ کی
حفاظت پر اور اوسکی تدلی مذکور کی ظرف ہونے پر خلقت کی طرف
متوجہ پہنے ہوئے لباس عظموت کا کہ اوس میں قبول اور
جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اوسکی انتہا نہیں دریافت
ہو سکتی جس وقت متوجہ ہے آپکی طرف کوئی انسان کوشش
ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت سے فقط
نہیں بلکہ کوئی ہو کہ مشتاق کسی شے کا ہو اور آپکی طرف
متوجہ ہو اوس شے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ
تدلی کرتے ہیں اوس کی طرف اور یہی ہے رد سلام اور اجابت
درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اوس توجہ کے ایک
حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے . اور میں بتاؤں تجھکو
ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی ظرف
بنانے میں واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین سے اور
جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی ہے کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر واسطے
سے اسی نسمہ کے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
بہت خوش ہوتے اوس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی
مدح اور میں نے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ
صوفیہ مجلس افاضت میں اور میں آپکی حضور میں ہوں اور یہ سب
جو میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم
ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ حق کی طرف سے ہے وہ یہ کہ حج ایک بڑا کمال ہے
اور کمالوں سے اور اسیواسطے حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور سر
اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالی کا وصول ہے تو کمال ہے اور
جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے
سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة ينتهي بالحج
والله اعلم **مشهد آخر** سألته صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحي شوقا
ونزوعا الى هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما
اقدر فامتلأت منه بصورة مثالية فأراني صورته
الكريمة المثالية قبل ان يوجد في عالم الاجسام
ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرة الله بايجادهما
افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم
والمعارف بعد فوضح لي الامر واستبان ووعيت
هذا ما فاض علي من الصورة المثالية وفطنت
بما اراد بي تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالى له تجليا عظيما متوجها الى
الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهذا التجلي له
في كل ساعة من الزمان شأن متميزا الى الخلق
بروزة بعد بروزة وكلما برزت بروزة ظهر في العالم
عنوان لتلك البروزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق
بالامر والنهي والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
وتلك البروزة حقيقة فاذا برز بروزة ظهر في الناس
علوم ومعارف تناسب تلك البروزة وان لم يعلموا

وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کی بہت
وجہوں پر ہیں لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوا واللہ اعلم
مشہد مینے سوال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنے جو آپنے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام
آب و گل میں تھے کہ مین نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا
اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری
روح بہری ہوئی تہی پہر مین چمٹ گیا اوس جناب سے بہت اپنی
طاقت کے موافق پہر مین بھر گیا اوس جناب سے ساتھہ صورت
مثالی کے پس آپنے دکھائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم
اجسام کے پائی جاتی ہے پہر دکہائی مجھکو کیفیت اس عالم مین آنیکے
عالم مثال سے اور دکھائین مجھکو صورتین انبیاء مبعوثین کی
کہ کسطرح اون پر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت قدس سے مقابل اوسکے
جو ملے آپکو عالم مثال مین اوس حضرت سے اور دکہائین مجھکو صورتین
اولیا کی اور جسطرح اونکو ملے علم اور معرفت بعد اوسکے تو مجھکو حال معلوم
ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور مین طرف نگیا اسچیز کا جو مجھکو ملا
صور مثالیہ سے اور مینے جان لیا جو آپنے اس افاضہ مین چاہا مین
اب بیان کرتا ہوں تمسے جو مین سمجھا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالے
کی تجلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہی اوسی سے سب ہدایت پاتے ہین اور
اوسی کی التجا کرتے ہین اور اس تجلی کی ہر ایک آن زمانہ مین شان ہی کہ
خلقت کی طرف ظہور کرتی ہی ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہی کوئی
ظہور تو عالم مین اوس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہی وہی رسول بھیجا گیا
ہوتا ہی خلقت کی طرف اللہ کے امر اور نہی شریعت کے ساتھ تو وہ
رسول اور وہ احکام عنوان ہین اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور
ہوتا ہے تو لوگون مین علم اور معرفتین مناسب اوس
ظہور کے ہوتے ہین اگرچہ لوگ نجہا نین

انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهرت
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك الجهة علموا
او لم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشري
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
حركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اي هيكله المثالي امكن من نفسه الانطباق
هذا التدلي بحسب جهة من الجهات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله بالناس ليوجد لهم غيثا
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر وليعقد الشريعة
عليهم ويذب دواء فاسدة عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل نشوة آدم عليه السلام
ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرقهم
فمن مفرط ومن مفرط اقتضى التدلي بان لا يهمل
الانسيكي امرهم وانطبق التدلي على رجل من
هؤلاء الاشخاص فاوحي اليه ما فيه صلاح قومه

کہ وہ فائض ہیں اوس ظہور سے اور اوسکے مناسب ہیں اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام
رسول سے استنباط کر سکتے ہیں تو اونکو احبار کہتے ہیں اور رہبان
کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور اون کی ہمت ہی علم
حاصل کرنا اللہ تبارک تعالی سے تو وہ لوگ حکماء محدث اہل حکمت
ربانی ہیں تو دونو فرقے اوس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں
اس بات کو جانیں یا نجانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار
رسول کہ اوسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے
چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کہ وہ نوع بشر کے باپ
ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو ہیکل ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے
منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات میں سے
پس منطبق ہوگئی اس پر از روے تشبیہ کے جیسے کلی منطبق
ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالی کی سابق عنایت
کے ہے اُن پر اور لوگوں پر تا کہ پایا جاوے ایسا مددگار
کہ مدد ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور اُن کی
شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے اُنسے
امراض فاسدہ جب اُنکو اسکی حاجت ہو بہت سخت سا.
پس یہ معنے ہیں آدم سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور ان کے
طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الٰہی نے چاہا تو منطبق ہوئی تدلی اُن شخصوں میں سے ایک شخص
اور وحی ہوئی اوسپر جس میں اوسکی قوم کی صلاح ہوئی اُنکی درستی کریگی

وكرر ببعثه برزخا من البرزخات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية ان يستعد لذلك فيفاض ما استعد
له فاما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز وبرز برزخ من برزخات التدلي
وتلك البرزخة كانت مشتملة على قوة مثالية فتلبست البرزخة
لباس المثال وسدت الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لا بد منه في
الوجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلاة
والسلام واما بعده فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي للتدلي فما من احد علم
او معرفة او حالا الهيا وكمالا الا وما خذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلاة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقته عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزخة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذونه عن برزخة مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما بينت تخصصا منه ولكن
الاستخلاص عن هذا السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا ضعيفا

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس جو چیز ہیں نسبت
کہ منطبق اس شخص پر اس نبی سے وہی وجود بشری ہے اور
بیشک وہ مثال میں حکایۃ تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا حکایۃ نہ تھا
پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
اوس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور درست اور سد بند
کر دیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
میں اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری مراد یہ ہے کہ
مثال نہ تھی بحسب بروز اس تدلی کے پہلے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں پر
ہوگیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال اوسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہوگی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث
مانند عنوان کے تھے نبوت کی وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا
جب تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمت للعالمین
ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیا کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور تحقیق
اولیا نے حاصل کیا فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت ہے آنحضرت کی اور مجھکو تمیز نہیں ہوا کوئی
ان اشخاص میں سے اس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ اُن کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف کے

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثة برزخ روحه ظهورا اضعف
من ظهور البرزخ المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
الا في ملته ولما تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزخ المثالية ظهورا بينا فانقطعت رأسا و فيضت
العلوم والمعارف فيضانا تاما لانها في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف** فان
قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن
الاول بعد آدم عليه السلام مايلين الى جمود الفكر
وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية لم
يستنبط احد منهم من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم المحاضرية الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم وخوضهم
ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتفجرت بعده العلوم
تجاو نبع منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والمحاضرية والعلوم الشرعية بحيث لا انتهاء
لها ولا ارجاء **قلت** ان الله تبارك وتعالى تدليا
عظيما امتلأ منه السموات والارضون.
وحقيقته معرفة الشخص الاكبر ربه فانه لما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصوره ارتسمت في مداركه صورته

انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
اسیواسطے نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آن کی ملت میں اور
نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ
مثالیہ بہت روشنی اور منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم
اور معرفتیں اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر میں منعقد تھے مثال میں
تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع
وبہایم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنباط نکیا
مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم محاضرہ اون کو
حاصل ہوا طبیعی اور آلہی مگر شاذ نادر کو باوجودیکہ عمریں
بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب میں یہانتک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں
ہوگئے اور اُن سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے
نہ حد تو اوس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالی کی ایک
تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور سب زمینیں پُر
ہیں اور اُس کی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جیسا اپنے
رب کو پہچانا جیسا اوس کی معرفت کا حق تھا
اور اوس کا تصور جیسا چاہیے ویسا کیا اوس
شخص اکبر کے تصور سے اوسکے مدرکہ میں منتقش ہوگئی

تحكي جلال الله وعزه على وجهه وهذه الصورة
دائمة ما دام الشخص الاكبر وهي منطبقة على
الله وحاكية له اتم حكاية واوفقها بما في نفس
الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاك في الطبيعة
الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة فيهما كا
حفاظ الطبيعة الارضية في المعدن والنبات
والحيوان والانسان وكانت خواصها ومقتضيا
تها وقواها ايضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم
لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات
والانسان كانت طبائع العناصر والافلاك
محفوظة فيها وليست هذه الا كالمرايا لظهور
خواص الافلاك وحركاتها والعناصر وطبائعها
وكانت الطبيعة الكلية بما معها من القوى محفوظة
في الافلاك والعناصر فكل فرد من الانسان في جبلة
فؤاده ووجود نفسه واسّ تحقق معرفة ربه
الا انها في حجب كثيفة اذ لوح نفس الانسان عرضة
لظهور حكم كل طبيعة من طبائع الامهات المولدات
وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفائها و
يختفي حكم نقطة التدلي التي هو الحبل الذي من تمسك
به عرف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق
بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف
انحسارها الى الطبيعة الكلية واجزائها فمثل
نور الله عنده كمشكوة فيها مصباح المصباح
في زجاجة الآية استنار حجبه كلها بنور الاصل و
استضاءت بضوءه وكانت له في معرفته الهية

ایک صورت عمدہ کہ یاد دلائی اللہ تبارک تعالی کی عزت
اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے جب تک یہ صورت
دایم ہے اور اللہ تعالی کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح
اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ
محفوظ تھے اوس صورت میں اس طرح جیسی طبیعت
ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نباتات اور حیوان اور انسان
میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ
ہیں ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے
معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھیں طبائع
عناصر و افلاک محفوظ ان میں اور نہیں یہ مگر مانند
مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور
عناصر اور اسکے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ مع اپنی قوا
کے افلاک و عناصر میں محفوظ تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس اور
بنیاد تحقق میں اپنی رب کے معرفت تھی مگر بہت پردوں حجابوں
میں اسواسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع
امہات مولدات سے اور بقدر منتقش ہونے ان صورتوں کی ناقص ہو جاتی ہے
صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی
جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اسکو پکڑے اپنے رب کو پہچان لیوے پس وہی حجاب
متراکم ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوے ہیں تو جس شخص کو نصیب ہو گیا
تنبہ حقیقت الحقائق پر اور جان لیا اسنے انحسار تدلی کا طبیعت
کلیہ کی طرف اور اسکے اجزا کے تو اسکے نزدیک اللہ کی نور کی مثال
ایسی ہے کہ جیسے کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الایۃ اوس
شخص کے حجاب سب اٹھ گئے اور اوس کی روشنی سے
روشن ہو گئے اور وہ حجاب اوسکو مفید ہو گئے

ومن لم یرزق التنبہ لها لم یعرف اسرارها فمثل
ظلماته المتراکمة کظلمات فی بحر لجی یغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآیة واذا
تمهد هذا فاعلم انه بقدر اعداد المعدات تظهر
هذه النقطة وآثارها وکلما کان الاعداد اتم واوفر
کان ظهورها اصرح وابین وعنی من المعدات
الملأ الاعلی ولست اعنی بهم الملائکة فقط بل
اعظمهم واشبههم نفوس الکمل حین طرحت
عنها جلابیب ابدانها الکثیفة فکل من مات
من الکمل یخیل الی العامة انه فقد من العالم
ولا والله ما فقد بل تجوهر وقوی فکل سید من
سادات الملأ الاعلی یوفق لقدح الحجب المتراکمة
والوصول الی هذا التدلی فیدخل موج من هذا
التدلی فی تلک هذه النفس فیملی النفس بمعرفة
الله ثم یعوج الموج الی هذا التدلی فیتحقق لهذا
التدلی تدل آخر الی قابلی النفوس البشریة
الحبیسة فی اجسادها ویعد العالم لتقریب افاضة
المعرفة علی تلک النفوس وهکذا تتراکم انوار
الملأ الاعلی وتتزاید اعدادها بعضها الی الاعلی
وبعضها الاسفل وبعضها بین هذا وذاک
حتی یمتلئ الجو الذی بین ارض هذه النفوس
وبین سماء تلک المعرفة فلذلک یکون معرفتهم
فی آخر الزمان اسرع ما یکون واصح ما یکون
والی هذه الدقیقة اشار النبی صلی الله علیه وسلم
حیث قال اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

سفر ہوئی اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقائق پر
اور اسنے نجانا اسکے اسرار کو تو اوسکے ظلمات کی مثال ایسی ہے
جیسے کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ
سحاب الآیہ جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے
اعداد کی قدر وہ نقطہ تدلی کا ظاہر ہوتا ہے اور اوسکے آثار ظاہر ہوتے
ہیں تو جسقدر کہ اعداد اتم و اوفر ہوگا اتنا ہی ظہور بھی صریح اور
ظاہر ہوگا اور معدات ملاء اعلی سے اور میری مراد اس سے فقط
فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہیں ان سے جس وقت
انکو بدن کی کثیف چادریں اتار ڈالتے ہیں اور جب کوئی کاملوں
میں سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم
ہوگیا خدا کی قسم یوں نہیں ہے کہ وہ گم ہوگیا وہ گم نہیں ہوا
پس ہر سردار بزرگان ملاء اعلی میں سے توفیق دیا جاتا ہے
واسطے قطع کرنے حجاب متراکمہ کے اور داخل ہونے اس
تدلی سے پھر داخل ہوتی ہے ایک موج اس تدلی کی اس نفس کے
اندر جب کے تو نفس بھر جاتا ہے اللہ کی معرفت سے پھر عود
کرتی ہے وہ موج اس تدلی کی طرف پھر متحقق ہوتی ہے
اور تدلی واسطے اس تدلی کے طرف اوس چیز کے کہ
قریب ہے نفوس بشریہ محبوسہ فی الاجساد سے واسطے تقریب افاضہ
معرفت کے اوپر ان نفوس کے اسیطرح متراکم ہوتی ہیں انوار ملاء اعلی کے اور
بڑھتا جاتا ہے اعداد ان کا بعضے قریب اعلی کی اور بعضے اسفل کے اور بعضے
ان دونوں کے درمیان یہانتک کہ پر ہوجاتا ہے جو درمیان ان نفوس کے
ارض کے اور معرفت سما کے تو اسیواسطے معرفت نفوس کی آخر زمان میں بہت جلد
ہوتی ہے اس سے جو پہلے تھی اور بہت صحیح ہوتی ہے اوس سے جو پہلی تھا اور
اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث شریف
میں آیا ہے اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

يتخطى اى اذا اقترب من القيامة وكذلك في الطبيعة
العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة
بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و
الانواع فكل من برع في استخراج الارتفاقات انما
استمطر الجود مما هنالك واذا استحكم هذا الفيض
في قلبه ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة
بحسب هذا الكمال تدلي الى سائر النفوس البشرية
وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع
لايفقد هو ولا ابراعته ولا هذا الشرح بل كل
ذلك بحاله وافراد هذه النفوس بعد بعضها
لبعض فى نسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسدة
فى المثال بشخص واحد كنسبة القوى والصور
الخيالية فكان المقدمات الفكرية تعد لفيضان
النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لكان انشاء
الناس وهذه المعرفة احد معاني قولنا في القصيدة اللامية

شهدت تداوير الوجود جميعها
تدور كما دار الرحى المتمايل

مشاهد اخرى على الاجمال ما توجهت

قبل قبره عليه الصلوة والسلام الا ورايته حاضرا
ظاهرا اما بان نفتح بصر روحي فرايته على ماهو
واما ان تاثرت نفسي منه تاثرا فكان ذلك الاثر
حاكيا عنه فلو كانت جهت اليه ونفسي ملأى
من الشوق الى ظهور حقيقة اختصصت به من
معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرائع
من قبل تفتيش حال النفوس فلم يفت نفسي

يتخطى اى اذا اقترب من القيامة اور اسی طرح طبیعت
عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ کے موضوع ہیں
بلکہ ارتفاقات ہر نوع کے بلکہ احکام جمیع نفوس اور
انواع کے ہیں جو کوئی کامل و فایق ہوا استخراج ارتفاقات
میں اوس نے یہیں سے فیض پایا اور جب راسخ ہو گیا
یہ فیض اوس کے قلب میں پھر عود کیا اپنے منبع کی طرف
تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے بموجب اس کمال
کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے طرف اور آسان
ہو گیا منتقش ہونا اون علوم کا پھر جب مرتا ہے
وہ کامل و فایق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اسکا
کمال و فضل اور نہ وہ شرح بلکہ سب بحال خود
رہتے ہیں اور ان نفوس کے افراد معد ہوتے ہیں
بعضے واسطے بعضوں کے اور نسبت اُن کی بیچ
طبیعت انسانیہ متجسدہ فی المثال کے شخص واحد سے
ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کے
تو جیسے مقدمات فکریہ معد ہوتی ہیں فیضان نتیجہ کی اسی طرح نفوس
زکیہ معد ہوتی ہیں واسطے انشاء ناس کے تمام آدمیوں کی اور یہ معرفت ہمارے قول کے
معانی میں سے ایک معنی ہے جو ہمارا قول قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے

شہدت تداویر الوجود جمیعہا + تدور کما دار الرحی المتمایل

مشاہد اخری علی الاجمال

میں جب متوجہ ہوا ہوں روضہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف جب ہی آپکو دیکھا حاضر ظاہر یا کبھی میری روح
کی آنکھ کھلگئی ہے تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا آپ سے
اور یہ اثر حاکی ہے آپکا سو ایک وزمین متوجہ ہوا آپکی طرف درحالیکہ
میرا نفس مشتاق تھا یہی سپرا ہوا انتظار ظہور حقیقت اس شے سے جس میں خاص ہوا یعنی
معارف مراتب جود اور استنباط معارف شرایع قبل دریافت حال نفوس سے تو پھر نفس

المشاهد الثالث عشر

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت ابتهاجا
بتلك العلوم وثلجا بها ويوما افيض على نظر
الحق فانه شيء خصص به النبي صلى الله عليه
وسلم من بين الانبياء لما بينا من هيكل التدلي
واقتصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد توجه وانطبع لون هذا
النظر في نفسي عرفت حينئذ نفسي كانها ينظر
اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان
يذكر فيه ربه الا وتبعته السموات والارضون
لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو
الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخول
في جوهر الروح وديدن النفس ويوما بدا الى النور
كهيئة اهل الملاء السافل ورأيت ينبع من قلبه
صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا مشهدا
آخر بينما انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى
الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى السر الذي
استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب
الملاء الاعلى وروح العبادة ففطنت سميته مراد
النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود
فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض صحابته اعني
على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل
الا بالدعاء تضرعا والحاحا واطراحا بين يدي

آپ کے نفس سے ملحق ہوگیا اور پر ہوگیا اُن علموں کی خوشی
سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی
نظر حق کی وہ ایک ایسی شے ہے جس سے خصوصیت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب
اُس شے کے جو ہم بیان کر چکے ہیں ہیکل تدلی اور
اُس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے
آپ کی طرف ناسوت کی تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں
منطبع ہوا کون اس نظر کا تب پہچانا میں نے کہ گویا میرے
نفس پر اللہ تبارک تعالی نظر کر رہا ہے اور یقین کیا
میں نے کہ اس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان
میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اُس کی پیروی کرتے ہیں
سب آسمان اور سب زمینیں خصوصاً اجزا زمین کے
نیچے تک اور اجزا جو کے ساتویں آسمان تک بلکہ
عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہوجاتا ہے اور میں نے دریافت کیا
کہ منطبع ہونا اور انطباع جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و بدن نفس میں
اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کی
اور میں نے دیکھا کہ وہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے
ثمرہ ہے مشہد آخر ایک روز میں چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں درمیان منبر شریف اور روضۂ مقدس کے کہ اتنے میں ایک اسرار نے تجلی کی جس کی اصل
اصل مستفاد ہوئی کعبہ شریف کی حقیقت سے اور وہ قرب ہے ملاء اعلی کا اور مغز عبادت کا تو
اتنے میں مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے
جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتہدوا فی الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے
بعضے صحابہ سے اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا
مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے

الموالی وتذللا علی بابه واعتصاما باعتابه فلا
یحصل حتی یجتهد فی الدعاء فی السجدة لان السجود
شبح لهذا القرب ولکل شبح الی حقیقته منا
من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الی البشر
وارادت الافاضة علیهم کان التعرض لنفحاتها
والتمیز لحلولها والتهیئ لتحققها اعانة لها تتمیما
لمرادها ولما کان السجود اقرب حال الی التعرض
لنفحات الرحمة امر النبی صلی الله علیه وسلم بالاکثار
خاصة وظهرت حقیقة قوله هل تضارون
فی القمر لیلة البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم
فلا تغلبن علی صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهی ان التدلی المتجلی یوم القیمة
هو الذی یکون قبل وجه المصلی اذا صلی وهو الذی
یقاسم العبد فی الصلوة ویجاوبه ولکن جلباب
البدن یمنع الناس ان یبصروه ببصر الروح و
ان یغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا کان یوم
القیمة وکشف الجلباب استقل بصر الروح وا
استتبع بصر الجسد ولیست النشاة الاخری
الا من بقایا النشاة الدنیا ولا فرق بین الرؤیة ببصر
الروح التی یتلقاها الافراد فی هذه الدار وبین
الاخرویة التی تعم المسلمین الا بطرح الجلباب
ثم رایت کل آیة وکل حدیث بحرا متموجا فیه من
الاسرار ما لو کتبت شرح سر واحد منها فی مجلدات
لما جاءت ورایت الاسرار الخفیة مندرجة فی
اشارات القران والسنة فقضیت العجب کل

مولا کی اور اس کی دروازہ پر تذلل کرنی اور اوسکے آستانہ کے
پکڑنیکے اور نہین حاصل ہوتا جبتک کہ کوشش کرے سجدہ مین دعا
کرنیکی اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے
اوسکی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے اور رحمت
عام جب متوجہ ہوئے انسان کی طرف اور اون پر افاضہ کا ارادہ کیا
تو اوسکی خوشبوؤں کا پیش آنا اور اوسکی حلول کا متمکن ہونا اور
اوسکی تحقق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اوس رحمت کا اور اوسکی مراد کے
پورا ہونیکا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جو آپنے فرمایا ہے ہل تضارون فی القمر لیلة
البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوة
قبل طلوع الشمس وصلوة قبل غروبها اور وہ حقیقت یہ ہے کہ
قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز مین مقاسم اور
مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردۂ بدن انسان کو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہین دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہین آتی
تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی
آنکھ مستقل ہوجائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہے نشاء دنیا کا اور کچھ فرق نہین روح کی آنکھ سے دیکھنے
مین جو دنیا مین افراد کو ملجاتی ہے اور عاقبت مین عام مسلمان
دیکھینگے مگر پردہ کی اٹھ جانیکا پھر مینے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث
شریف کو ایک دریا مواج اسرار کا کہ اگر انمین سے ایک سر بھی لکھا جائے
تو بہت جلدون مین نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ اشارات
قرآن شریف اور حدیث شریف مین بہت اور کمال تعجب کیا پھر

العجب فتجلى لي عقيب ذلك التدلي الاعظم
فرأيته غير متناهي الارجاء ورأيت نفسي غير (بغير المتناهي)
متناهية ورأيتني قابلت غير المتناهي فبلعته
كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسي
وتحيرت من عظمها وكبرها وسعتها ثم تستر
علي فاذا انا ملآن من النور ينبع علي من فوقي
ومن تحتي وعن يميني وعن شمالي بل رأيته ينبع
من قلبي وعيني ويدي وسائر جوارحي وجوانحي
فكان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر**
غاب عني الهيكل المثالي وتجلى حقيقة روحه
صلى الله عليه وسلم متجردة عن الالبسة التي كانت
تلبسها حتى بعض اجزاء النسمة ووجدتها
حينئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولياء
المتقدمين جاءني من روحي صورة متجردة
على شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والشموخ
ما لا يقدر اللسان على وصفه **مشهد**
آخر استفدت منه صلى الله عليه وسلم ان
اتسعت نفسي حتى لحقت بوراثته بالبرزة
المثالية للتدلي الاعظم التي انتقلت الى الناسوت
مع انتقاله صلى الله عليه وسلم اليه واتصلت
بها وافضيت اليها وخالطتها فرأيتني شبيها له
من الشبحين احدهما الاتم الاعم الاقرب الى
حضرت الوجود الخارجي والثاني نسبته الى الا
ول كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذهب
وهو قريب الى حضرت الوجود العلمي و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئے مجھپر تدلی اعظم اوسکو مینے دیکھا کہ اوسکی انتہا
نہین ہے اور مینے اپنی نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا
کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے ہین وہ سب نگل گیا
ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور
متحیر ہوا اوسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم
مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اوسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا
جو میری فوق اور میری تحت اور میرے دائین اور بائین سے
ٹپک رہا تھا بلکہ مینے اوسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے
آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا
اور یہ اس مشہد کے آخر مین تھا **مشہد آخر** غائب
ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اون لباسون سے
جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزائے نسمہ سے بھی اور مینے اوسوقت پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیا متقدمین کو پھر
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اوسکی شکل کی
اور مینے مشاہدہ کیا انجذاب بلند کو اسقدر کہ زبان اوسکی
وصف پر قادر نہین **مشہد آخر** استفادہ کیا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک لاحق
ہوا مین آن کی وراثت کو واسطے اوس برزہ مثالیہ تدلی اعظم کی
جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین
متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اوس برزہ سے ایسا
کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون مین سے کہ ایک
آن مین کا اتم اور اعم قریب ہی حضرت وجود خارجی سے اور
دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے
مذہب کے صاحب مذہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سميت حينئذٍ بالزكي وبآخر نقاط العلم وعرفت حينئذ ان من خالطها او فضى اليها كما خالطت افضيت اى دخلت فى جوهر روحه كمثل دخول اليادداشت فى جوهر النفس بان تنتشر اليقظة التى جبل عليها الانسان به فمن شعب مقامه المجددية والوصاية والقطبية وامامة الطريق او بان يكون كلمة باقية فى عقبه والسر عميق فتدبر

(المشاهدة السابعة عشر ١٧)

مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعاً لديه فى الصدقة روحى اليه فبرق منه بارق وتلقته روحى اتم تلقى فى لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجاءها فى آن واحد بل اقل من آنٍ وذلك البارق تجلى الحبل الممدود الذى شدّ به العالم باسره فرأيت هذا التجلى دخل فى جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود التدبير الواحد الفايض من المبدأ الذى تفصيله العالم باسره وفروعه التدبيرات التفصيلية التى بها يقوم العالم وفطنت ان هذا الحبل هو حقيقة الحقيقة المحمدية وما من قطب محدّث ونبى مكلَّم الا وله نصيب منه والله اعلم

(المشاهدة الثامنة عشر ١٨)

مشاهد اخرى سلكنى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه وربانى بيده فانا اويسيه وتلميذه بلا واسطة بينى وبينه وذلك انه ارانى صلى الله عليه وسلم روحه المكرم فعرفنيه بها ان معرفة المفيض قبل الافاضة فعندئذ روحه

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت میں نے جانا کہ جو مخلوط ہوا اس نقطہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنے داخل ہوگیا جو ہر روح میں اس کی مانند دخل ہونی یادداشت کے جو ہر نفس میں تو اس پر کھل جاتا ہی وہ نقطہ جسپر انسان مجبول ہوا ہے پس اوسکے مقام کے شعبے میں مجدد بیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہوجاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہیں غور کر اسکو

مشہد آخر میں استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور بکمال عاجزی ہاتھ پھیلا آپ کی حضور اور اپنی روح کو لادیا آپ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اُس سے ملاقات کی ایک لمحہ بھر کے عرصہ میں یا اُسکے قریب تو مینے بہت تعجب کیا کہ کسقدر جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں اور وہ نور ایک تجلی ہی اُس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندہا ہوا ہے پس مینے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر روح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد فایض ہے اُس مبدا سے جسکے تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اوس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جنسے عالم کا قوام ہے اور مینے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہی اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی متکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ تربیت فرمائی میری پس میں اویسیہ ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یون ہے کہ آپنے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے مجھ کو شناسا بنایا کیونکہ معرفت مفیض کی افاضہ سے پہلے ہی ہے پس جس وقت آپکی روح

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علی تجلیاً من تجلیات الحق وهو الذی بہ برزۃ مثالیۃ بوجود ہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبلت هذا التجلی بجوهر روحی واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت ثم افاض ثانیاً تجلیاً آخر هو اصل هذہ البرزۃ المذکورۃ وهی نقطۃ فردۃ جذر افعال الحق فی العالم واصل التدبیرات فیہ فقبلت ایضاً وفنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثاً نقطۃ الذات معلون من الجبروت فقبلتها وفنیت وبقیت ثم افاض رابعاً نقطۃ منعقدۃ فی الروحانیات بها اندماج النهایۃ فی البدایۃ فقبلتها وفنیت وبقیت ثم عرفنی خامساً نقطۃ من احوال النسمۃ وکیفیاتها محاذیۃ لتلک النقطۃ الروحانیۃ کانها هی ففطنت ان من امکن منها قوی علی التاثیر فی التلمیذ وهی شبیهۃ بالعزم والجرأۃ لا اقول عزم شیء او جرأۃ علی شیء بل نفس العزم والجرأۃ فتم الصعود والهبوط وهذا هو السلوک المختصر الذی یناسب الجذب وهو الاشبہ بحال الانبیاء صلی اللہ علیهم وسلم **مشهد** آخر اعطانی اللہ سبحانہ شیئاً من طریقۃ فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وباشرت اعطاءہ روحہ الکریمۃ واطلعنی علی حقیقۃ هذا الشیء الذی اعطانی فعرفتها حق معرفتها وعرفت انہ شیء منها لا عینها

تک مبدء اعرف الاشیاء ہے یہانتک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپ کا سلوک بتانا یہ تھا کہ افاضہ کی مجھپر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ ظہور ہے برزہ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ تجلی مین نے اپنے جوہر روح مین قبول کی اور اوسمین مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پھر مین متحقق ہوا اوس سے اور باقی ہوگیا پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم مین اور اصل ہے الٰہی کی تدبیرات کا عالم مین اوس کو بھی مین نے قبول کیا اور اوس مین فنا ہوا اور اوس سے باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار مین نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ اسکو قبول کیا مینے اور فانی اور باقی ہوا مین پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ منعقدہ روحانیات مین اس سے نہایت مندرج ہے بدایت مین اسکو قبول کیا اور اس سے فنا اور بقا حاصل کی پھر سمجھوایا مجھکو پانچوین دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اوسکی کیفیات مقابل مین اس نقطہ روحانیہ کی گویا کہ وہ وہی ہے تو مینے معلوم کیا جو حاصل کرے اسکو قوی ہوتا ثیر اوسکی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہین کہ عزم کسی شئے کا یا جرأت کسی شئے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط اور یہی ایک سلوک مختصر ہے کہ مناسب جذبہ کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیاء علیہم السلام کے حال سے **مشہد** آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رستہ سلوک کا کا اللہ بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باشر عطا کا ہوا آپکی روح مکرم اور مجھکو اطلاع دی اس شئے کی حقیقت پر جو مجھکو عنایت ہوئی ہے پس مینے پہچانا جسقدر حق تھا اوسکے پہچاننے کا اور مینے جانا کہ یہ کالبد ہے اوسکی طریق فی السلوک کا نہ عین

وساحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمين

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عباده الاولياء فيهب بطريقة من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فربما اطلعه الله على اذكار وافكار يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربي طريقة من السلوك وصدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلى يقضي الله بها من فوق السموات فيتنزل المقضي في الملاء الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسب في الناسوت فلله تعالى داعية في الملاء الاعلى لا تزال في الناسوت تمثالها ووكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا نسخت الطريقة واضمحلت الداعية لم تر في الناس لها تمثالا ووكرا ومظنة فلو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعدموا هذه الحافظ الداعية قلنا ان وكرها وما زالوا يقتلون اهلها وحفاظها لم يستطيعوا ان يعدموها ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يقيموا حججها ويصلحوا ما فسد منها على حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموها حينئذ ومثلها كمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشكالها في الحياض والجواب اياكان ليس في قوة البشر ان يصد المياه عن ذلك فتلك الداعية هي الطريقة متى اقتضى بها

اورمین تجھسے بیان کرونگا کچھہ کچھہ جو مینے پہچانا والحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیئے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنے اللہ تعالی اپنے بندون مین سے جسپر چاہے احسان کرے اولیا سے تو عنایت کرتا ہے اوسکو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نسمجھے بسا اوقات اللہ تعالے مطلع کرتا ہے ذکر وفکر پر کہ اوس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے او کہنے لگتا ہی کہ اللہ تعالی نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول مین اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت ذکر وفکر سے عبارت نہین ہی بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملاء اعلی مین منعقد ہے کہ اللہ تعالی حکم کرتا ہے فوق سماوات سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہی ملاء اعلی مین اور وہان ٹھیرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت مین پس اللہ تعالی کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلی مین کہ ہمیشہ ناسوت مین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جاے ہے جبتک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہوجاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہین نظر آتی لوگون مین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جاے اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ معدوم کردین اس آشیانہ کو جیسے بیان کیا کہ آشیانہ اور جاے ہی اوسکی اور ہمیشہ اوسکے اہل سے اور نگہبانون سے مقاتلہ کرین تو ہرگز نہین معدوم کرسکینگے جبتک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اوس طریقہ کی کجی کو سیدھا کردین اور اس کے بگاڑ کو سنوار دین تو نہین مقدور اونکو اوسکی سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اور مثال اوسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ ان کا عکس حوضون اور تالابون مین پڑتا ہے کوئی بشر کی قوت ہی مین نہین کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جبتک حکم ہو

بیان حقیقۃ الطریق

الله تعالى لعبد فقد افضى له بالطريقة تو تشريح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفطن شديد الفطانة وهاك ما فهمني
ربي يجيء مدد السماء الاولى نقول وتوسطات
وزي ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم وتؤثر كابرًا عن كابر وتوقر بها الصدور
وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبائع
وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها و
يناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واصاغر
هم علمائهم وامراءهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلي بالبلايا ولعن وعوقب كان
من الغيب ناصرا لها ومن السماء السادسة
هداية معطية فيكون سببا لاهتدائهم وممدا
للناس لكمالهم ومن السماء السابعة الشرف
الدائم الذي كالنقش في الحجر لا يزول حتى تمزع
اوصاله وتتقطع اجزائه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملاء الاعلى فيكون جسدا مستويا فيهم
فينفخ من التدلي الاعظم جذب فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزين بذلك الزي شملته الرحمة
الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالی کا واسطے کسی بندہ کے پہر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان
اُس حقیقت کی اجزا کا اور اوسکی ارکان کا نہیں ممکن مگر واسطے
ذہین تیز فہم کے اور وہ جو مجھکو سمجھایا ہی میرے رب نے وہ یہ ہے کہ
آتی ہے مدد آسمان اول سے نقلیں اور توسلات اور لباس اور آسمان
دوم سے قواعد منضبطہ پس لکھی جاتی ہیں اور جانی جاتی ہیں اور نقل
ہوتی چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتی ہیں
اُن سے سینے اور صحیفے اُن سے پُر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ
طبیعت ہوجاتا ہی اور اوسکی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں اور جوش
کرتی ہی حمیت لوگوں کی وہ اوسکی حمایت کرتے ہیں اور مدد کرتی ہیں
اور اوسکے سوا دفع کرتے ہیں اور اُسے دوست رکھتے ہیں مانند
جان و مال و اولاد کی اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و تسخیر کہ
اُس سے بڑی اور چھوٹی اور علما اور امرا تسخیر ہوتے ہیں اور
آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اوسکا منکر ہو وہ
بلا میں گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں آجائے گو یا کہ
ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معطیہ کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دائم ایسا کہ پتھر کی لکیر کہ نہیں مٹتی
جب تک وہ پتھر ٹکڑے نہو جائے تو بس یہ سات رکن ہیں کہ
کہ ملاء اعلے میں اکہٹے مل جاتے ہیں اور ان کا ایک جسم
مستوی بنجاتا ہے پہر اس جسم میں تدلی اعظم سے
ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزل روح ہے
اس جسم کے پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے
مزین ہو شامل ہوتی ہے اوس کی رحمت
الہی اور آتا ہے اوس کو جذب فوق و تحت

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث
لا يحتسب تربى في هذا الطفل سادات الملأ
الاعلى ويخدمه الملأ السافل فلا يزال يتقدم
امره ويزداد شأنه حتى يأتي امر الله على ذلك
فهذه هي الطريقة وقس عليها المذهب في الفروع
والاصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه
طريقة او مذهبا ولم يكن الذي اعطى كما
وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه
ثم ليس كل احد يقضى له بالطريقة وليس
عند الله جزاف ولا مجان في شيء من الاشياء
بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد
الافلاك السبعة والملأ الاعلى والسافل وله
رحمة خاصة من التدلي الاعظم فكم من عارف
عظيم المعرفة وفاني باقي شديد الفناء سابغ
البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها وكذلك
لا يعطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل خلق
له ويسرت جبلته لذلك وآفاق صورة ظهورها
فنشأة اخرى وراء النشآت المتعارفة حقيقتها
بركة فايضة في الاعراض والافعال مشهد
آخر عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق
بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان
البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال
الثلاثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك
يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين

و یمین و شمال سے اور وہان سے جہان اوسکا گمان نہو
پہر اس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلی اور
اوسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پہر ہمیشہ اوسکی شان
بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم آلہی آوے تو پس یہ ہی طریقت
اور اسی پر قیاس کر لو مذہب فروع و اصول مین پہر جو
شخص دعوے کرے کہ اللہ تعالی نے اوسے طریقت عطا کی
یا مذہب عنایت کیا اور اوسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین
نہ عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے
جیسے اوسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کا
حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہین ہر
کوئی چیز بلکہ اوسکو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت
اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے اوسکو امداد
افلاک سبعہ اور ملاء اعلی اور ملاء سافل ہوتی ہے اور اسکی
ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم کتنے ہی عارف عظیم المعرفت
یا فانی باقی شدید الفنا سابغ البقا ہین کہ مبارک و زکی
نہین ان کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت
ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کار و ہر امر کے
واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اوسکی جبلت اوسکو واسطے ہوئی ہے اور اوسی
کام آسان ہے لیکن صورت ظہور کی اوس طریقت کے عالم دوسرا ہے
سوائے ان عوالم متعارفہ کے اوسکا اور ہی عالم ہے کہ حقیقت اوسکی
برکت فائضہ ہے اعراض و افعال مین مشاہدہ ۱۹ آنحضرت

المشاهدة التاسعة عشر 19

مجھکو پہچنوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین
ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اوس طریقہ سنت سے کہ تنقیح
زمانہ بخاری اور اوسکے ساتھ والونکی اور وہ یہ ہے کہ اقوال ثلثہ یعنی امام
اعظم اور صاحبین سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جاوے پہر بعد فقہا حنفی کی پیروی کیجاوے

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه الثلاثة في الاصول وما تعرضوا لنفيه ودلت الاحاديث عليه فليس بد من اثباته و لكل مذهب حنفي مشهد اخر ما بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح اما انيته ذلك فما شاهدنا من الانوار البادية على كل شئ وان من صلى هنالك يستغرق في بحر النور وان لم يتفطن واما لمية ان الانسان اذا صار محبوبا اي دخل في جوهر روحه البرزة المثالية اوهذه النقطة التدبيرية فكان منظور الحق وللملاء الاعلى عروسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معتق وحالا له همة يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغايرها ويصلحها فمن ذلك تميزت مآثر الكمل من ماثر غيرهم مشهد اخر استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما ورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن لي ورايت العلماء العاملين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصوفية الناشرين للعلم والذين اقرب اليه واكرم عليه واحب عنده من هولاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء

المشاهدة العشرون

المشاهدة الحادية والعشرون

جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت چیزیں ہیں کہ امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ اُن کی نفی کی ہے اور حدیثیں اُن پر دلالت کرتی ہیں تو اُن کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں مشہد اخر درمیان منبر کریم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیساکہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو انیت اوسکی تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نور روان پر فائق ہے اور جو وہان نماز پڑہتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح میں یہ برزہ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی کا منظور ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے ایک عروس جمیل تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلی کے ہمتیں منعقد اور متعلق ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اوسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصا جب اوسکی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت و حال میں ہوتا ہے اوسکی ہمت میں نظر حق پڑتی ہے کہ علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یاروں میں کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ میں اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا یعنے کملا اور غیر کملا کی سیر میں مشہد آخر یعنے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکی رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھکو اجازت ندی اور میں دیکھا کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین ہیں تصفیہ اور نشر علم میں قریب ہیں آپکی بہت نسبت اور آپکو عزیز ہیں اور آپکے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية تبيان هذا المجمل ان ههنا طريقتين طريقة انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس نشرا للعلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وسعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من حيث اوجده فوجد وافاضه ففاض وليس في هذه واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بعلو همة ولا مرغوب لاجله عليه الصلوة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعل الله في الخلق قدرا لعنايته باذاعتها ومظنة لظهورها والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هي في طرف الوجود العام الذي لا يغادر جهة الا احاط بها حصلت تلك الوجوه التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الى سبب واحد اضمحل الفضل من وجه وبقي

اور بقا ہیں اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ مقامات بلند ہیں نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادات سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں کی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگوں کی نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے میں ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا ویسا اسنے پایا اور جو افاضہ کیا اوسکو پہنچا اور اسمیں اصلا واسطہ نہیں ہے جسنے سلوک کیا اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپکے واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان ہیں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیا آپسمیں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اوس شے کا کہ طرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو نہ چھوڑیں تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہیں کہ تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر ان میں اور منافست منقسم ہوگی ان میں اور اگر تو اعتبار کرے کہ مضافات ہیں سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہیگا

من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل اصلا
نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتي الطريقتين آهل الجذب نفسا
التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح
معارفهم من الكتاب والسنة وآهل السلوك
بالجهاتهم الى هذا النور واندراجهم فيه تقوموا
به فتدبر فان المسئلة دقيقة مشكل ۲۴
هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما
افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة و
لا ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وسياستها
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء
فليس الافضلا جزئيا من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجردين للاول حتى اني اراهما
بمنزلة فوارة ينبجع منها الماء فالعناية التي تعلقت
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض اللابس
هو الا قائما بالجوهر ومقيما التحقق فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نرہیگا ہان یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقون سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انفسا تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئین معرفتین اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفون کو کہ اپنی
معرفتین کتاب اور سنت سے مطلوب رکھتے ہین اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہین اور آرزو کرتے ہین اور اوس
نور مین مندرج ہوتے ہین اور قوام پاتے ہین اوس سے غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے مشکل ہے ۲۴ آخر کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کسلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت مین
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہین اور یہ سب
کمالات اور مین نہین مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مینے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
تو ظاہر ہوا مجھپر کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا پورا جیسا اشاعت علم کی
اور لوگون کی تسخیر دین مین اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجردین مین اول قسم کی یہانتک کہ مین اونکو دیکھتا ہون
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوس مین سے پانی نکلتا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مین
ظاہر ہوئی بحسب کمال اون دونون کے اس طرح جیسا عرض قایم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تھے نسب مین

۲۴ المسئلة هي التي يختلفون

والجبلة والفطرت المجبولة منهما واقوى بطنا واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و لم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلون وكذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ معنوي مثل هذا الذى اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونه

المشاهدة الثانية والعشرون

مشهد آخر رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كأنه الذى يعني من مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى تلك النظرة واعجبتني اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامتت تلك النظرة واتتهت تهها وصرت منظرا ومرآئ لها فاذا هي ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شان احبه ونظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشأة مبتدأة منبسطة على هياكل البشر والبشر نشأة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سبيل شوق

جبلت اور فطرت مجبوبہ ہین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب مین بہت قوی اور معرفت مین زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مائل ہین اور اسی باعث سے جو علما واقف ہین معارف نبوت سے اُن کی تفضیل کرتے ہین اور جو علما معارف ولایت کے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مینے تمسے اور مانند گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ بھید ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونہ

مشہد آخر مینے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو اُس نظر کا شوق ہوا اور مجکو نہایت تعجب ہوا پس مین لاحق ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا مین جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس احراز کیا مینے اُس نظر کا اور دریافت کیا گنہ اسکا اور ہوگیا مین اسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین اور ظہور کے آخر نقاط ہین اور ہر موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سبیل کو شوق ہے

الی مبلغہ. فتدبر فانہ سر دقیق **مشہد آخر** رایت التشفع الیہ صلی اللہ علیہ وسلم والتوسل لہ بعلماء الحدیث والدخول فی عدادہم یعد علم الحدیث وحفظہ علی الناس عروۃ وثقی وحبلا ممدودا لا ینقطع فعلیک ان تکون محدثا او متطفلا علی محدث ولا خیر فیما سوی ذینک فیما اری واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** العارف اذا کمل التصقت روحہ بالملاء الاعلی وھنالک حضرۃ عالیۃ بذخۃ ارتفعت ثم ھممھم ولم ترتفع ثم اجسادھم واولئک ثم علی ھمۃ رجل واحد راجعۃ الی تدبیر وحدانی وان اختلفوا فی تفاصیلھا فتدلی ھنا للعارف فی تلک الحضرۃ رب العالمین فغشیھم من النور ما غشیھم واختفت ھممھم تحت شعشعان تلک الانوار حتی لا تکاد تتمیز منھا ولا تتمایز بینھا وان انا ضربت لھم تلک مثلا فلا تتعجب الی کل غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من جھۃ دون جھۃ ھم بمنزلۃ الھیولی الخفیۃ التی لا تدرک الا من احکام وآثار تنبجس من ھذا الموجود من جھۃ مسام الھیولی التی ھی ام القابلیات والنور الغاشی لھم الماحی ایاھم بمنزلۃ الصورۃ التی تدرک اول ما یدرک وھی اصل الفعلیات فتنبجس فی تلک الحضرۃ احکام وآثار متولدۃ من علوم الملاء الاعلی وھممھم التفصیلیۃ تلطف فیھم وارتقت صفاوتھا معھم وفنت مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شفاعت اور توسل ہر انکو جو علماء حدیث ہین اور جو انکی گنتی مین داخل ہین اور علم حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور جبل ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتون کے سوا بہتری نہین ہے جو میری رائے مین ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی مین جا ملتی ہے اور وہان ایک درگاہ عالی بلند ہے ان کی ہمتین وہان بہت مرتفع ہین وہان ان کے جسم نہین رفیع ہین اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر ہین جسکی ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلون مین مختلف ہین پھر تدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ مین رب العالمین پس ڈہانک لیتا ہے انکو نور مین جسقدر ڈہانک لی اور انکی ہمتین چھپ جاتی ہین اس انوار کی چمک مین یہانتک کہ تمیز نہین ہوتین وہ ہمتین نہ آپسمین متمایز ہوتی ہین اور اگر مین ان کے اس حال کے مثل بیان کرون تو تعجب نہین اور خفا ہو تجھپر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہین کرتے ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہین جو دریافت نہین ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہین اس موجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ انکو ڈہانکے ہوا ہے اور انکو محو کیے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہین اس درگاہ عالی مین احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہین اور انکی ہمتین تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہین انمین بلند ہو جاتی ہے انکی صفائی انکے ساتھ پھر انکی ہمتون کے مسامات سے

هممهم تنبجس في حظيرة القدس فيض بها النو
ولا يتركها كما هي بل يصيرها اقرب من جوهره
فتختلف حالات الحضرة المقدسة قبضا وبسطا
وحزنا وتبشبش وقبض واعراض ونزول في
اوقات وحال وتردد في القضاء ولعن لاقوام
وايجاب وتحريم وتسخ وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرفنا اهتزازها وانشراحها
عن همتها وكونها كل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ۵ ولم يبق بالاشكال اشكال رتبية
ومن لم يشاهدها لم يصلح له ولم يصلح الا تفويض
هذه الامور الى الله ويؤمن من جهلتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملاء الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه ان يحصل له ثم فنا وبقا
ربما فحل هنالك فليست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضيرة
حضيرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملاء السافل
ومجمع امرهم وموضع الهامهم ومحكمة قضاياهم
ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة
المقدسة اتصف الحق بواسطة ندائه هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اوس سے نور نکلنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
بس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے رضا غصہ وغیرہ اور
خوشی وقبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات باقی المحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اسکے اہتزاز اور
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ۵ ولم یبق بالاشکال
اشکال رتبیہ اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اوسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملا اعلیٰ کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
ومعقد نواصی اُن کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم اسکے لیئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہاں فنا و بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتی ہے وہاں تو اوسکی روح اوسکی جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور میں طفیلے بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجھکو اسکا ایک جام سرشار بس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملا سافل کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جگہ ہے اور انکی احکام کا
محکمہ اور اونکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ ہے اوس
درگاہ کی شان کی وہاں حق متصف ہوا بواسطہ تدلی کرنے
بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی لینے سے بعض امور
میں اور دونو درگاہوں کی معرفت نہایت ادق ہے

واجل من ان یدرکها العقول العامیة والله الموفق

مشهد آخر

انفدح علی من فیض صحبته صلی الله علیه وسلم علوم کثیرة من حال التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص یمتاز من سایر الناس بان الاجزاء الفلکیة فیه قویة الظهور نافذة الحکم وانها یقوم بها صبغ الهی یجعل جمیع معانیها مناسبة بها الی جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لا بد ان یکون فیه نفض التعلقات الدنیویة والاخرویة والجسمانیة والروحیة غضاطر بالمرة الخلقة سریان الوجود فی الموجودات وتوجه المبداء بالارادة الحبیة الی تلک النشأت فطنت انه معنی من معانی جزئیة الذی یجد وجدا وذحل فلما حل به صبغ الهی صار هذا النفض بحب ذاتیة تتوجه الی نقطة الذات فمن صدّ عن النفض والتخلی عن الکل البقاء بالله والتصرف بالحق فی الخلق وطلوع الارادة الحبیة من المبداء من طلیق [illegible] تشخصه فلیس بتام انما التام من جمع هذا النفض فی وعایه غضاطر بالمرة بحب مظهر ولو بالحق حیث یکون عنوانا للمحبة الذاتیة وجسدا لروحها وشبحا لحقیقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق للخلق لا لنفسهم بل بالحق فی وعائه ومنها ان کل عارف تام المعرفة فانه لا یاخذ شیئا الا من نفسه [illegible] المعلات ان ینبه هذا الفهم علی جمیع موجود فیه وینکشف علیه معناه فیظهر علیه ولم یکن ذلک [illegible] استفاده من غیره شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عام پہنچیں اوسکو والله الموفق

مشہد آخر

فیض صحبت رسول الله صلے الله علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئے بہت علوم الله کی معرفت کے حال کامل کے ایک اُن میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزائے فلکیہ کا اسمیں ظہور قوی نافذة الحکم ہے جسسے صبغۂ الٰہی قوام پاتی ہیں واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شے کے جو قریب کرے جناب حق سے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی و روحانی اوسمیں نفض دوسرے ہوں اور اوسکو بکار نکرے سریان الوجود فی الموجودات کا سیر اور توجہ مبدا کے بارادہ حبیت اون عوالم کے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اوس جزو میں سے جو مقابل ہو زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا بالله ہی اور تصرف بحق خلقت ہیں اور ارادہ طلوع حبیت مبداء کا کیا راہ روزن تشخص اپنی سے وہ پورا پورا نہیں ہے پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی محبت اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اوسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ اُن کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو اُنکی ظرف میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس ہی سے اخذ کرتا اور تحقیق عادت ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس چیز پر جو اوس میں موجود ہے اور اسکے معنے اس پر کشف ہو جاتے پھر اوسکو ظاہر ہو جاتا ہے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی شئے

من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها ان كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر وهذا ا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معانيه فانه يكون بهيمية مختلطة بالملكية قوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة او ضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيوجب ذلك عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه بين عروق
ممتدة وما سار يقا اصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيهما فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية ثم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازائه ويتحرك
التدلي والاسم اللذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معاني جزئية الذي وجد وجدا والشيء
لما انصبغ بصبغ الحق صار التسخير الذي فيه
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة له وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
اوسکی مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا قہر زبردستی سے یہ اوس صورت میں ہے کہ حال ادنی اور قوت
ناقص ہو عارف کے اوس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اوس عارف کامل کے سبب کشف
مناسبت کے اور یہ اوس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اوس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور بھید
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اوس جزو سے جو عارف میں ہے
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اوس کی تسخیر کی تو
درمیان اوس عارف اور اوس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ماسار یقا او صل اوس تسخیر کی جہت سے اوس سر عالم مشترک سے جو
اوس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اوس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہے اون خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی میں سے ہے اوس جزو کی جو مقابل شیء کے مشہور رنگا جاتا ہے رنگ الٰہی
ہو جاتا ہے وہ جزو تسخیر جیسا کہ یہ مستطیر اور منجملہ ایک یہ ہے کہ کامل کی معرفت کی ترقی

تحديق وعناية بكل شيء من طريقته ومذهبه وسلسلته
ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينتسب إليه وعنايته
هذه يختلط بها عناية الحق وذلك لأن نفسه إذا
تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملأ الأ
على ويتجلى هنالك الحق وإنما يكون التجلي بحسب استعداد
المتجلى له وهذه النكتة هو الذي قصدناه في ضرب
المثل بالهيولى والصورة فيتلون تلك النفس بلون
الحق وتصير كأنها تدلي من تدليات الله تعالى لم
خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج والاختلاط الشد
إليه فعند ذلك يقع توجه نفسه إلى هذه الأمور
معدة لانعطاف جناب القدس إليه فإذا تمكن
هذا السر في أضلاع النفس وشعوبه وشئونه وجميع
فنونه اختلط النظر الإلهي بكل ذلك فصار كسيراً
يستشفى به وإنما أريد بشئون النفس وشعوبه
ما يتوجه إليه النفس من غير جمع الهمة بعادة
أو ملكة غير مستقرة والكامل من جهة هذا
السر آثار وأحكام كثيرة وفطنت بأن هذا المعنى
من مقتضى جزئه الذي يحذو وحذو زحل مختلط بالمشتري
حين حل به صبغ إلهي ومنها أن تام المعرفة ينعم
بجميع النعم التي أنعم الله بها على السموات والأرضين
والمواليد وكل ما في بين ذلك من الملائكة والأنبياء
والأولياء والملوك وغيرهم وذلك لأن فيه أجزاء
كل منها بحذاء واحد وشيء من الموجودات فهي
نسخة إجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء
منه إذا تتبعنا تفصيله نفسه بتلك المناسبة

تیز نظری اور غور اور عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور
مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت اور جو اُس کے قریب اور اُس سے
نسبت رکھی سب کے ساتھ اور اُس کامل معرفت کے اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ
کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اُسکا نفس جب
کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے
اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ تجلی حق کے موافق استعداد
اُس شخص کی ہوتی ہے اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہمنے ضرب المثل میں
ہیولیٰ اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے
اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو واسطے
خلقت کے ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور کے پس
اُسوقت اُسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی
توجہ مستعد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اُسکی طرف تو جب قرار
پذیر ہو گیا یہ امر اُسکے پہلو کی ہڈیوں میں اور اُسکے شعبوں اور
رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الٰہی اُن سب میں
تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگونکو شفا ہو اور میری مراد نفس کی
رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کی متوجہ ہو از روے
عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اُس کامل کے اُس سبب سے
احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی میں سے ہے
اُس جزو کی جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بوقت حلول
کرنے رنگ الٰہی کے اور انہیں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور
موالید کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور
بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اُس کامل معرفت میں جو اجزا ہیں تمام
موجودات کے مقابل میں ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام
موجودات کا اور اسکی ہر جزو کا ایسا کہ جب اُسکی تفصیل کریں تو نکلے یہ عالم

المشاهدة السابعة والعشرون

فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم وليس كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التي لا يتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد التشخص الكلي المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر واذا انحدر الى مابه التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر كنت منتظر المعنى حديث سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الحديث فافيض على هذا السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني قد احاط بجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية ممتدة منه الى جميع نواحيه فقيل هذا هو المشار اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى هو القاهر فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كاني لا شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك انحدرت الى حيز الفكر ففطنت ان الذات الالهية اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات تكلمت مندرجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور اعيان الممكنات وشيون ظهور الواجب في كل نشاة وتدليه في كل برزخ واقتضت الذات الالهية باتصافها بهذه الظهورات عدما ومادة وخارجا فاظهر فيه ما كان منطويا في تلك دة

تو جو نعمت واقع ہوگی اوسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا میں سے اور یہی مطلوب تھا اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجوز نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہاں یہ سر جب میسر ہوگا کہ جسوقت مجرد ہو جاوے واسطے تشخص کلی منتشر فی جمیع مخلوقات کی اور جب پستی میں چلا جا تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر پوشیدہ ہو جاویگا اوس سے مشہد آخر میں اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر تھا سئل رسول الله صلی الله علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی میں اور اوس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر اون خطوط شعاعی سے جو اوس نور سے ممتد ہیں اوسکے جمیع نواحی کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے حدیث شریف میں کان فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ عما ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی ہے وہ قہر ہے جو قرآن شریف میں ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا کچھ شبہ باقی نرہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھوں بعد اسکے میں دھس گیا حیز فکر میں تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ظہور کے اون استعدادات کی جو اوس میں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے ناحیت وجوب میں از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہو گئیں اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانیں ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اوس کی تدلی ہر برزخ میں اور اقتضا کیا ذات اللہ نے اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ اسکے عدم اور مادہ اور خارج کے تو اوس میں ظاہر کر دیا جو منطوی تھا پیچیدگی

المشاهدة الثامنة والعشرون

الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهي
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه وهو
قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان لان
الزمان والمكان والمادة عندنا شيء واحد وهو هذا
الاستعداد الذي يسميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهو اول شيء نطق بشأنه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن
اين ولم يكن حينئذ يصلح للجواب الا ما ظهر في الخارج

مشهد آخر فاض علي من جناب الاقدس
صلى الله عليه وسلم كيفية ترقي العبد من حينه
الى حين القدس فيتجلى له حينئذ كل شيء كما اخبر
عن هذا المشهد في قصة المعراج المنامي فربما
رجع نظره قهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا مما كان
من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما صحيحا
ما يكون ما بين الملاء الاعلى من العلوم الناموسية
والانذار بالوقائع الآتية وبخاصة الناس تنتهي لا
الى مداركهم واحتيالا لفك عقدتها مما يناسب
تلك العلوم في تلك النشأة ومن هيآت الملاء
الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح
الاولياء والانبياء والملاء السافل وما يضاهي ذلك
وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرأيت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادات
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة املا
عظيما ثم قيل لي هذه حضرة رؤية لا حضرة كلام

اعیان ہیں اور اسما ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہوگیا اور وہ
قایم مقام ذات الٰہی اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمانہ
اور مکان اور مادہ ہماری نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اوس میں ارادات متجددہ
ہیں اور وہ اوّل شے ہے جسکی شان زبان شرائع ناطق ہیں اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا الفاظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت
وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو۔ مشہد آخر افاضہ
ہوئے مجھپر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت
بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اوسوقت اوسکو
روشن ہوجاتی ہر شے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد سے قصہ معراج
منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے کو الٹے پاؤں اون
وقایع کی طرف جو اُس پر گذری ہیں تو جان جاتا ہے جو اوس میں
الہام حق تھا اور جو تقریب تھی طبیعت سے اور تسویل شیطانی بھی
اور اکثر اوقات اوسکو علم صحیح ہوجاتا ہے جو برتتے ہیں ملا اعلےٰ علوم
ناموسیہ سے اور آنے والی واقع سے ڈرانے کا اور لوگوں کے جھگڑنے کا
از روئے منزل کے ان کی مدارک کی طرف اور ازروے حیلہ کے واسطے
اُس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب اون علموں کے ہے
اوس عالم میں اور ہیئت ملا اعلےٰ کی اور ان کے مقامات
ملائکہ اور ارواح اولیا و انبیا اور ملا سافل اور جو اسکی
مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں
تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے سے
اور تجرد سے مالوفات اور عادت اور محسوسات سے
اور منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم
اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذه الروية بالنسبة اليه كلاما ثم رايت
كيفية انحداره الى حيز الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملاء الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله او امرا انبئ انه
من بعد غيب وربما وجد من تطلب الملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نهى عنه وبين
ترقيه وانحداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد فمنها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو اقرب
الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول لك
لك يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس
يتجرد اليها لرسالة فيجدها بمرأى منه ومسمع ويتولد
خيال حق يمتلئ منه دماغه ويتولد فراسة صادقة
الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين الحضرة
التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من كل وجه
ووجدت الكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة توجد هنالك ولكن لم اتفرغ
في هذه المشهد لاحاطة تلك الموازين والمظان و
واكتفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
في ثاني الحال **مشهد آخر** العارف اذا كان
في حيز ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الهام بهاجس حديث
من النفس وحالة الهيئة بامر طبيعي ويكون حادثة

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف تدلی کرے ساتھ نزول
کتاب کے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے
پھر رویت اوسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر میں نے دیکھی اسکی انحدار نزول کی
کیفیت حیز طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اوسکی
چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلی تو ہو جاتا ہے اوسکے
روبرو ایک خیال جیسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اوسکو یاد کرتا ہے
اسکے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب ملاذ و اسباب سے
وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اسکو اس سے منع کر دیا تھا
اور درمیان اوسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے
مشاہدہ کیے ہیں اس مشہد میں بعضے انمیں سے وہ ہیں
جو اعلے کے قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے قریب ہیں
پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وہ جو میں تمسے بیان کرتا ہوں
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب.
اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے
کہ مجرد ہو جاتا ہے اونکی طرف رسالہ تو پاتا ہے مرایا اور مسمع میں
اور پیدا ہوتا خیال حق کا جس سے اوسکا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا
ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور یہ بھی سب حیز حجاب میں
ہیں درمیان اس درگاہ کے جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من
کل وجہ کی اور میں نے ہر شے کی انمیں سے میزان اور مقدار کو پایا
اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا
اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقداروں کی اور کفایت
کرتا ہوں انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے
اونکی احاطہ کی ثانی الحال میں **مشہد آخر** عارف جب ہوتا ہے
اس حیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے
مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے الہام ساتھ خطرہ

المشهد التاسع والعشرون ٢٩

لا یعلم ما حکم الله فیها فیتردد ویکون فی ذلک برهة
من الزمان ثم انه ینجذب الی حیز الحق فیصیر عبد الله
فیتجلی له کل شیء فان جمع نظره تجلی الی تلک الامور
المشتبهة والشکوک فینکشف ما اراده الحق و
قضی فکانه یری رأی عین فان کان مکلما کلم
کلاما سویا وان کان مفهما لقنا فهم ولقن ولک
عبرة بسورة الانفال سئل النبی صلی الله علیه وسلم
عن الانفال فبین ما حکم الحق فیها وکیف تقسم
وساق الحق الی ذات الشوکة یمحق الکفر به فلما اجتمع
الرکب وذات الشوکة اختلف الآراء فالهام الحق
یجذب الی ذات الشوکة ومیل الطبائع یجذب
الی الرکب ثم هدوا الی الحق ونزلت الامنة والمطر
واهتزت القلوب الی الحرب لا یدری مبدأ ذلک
ارادة الحق بهم النصر ام امور طبیعیة فلما انجذب
النبی صلی الله وسلم الی حیز الحق کلم بحقیقة
الامر فی ذلک فان قلت اخبرنی عن هذا الحیز الذی
تقول انه حیز الحق ما هو قلت هم الملاء الاعلی
وعظماء المؤمنین ومطمح بصائرهم تجمع فی تجل
من تجلیات الحق وهو حظیرة القدس وهو الذی
قال النبی صلی الله علیه وسلم ان آدم احتج موسی
عند ربهما وهو قدم صدق عند ربهم ومن
وجده فهو علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه
ای یدخل نفسه لون من تلک الحضرة هی داعیة
الحق فی قلب المؤمن فتدبر فان المسئلة دقیقة

مشهد آخر بینما انا ملتفت جهة النبی صلی الله علیه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت آپ جیسا کہ اقتضا طبعی کے اور ہوتا ہی کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہی کہ اسمیں اللہ کا کیا حکم ہی تو متردد ہوتا ہی اوسمیں
ایک زمانہ گزر جاتا ہی پھر وہ منجذب ہوتا ہی طرف حیز حق کے پھر ہو جاتا ہی
عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہی اوسپر ہر شئے پھر اوسکی نظر جمع ہوتی ہی اوٹہی ان
امور مشتبہ کی طرف اور ان شکوک کی طرف تو اوسکو کشف ہو جاتا ہی ارادہ
حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہی پس اگر ہوتا ہی
کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہی برابر اور اگر ہوتا ہی سمجھایا گیا سمجھنے والا تو
سمجھایا جاتا ہی اور تعلیم کیا جاتا ہی اور تیرے واسطے عبرت ہے سورۂ انفال کہ سوال
کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے
اوسمیں اور کیونکر تقسیم کیجائے غنیمت اور روان کیا اس حکم کو حق نے
طرف ذات شوکت کے تاکہ نیست کر جاوے پھر جب جمع ہوئے سوار اور ذات شوکت
والے تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف
اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سوار کی پھر ہدایت کی گئی وہ لوگ طرف حق کی اور
نازل ہوئی امن مطر اور جنبش ہوئی دلونکو طرف جنگ کے نہیں معلوم ہوتا تھا
کہ اسکا مبدا ارادہ اللہ کا ارادہ ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعیہ تھی پھر جب
منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر کی
ان سے کلام کی گئی اس میں پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ
بتاؤ کیا ہے تو سنو ہم ہیں ملاء اعلی اور عظماء مومنین کے
اور اونکے مطمح نظر جمع ہوئیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں
اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت آدم اور حضرت موسی کے بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہی
قدم صدق عند ربہم اور جسنے آ پایا وہ ہی علی بینۃ من ربہ ویتلوہ
شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہی رنگ اوس درگاہ کا
وہ داعیہ حق ہی مومن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ یہ مسئلہ دقیق ہے
مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور شاهق امتلأ خيالي به وبقيت متحيرا
من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة
الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل
عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفته
حقيقتها لا يتم الا بمعرفة هذا النور ثم تحدرت
الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب
الدر المنثور في قصة حزقيل من رؤية نور
العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

مشاهدة اخرى بالاجمال سألته
صلى الله عليه وسلم سؤالا روحانيا كما نبهنا
عليه مرارا عن التسبب وتركه ايهما احسن لي
فنفح الي نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والا
ولاد والمنزل ثم انكشف لي فشاهدت طبيعتي
تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه
وشاهدت ان بينهما مدافعة وان خير هواهما
الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر منه غير
اختيار ثم نفح نفحة اخرى فتبين ان مراد الحق
فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك
فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا
حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك
ان تخالف القوم في الفروع فانه مناقضة لمراد
الحق ثم كشف لي انموذجا ظهر لي منه كيفية
تطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول
احد الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

المشاهدة الحادية والثلاثون ۳۱

کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا بلند کہ میرا خیال پُر ہو گیا اور میں اُسکی
چمک سے متحیر رہ گیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراست
کے اور تفطن کے کہ یہ نور عرش کا ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور اونکی حقیقت کی معرفت
پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پھر میں نازل ہوا
طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب درمنثور میں
روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اوسکی
نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے **مشاہدہ**
اخری بالاجمال میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا میں آگاہ کر چکا ہوں کئی بار
کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی
خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہو گیا اسباب اور اولاد اور گھر سے پھر مجھکو
کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف
اور اسے ڈھونڈتی ہے اور اُسکا ذائقہ چاہتی ہے اور میری روح راغب ہے
طرف تفویض کے اور اوسکی لذت چاہتی ہے اور اوسی ڈھونڈتی ہے
تو مشاہدہ کیا میں نے مدافعہ اور پسندیدہ مراد روح کو ہے ہاں اللہ کے
لطف خفی بے اختیار ظاہر ہو جاتے ہیں پھر ایک اور خوشبو آئی اور
ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ میں جمع کرے وہ شیرازہ امت جو تجھ سے
چھٹ گئی ہے تو خبردار اس سے کچھ جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہیں ہوتا ہے
صدیق جب تک اوسے ہزار صدیق زندیق نکہیں اور
خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع میں نہونا اسلئے کہ
یہ مناقضہ ہے حق کی مراد کا پھر کھلا ایک نمونہ اوس سے
ظاہر ہوئی کیفیت تطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے
اخذ کرنے سے ایک کے قول کے تلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے اور
کشف ہوئی تخصیص اُنکی عمومات کی اور اُنکے مقاصد کا وقوف

على مقاصدهم والاقتصار على ما يفهم من لفظ السنة وليس فيه تأويل بعيد ولا ضرب بعض الاحاديث ببعض ولا رفض الحديث الصحيح بقول احد من الامة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها فهي الكبريت الاحمر والاكسير الاعظم ثم نفحت نفحة اخرى فطفنت فيها وصاة منه باخذ طريقة الانبياء والتحمل لاعبائهم والتصدي لخلافتهم والشفقة على الناس تعليما وارشادا ووداد فاهمامهم وطلب ما يكون فيه صلاحهم ظاهرا ومعنى وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوة والسلام

مشهد آخر توجهت الى قبور ائمة اهل البيت رضوان الله عليهم اجمعين فوجدت لهم طريقة خاصة هي اصل طرق الاولياء وانا ابين لك تلك الطريقة وابين لك ما انضم معها حتى صار طريقة الاولياء فاقول طريقتهم اولا الالتفات الى ياد داشت اعني التيقظ الاجمالي الى المبدا ولو من وراء الحجب ولكن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولي وبالجملة تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع ما فهذه طريقتهم ولما فني جوهر النفس منهم في هذه النقطة صار لفنائهم هيئة اخرى وراء الالتفات ثم الهموا سبيلا يهتدون بها الى الفناء فظهر الى الآيات بطولها وعرضها

مشهد آخر استفدت من جناب النبي صلى الله عليه وسلم

المشاهدة الثانية والثلاثون ٣٢

المشاهدة الثالثة والثلاثون

اور اقتصار اوسپر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور اوسمین نہین تاویل بعید اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہر حدیث صحیح کا ساتھ قول ایکے امت مین سے اور یہ طریقہ اگر پورا کر دے اور کامل اللہ تعالی تو کبریت الاحمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اسمین مینے دریافت کیا وصیت کو اوسکی واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیا کا اور تحمل کرنا ان کی طرح سختیون کا اور متصدی ہونا ان کی خلافت کا اور لوگون پر شفقت کرنا ازروے تعلیم و ارشاد کے اور انکی محبت و غمخواری کرنے اور صلاح ان کی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور آئمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین تو مینے پایا اونکا ایک طریقہ خاص کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیا کا سو مین تمسے بیان کرتا ہون وہ طریقہ اور تمسے بیان کرتا ہون جو اوس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہانتک کہ وہ ہو گیا ہی طریقہ اولیا کا سو تم سنو وہ اونکا طریقہ یاد داشت ہی کے طرف التفات ہے یعنے ایک تیقظ اجمالی مبدا کی طرف اگرچہ پردون کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول ہو اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیا سے اس نقطہ مین تو ان کی فنا کی اور ہے صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے رستے الہام ہوئی جسے ہدایت پائین طرف فنا کے پس ظاہر ہوئین ولایتین معہ طول اور عرض کے تمام

مشاہد اخری مستفید ہوئین گاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ان کل من حصل منہ قصور فی نقض العلاقات
الحبیۃ من قلبہ واثبات محبۃ الحق سبحانہ و فی
عداوۃ الغیر و السوی کما قال سیدنا ابراھیم
علیہ السلام انھم عدو لی الا رب العالمین والا
کباب علی الھیمان بہ تحققا لا معرفۃ فقط فانہ
مغرور رکاعنا من کان سواء منعہ عن ھذہ
الحالۃ العلاقات الطبیعۃ والاستغراق فی مشاھدۃ
سریان الوحدۃ فی الکثرۃ بحیث یصیر محبا لکل شیء
لما فیہ من سریان محبوبہ او غیر ذلک من الموانع
واستفدت منہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ امور
خلاف ما کان عندی وما کانت طبیعتی تمیل الیہ
اشد میل فصارت ھذہ الاستفادۃ من براھین
الحق تعالی علی احدھا الوصاۃ بترک الالتفات الی
التسبب فانی کلما انحل رتبک الطبیعۃ غلب
علی العقل المعاشی فصرت احب التسبب
ویجول فکری فی تمھید الاسباب التی یحصل منھا
الاولاد والاموال وکلما لحقت بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم وبالملاء الاعلی جردت عن ھذہ الرذیلۃ
اخذ منی العھود والمواثیق ان لا اتسبب حتی
صارت مناقضۃ ھذا الذی احسہ بمنزلۃ الظلمۃ
والنور او نسیم الطیب والحر والاکثر ما فی من
الامور لا مناقضۃ فیھا بل ھی علی سنن الصواب
بحمد اللہ لکون الطبیعۃ مستبلۃ للالھام ولکن
لم یبق علی شیء من مناقضۃ فی ھذا الامر لنکتۃ عجیبۃ
وثانیھا الوصاۃ بالتقید بھذہ المذاھب الاربعۃ

کہ جس شخص سے قصور ہوا اوسکے دل سے نقض علاقات حبیّہ اور نہ
اسباب محبت حق تعالیٰ مین اور اوسکے غیر و سوا کی عداوت مین
جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انھم عدو لی الا رب
العالمین اور مُنہ کے بل گرنے مین اُس کی سرگشتگی عشق مین
آرزوئے تحقق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے آپین کوئی
برابر ہے کہ اُسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے
یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت الکثرت مین کے اس حیثیت سے کہ ہر شئے کو
دوست رکھے اسلیئے کہ اوسکے محبوب کا اُس مین سریان ہو
یا سوا اسکے اور کوئی موانع مین سے اور استفادہ
کیئے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اُس کے خلاف
جدھر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی ہے
واسطے براہین حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی
طرف تسبب کے کیونکہ جب مین نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف
تو مجھپر عقل معاش غلبہ کرتی تھی مین دوست رکھتا تھا
تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب مین جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب مین لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلیٰ سے اس رذیلت سے مجرد و آزاد ہو گیا
اور مجھسے عہد و پیمان لے لیا گیا کہ چھوڑ دون تسبب کو یہانتک
کہ تناقض ہوا ان دونون امرون مین محسوس بمنزلہ ظلمت اور نور
یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کی اور اکثر مجھ مین جو امر تھے اُن مین
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی ایک چیز
مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے
وہ وصیت تقیید ان مذاہب اربعہ سے کی

لا اخرج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد وتأنف منه رأسا ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف نفسي وهذا نكتة طويت ذكرها وقد تفطنت بحمد الله بسر هذه الجبلة وهذه الوصاة وثالثها الوصاة بتفضيل الشيخين رضي الله عنهما فان طبيعتي وفكرتي اذا تركنا وانفسهما فضلتا عليا كرم الله وجهه واحبتاه اشد محبة ولكن شيء طلب مني التعبد به خلاف المشتهى وهيهات هذه المناقضات مني لولا ان شدة الجامعية هي التي اوقعتني في ذلك

المشاهدة الرابعة والثلثون

مشهد آخر رأيت وانا اطوف بالبيت العتيق لنفسي نورا عظيما يغشى الاقاليم ويبهر اهلها فتفطنت ان القطبية اعني الارشاد انما يصح بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب ولا يغلب فان من شيء الا يأتي عليه ولا يأتي اليه

المشاهدة الخامسة والثلثون

مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء الشامخ رأيت فيه همم الملأ الاعلى والملأ السافل ملصقة به متعلقة تعلقا يشبه تعلق النفس بالبدن ورأيته محشوا انهم هم وارواحهم كالورد يكون محشوا بماء الورد والقطن يتخلله الهواء ورأيت انبعاث دواعي الناس الى هذا البيت لاتصال هممهم بحضرة فيها الملأ الاعلى والسافل

المشاهدة السادسة والثلثون

مشهد آخر اطلعني الله سبحانه على ما هو فاعل بي وما منّ لي من النعم الظاهرة والباطنة واعطاني العصمة من المؤاخذة دنيا وآخرة فكل ما تجري علي من الشدائد فانما هي من مقتضيات الطبيعة لا من باب المؤاخذة فامتن علي بهذا واخبرني

کرین نہ نکلون اپنے اور موافقت کرون تا مقدور اور میری سرشت انکار کرتی تھی تقلید کا اور اُس سے انکار کرتی تھی لیکن ایک شی طلب کی گئی تھی مجھسے اسطے عبادت کے موافق اسکے بخلاف میری نفس کے اور یہان ایک نکتہ ہے کہ مینے اسکا ذکر سو توف کیا اور الحمد للہ کہ مجھکو وقف ہو گیا اس جبلت اور وصیت کا سر اور تیسرا امر وصیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ میری طبیعت اور فکرت جب چہوڑی جاتی تہی تو تفضیل کرتے تہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور اُنسے بہت محبت رکہتے تہی لیکن یہہ بہی ایک شی مجھسے تعبد کراتی تہی اسکا خلاف خواہش کے افسوس یہہ مناقضے مجھسے اگر نہوتے شدت جامعیت کے جسنے مجھکو اسمین ڈالا

۳۴

مشہد آخر مینے دیکہا جسوقت مین طواف کر رہا تہا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ اسنے ڈہانک لیا شہر دنکو اور روشن کر دیا ہے اونکے اہل کو مینے دریافت کیا کہ قطبیت یعنے ارشادیت صحیح ہوتی ہے ایسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسیکا مغلوب نہین اور سبکو روشن کرتا ہے اور کسی سے روشن نہین کیا جاتا اور ہر شی اسکے پاس آتی ہے اور یہ کہین نہین جاتا پس غور کر

مشہد آخر اس بیت عتیق یعنے کعبہ شریف کو اور اس بنائے بلند کو مینے دیکہا کہ اسمین ہمتین ملاء اعلے کے اور ملاء سافل کے ملصق ہین اسکے اور اس سے ایسے متعلق ہین جیسے نفس بدن سے اور مینے دیکہا اسکو بہرا ہوا انکی ہمتون اور ارواح سے جیسے پہول مین گلاب کے عرق گلاب اور روئی مین ہوا اور مینے دیکہا برانگیختہ ہونا لوگونکے دواعی کا اس بیت کیطرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتونکے ساتھ اُس درگاہ کے جسمین ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل

مشہد آخر اطلاع دی مجھکو اللہ سبحانہ نے اوپر اوس شے کے جو وہ مجھسے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے مجھکو نعمتین ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھکو عصمت دنیا و آخرت کی مواخذہ سے پس جو سختیان کہ مجھپر گذرین وہ مقتضیات طبیعت تہین نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھپر احسان کیا اور خبر دی مجھکو

بانه شيء قل ما سمح به للاولياء ثم اعطاني لين العيش
وجعل لي من كل سعادة نصيبا معتدا به ثم كساني
خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا السر دفعة وبهر
عقلي ثم رفته علي بعد ففهمت الامر على ما هو عليه

تحقیق شریف قد ينكشف على العارف
ما سيأتي من نعم الله سبحانه واهل الله على طبقتين
في كشف هذه الامور فاصحاب الكشف الالهي يرون
تلك الواقعة في مرآة الحق يعني يرون تحديق الحق
بهذا العبد ويعرفون انعقاد الارادة في الملأ
الاعلى بايجاد كذا او كذا وتقريب كذا وكذا وليس
نظرهم ينصب الى نفس تلك الواقعة فلذلك
لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة
كما يخبر عنها صاحب الكشف الكوني وربما انكشف
لهم خزائن تلك الافاضات من الملأ الاعلى ومنابعها
كما قال عز من قائل وان من شيء الا عندنا خزائنه
وما ننزله الا بقدر معلوم فيبهر الحواس الظاهرة
والباطنة التي هي اجزاء بهيمية منه في بعض الاحيان
ما يتشعشع عليه من انوار الخزائن والمنابع ولا يدرك
ما هذا المقدار الذي ينزل له وهذه حضرة عجيبة
ينبغي ان يحتاط فيها لا تختلط بتلك الحضرة رؤية
وتفكر وحديث نفس فترى الصغير كبيرا والحقير
عظيما بمعنى في المرآة فيخبر بكبر هذا المقدار النازل
وعظمه فيكذب وهذه المظان قوله تبارك
وتعالى وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي
الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شئے ہے کہ کم ملی ہے اولیا کو اور عطا کی مجکو خوش
زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو خلافت
باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سر ایکدفعہ ہے اور متحیر
ہوگیا مین پھر ظاہر ہوا مجھپر اسکے بعد تو سمجھ گیا مین جو کچھ تھا

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہوتی ہین وہ امور
جو آنے والے ہین خدا تعالی کی نعمتون مین سے اور اہل اللہ کے
دو گروہ ہین ان امور کے کشف مین تو اصحاب کشف الہی تو دیکھتے ہین
اوس واقعہ کو مرآت حق مین یعنے دیکھتے ہین حق کی نظر اس بندہ
پر اور پہچان لیتے ہین اس سے منعقد ہونیکا ارادہ ملا اعلی مین
ساتھ ایجاد کذا و کذا اور تقریب کذا و کذا کی اور ان کی نظر نہین
پہنچتی اس واقعہ کی نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہین دیسکتے
تفصیلون سے اس واقعہ کے جس طرح خبر دیدیتے ہین صاحب
کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتی ہین خزائن افاضات
ملا اعلی کے اور اونکے چشمے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے ۔
وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس متحیر
ہوجاتے ہین حواس ظاہری اور باطنی ایسے وہ حواس جو
اجزائے بہیمیہ ہین بعضی اوقات جب چمکتے ہین انوار خزاین اور
چشمون کے اور نہین دریافت ہوتا کہ کسقدر ہے جو نازل ہوگا
اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیئے کہ احتیاط کرے اس مین تا مخلوط
نہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر او حدیث نفس سے کر دیکھے
صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی
بڑائی اوس مقدار نازل کی اور عظمت اوسکی تو پھر جھوٹا ٹھہرے
اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک و تعالی کے
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ اور اصحاب

الکشف الکونی یطلعون علی تلک الواقعة بمثل
رؤیا وهاتف من غیر معرفة الخزائن والمبادی
فان کانوا ممن لا یحتاجون الی تعبیر لموافقة تصویر
خیالهم بتصویر الطبیعة الکلیة لمعنی مثالی وجسد
ارضی جسم او جسمانی کان الامر علی ما رأوا من غیر
تفاوت والا احتاجوا الی التعبیر وکان الوقوف علی
حقیقة الامر ابعد من خرط القتاد ایضا

تحقیق شریف

للامة المرحومة اسوة
حسنة برسول الله صلی الله علیه وسلم لاصحاب
الخلافة الظاهرة اعنی المعتنین باقامة الحدود واعداد
ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود و
جبایة الصدقات والخراج وتفریقها علی مستحقیها
وفصل الاقضیة والنظر فی الیتامی واوقاف
المسلمین وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور
فمن کان مشتغلا بهذه الامور یسمی بالخلیفة
الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلی الله علیه وسلم
فیما سن من هذا الباب بالتفصیل المذکور فی کتب
الحدیث ولاصحاب الخلافة الباطنیة اعنی المعتنین
بتعلیم الشرائع والقرآن والسنن والآمرین بالمعروف
والناهین عن المنکر والذین یحصل بکلامهم نصرة
الدین اما بالمجادلة کالمتکلمین او بالموعظة کخطباء
الاسلام او بصحبتهم کمشایخ الصوفیة والذین
یقیمون الصلوة والحج والذین یدلون علی طریق
اکتساب الاحسان والمرغبون فی الطاعات والزهد
والقائمون بهذا الامر هم الذین نسمیهم

کشف کونی سے مطلع ہوتے ہین اوس واقعہ پر مانند خواب یا
ہاتف کے بے جانے خزاین او مبادی کے تو اگر ہوتے ہین اونمین سے
جو تعبیر کے حاجت نرکھین بسبب موافق ہونے اونکے خیال کے
تصویر کے ساتھ تصویر طبیعت کلیہ کے واسطے معنے مثالی کے
جسد ارضی مین جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہی جیسا
اونہون نے دیکھا بلا تفاوت اور نہین تو حاجت ہوتی ہے
تعبیر کے اور واقف ہونا حقیقت امر پر اوسوقت بہت دشوار
ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خاردار کے

تحقیق شریف

امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدین جاری
کرنے اور اسباب جہاد طیار کرنا اور حدود ولایت نگہہ رکھنے اور
ایلچیون کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا
اور اوسکو اوسکے مستحقون پر تفریق کرنا اور قضایا فیصلہ کرنے
اور یتیمون کا غور کرنا اور مسلمانون کی اوقاف اور رستون کی
حفاظت اور مسجدون کی خبر گیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور سے
مشتغل ہو اوسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہین اوسکے واسطے
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب مین اور اوسکی تفصیل کتب
حدیث مین مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہین یعنی شرائع تعلیم
کرتے ہین اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف و نہی
عن المنکر کرتے ہین اور جنکے کلام سے دین مین نصرت حاصل ہوتی
ہے یا تو ساتھ مجادلہ کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے
واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہین
نماز اور حج ادا کرتے ہین اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طرق حاصل
کرنیکی اور ترغیب دیتے ہین عبادت اور زہد کے ان لوگون کو ہم کہتے ہین

ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول
الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب
بالتفصيل الذي ترى في كتب الحديث فهذه المقدمة
بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء ياخذون
بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه
المظان ويتمسكون بها في ذلك ولما اصّلنا هذا
الاصل قلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا
هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل
وقلنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الافاق
والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله
ويبلغهم الشرايع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه
الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار
واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامرا
الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب
بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض
اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شانهم
دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنن
فرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من
حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم و
نزاع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة
وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون
عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي
ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك و
يرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنة الله عادة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جو فرما دیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل
مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے
اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثواب بارے واسطے ہے
کہ ہم تفریع کرین اسپر بھیجنا داعیون اور نائبون کا کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف مین اور قبائل
مین ایسے لوگ جو داعی ہون ایمان کے اللہ اور
اور اسکے رسول پر اور اون کو احکام شرع پہنچائین
چنانچہ آپنے بھیجا ابو موسے رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری
مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین
اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے
اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس
کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے
اور اون کو کچھ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر
مین سے پس اونکا یہہ کام تھا کہ لوگون کو اسلام
کیطرف داعی ہون اور تعلیم کرین قرآن شریف
اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی مین
یہہ ہے تعدد اہل باطن کا مفضے الی المنازعت
نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف
اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی
کے اور ایلچی کے یہہ ہے کہ خلیفہ توچاہیے عالم
وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکہدیا جائے
ایک دستور العمل اوسپر عمل کرے اوسکے سوا جو
اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے وہ عون

مع اشکال امور مین اور [illegible] سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ×

المشاهدة السابعة والثلاثون ۳۷

والرسل تؤخذ من بعث النبي صلى الله عليه وسلم ايا هم الى قومهم قبل الهجرة فتدبر **مشهد آخر** وجدت روحي تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتاملت في هذا الوجدان ففطنت بانه شيء يجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات الالهية المنعقدة في الملاء الاعلى بروحه ونزول بركات الاسماء الالهية المنعقدة في المدارك الجبلية اولاً والمنقسمة بايات متلوة منزلة على قلب رسول مجتبى اواسماء مشهورة صار التعبير بها عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة مجبولة وطبيعة وديدنا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات والبركات بروحه يورث فيها سعة وقوة فلن ترى احدا يحدق في مثل هذا الرجل الا امتلاء منه رعبا وتعظيما وظهر من سيماء وجهه كرام ذاته وظهرت البركات في فراسته وهمته فهذا سر هذا الوجدان واصله

المشاهدة الثامنة والثلاثون ۳۸

مشهد آخر رايت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية كنسبة قوة الارادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان يتمثل فيه لذة جلب نفع او دفع ضرر ثم يصطفي الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك القوة فتنبعث القوة فيحصل العزم فيحصل تحريك العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المجردة يتمثل عندها همة ظهور واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

اور ایلچیوں کے اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کرو **مشہد آخر** میں نے اپنی روح کو پایا کہ دوچند ہو گئی اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہو گئی تو میں نے تامل کیا اس وجدان میں تو دریافت ہوا کہ عارف اس شئے کو پاتا ہے اور سر یہ ہے کہ اسرار حضرات الٰہیہ کے جو منعقد ملأ اعلےٰ میں ہیں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک جبلیہ میں اولاً اور منقسم ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ کے قلب رسول مجتبےٰ کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے مشہورہ جنکو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اوس سے از روئے سرشت و جبلت اور طبیعت و دیدن فی الناس کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسیکو کہ وہ ایسے شخص کی طرف دیکھے اور اسکے رعب میں نہ آجاوے اور اسکی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آوے اور ظاہر ہوتا ہے اسکے جلال چہرے سے اوسکی ذات کا کرم اور اسکی فراست و ہمت میں برکتیں پس یہ سر ہے اس وجدان کا اور اسکی اصل **مشہد آخر** میں نے دیکھی ایسی درگاہ کہ اوسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کو درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جسطرح انسان کے خیال میں لذت نفع حاصل کرنیکی یا ضرر دفع کرنیکی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اوس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اوسکو ڈالدیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے اوسیطرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

المطلوبة فتمها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة
فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية و
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
كما خلقها في المثال وفطنت ان تأثير الهمة بالوجه
الذي ذكرنا هو كمال الانسان وانه معدن الصلاح و
النفس جارحة من جوارح الحق في البرازخ

تحقیق شریف

قد ينكشف على العارف
ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم ثم يدعو الله
هذا العارف بجهد همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاء ثانيا ويوجدها على نحو آخر يوافق حسب
الهمة وذلك كما روي عن سيدي عبد القادر
الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الدباس وكذا وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه
في قصة ميرزا هداية الله وغيرها وفيه من الاشكال
ما لا يخفى والحق عندنا انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية يقتضي هذا الامر
اقتضاء امتثاليا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد
وليس فيه احتمال نقيضه وانما فيه صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المثالي
بصورته وهيئته ورأى منبع القدر المبرم من
كوة هذا الاقتضاء ولم يره من حافظ انه
القدر المبرم ثم ان همته صادفت سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اور اٹھا لیجاتی ہے ساتھ معرفت اپنے رب کے
اوس درگاہ مین پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے
اور عالم مثال مین صورت واقعہ آتی ہے پھر جسوقت ہوتا ہے
موقع اوس واقعہ کا عالم ناسوت مین اللہ اوسکو پیدا کردیتا ہی
جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال مین تو مینے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اسوجہہ سے جو ہمنے بیان کی یہی کمال ہے انسان کا
اور وہ معدن ہی اس بات کی کہ نفس جارحہ ہوجاوے حق کی جوارح سے
برزخ مین تحقیق شریف کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
کہ قضا ضرور متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح
اور اس طرح اور اوسمین تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا ہے
کوشش ہمت سے اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک کہ وہ
قضا منقلب ہوجاتی ہے ایجاد مین دوسری طرح پر اور پاتا ہی
اوسکو حسب ہمت چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان مین ایک سوداگر کی حضرت
حماد دباس کی اصحاب مین سے اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ
عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور اس مین جو اشکال ہے
وہ مخفی نہین ہے اور حق میرے نزدیک یون ہے کہ یہ امر دو وجہہ ہون
پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہین اس امر کے
از روے اقتضای مثالی کے اور بیشک ہر اقتضا مین ایک شے واحد ہے
اور اوسکی نقیض کا احتمال اوسمین نہین ہے اور بیشک اوسمین صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اوس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضای
مثالی اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
روزن سے اس اقتضا کے اور اوسکو نہین دیکھا پس گمان کرتا ہے کہ
قدر مبرم ہے پھر اوسکی ہمت ہمت ہوجاتی ہے اسباب

المعدة لنزول القضاء فعند مزاحمتها تلك الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا مما كان عليه ويبسط امرا مما كان عليه فيظهر المراد والثاني ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة في عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنى انزال الانعام وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فهذه الصورة المخلوقة في عالم المثال ربما يلحقها المحو قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذي سمي قضاء في قوله صلى الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فينكشف على العارف وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فيتحول له عن سنن طبيعته والله اعلم

تحقیق شریف ایضا

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الالهام حقا فيشكل هذا على كثير من الناس وتكلم المشائخ في دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد حسن يرغب فيه وينتظره ثم لا يوفى بالوعد فيترقى من حب النعمة الى حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات والصفات يريدون ان ترك الوفاء بالوعد ليس في نقيضه يجب تنزيه الله سبحانه عنها بالاطلاق

مستعد ہیں سے واسطے نزول قضاء کے پس وقت مزاحم ہونے اُن اسباب کے اوس وقت ہے اللہ کی حکمت ایک امر قبض کر لیتی ہے اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اوس واقعہ کی عالم مثال میں قبل اجزاء جسمانیہ سے پھر اوسی دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اوسکا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالی نے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جسکا نام رد قضاء ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ لا یرد القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اوس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اوسکو قضائے مبرم سے پھر مصادم ہوتی ہے اوسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اوسکی طبیعت کے طریق سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اوس امر کو اوس وعدہ پر باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوسکا انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کر کے منعم کے محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے حب ذات صفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نکرنا نقص نہیں ہے واجب ہے اللہ تعالے کے تنزیہ مطلق

اجزاء سے قوائے روحانیہ سے پہلے اس سے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے

بل ربما يكون ضررًا وغرورًا وتدليسًا فيكون من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما
يكون لطفًا بالعبد وسببًا للترقيه وتقريبًا له فيكون
من صفات الكمال ولهذا نظائر منها تقديم كلمة
او تأخيرها من محلها لضرورة رعاية الفاصلة و
كذلك التكلم بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها من
الحقيقة في العذوبة ومثل ذلك ان اخذنا ذلك
بمعنى الاضطرار وعدم القدرة كان نقيصة و
ان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعذوبة كانزل وفق لغتهم من غير اضطرار
له الى ذلك ولكن لطفًا بهم ليكون الكتاب بلغتهم
التي يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات
الكمال فهذا اقوالهم وهذا توجيههم وتقريره لكنا
نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا
بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلهم علومهم التي
خزنتها صدورهم فنحت منها تاويل وجدانهم
ونزل الطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا
التاويل المنحوت من حيث لا يشعرون وكثيرا
ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه
فكما ان الوعد حق والموعود فيه لا يظهر كذلك
التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر والحق
الصراح ان الالهام ضرب من تجلي الحقائق
للعبد على طبق علمه اسبال بينه وبين حالة
التجلي الصراح حجاب وضاق بينه وبينها المجال لا قدر

بلکہ بسا اوقات ضرر و خطا کرنا تجلی دغرور اور تدلیس ہوتا ہے تو یہ
نقص ہوا اور اللہ تعالی نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ کو
لطف اور اوسکے ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت
ہوئی کمال کے اور اسکے واسطے نظیرین ہین اور نظیر ذیلین
سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اوسکے اوسکے محل سے واسطے ضرورت
رعایت فاصلہ کے اور اسیطرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت
نہونے کلمہ کے مثل اسکے حقیقت مین عذوبت مین یا مانند اسکے تو اگر ہم سمجھیں
اضطرار اور عدم قدرت جانین تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ سمجھین
کہ قرآن شریف لغت قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے لغت مین
تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت
کے یہ اونکے لغت مین نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہین بلکہ
اون پر لطف کرکے کہ کتاب اونکے لغت مین ہے جسے وہ جانتے
ہین تو وہ اسمین تدبر کرین جسقدر تدبر چاہیے تو صفات کمال
سے ہے بس یہ قول انکا اور یہی ہے توجیہ اور تقریر اوسکی
لیکن ہم کہتے ہین یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر رجوع
ہوئے وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم
جنکا خزانہ سینہ مین انکے کہل گئے اونسے تاویل اونکے وجدان کے
اور انکے قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا اطمینان سے اس
تاویل تراشی ہوئی سے اس حیثیت سے کہ انکو خبر نہین اور ایسا
اکثر اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہماری اس مسئلہ کی نظیر ہے بس
جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہین ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم
حق ہے اور اوسمین تاویل تراشیدہ ہے فتدبر اور حق صریح یہ ہے
کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کی واسطے بندہ کے علم کے موافق علیہ
جستجو چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کی حجاب
اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو لکہ قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب الفيض خطابا
والهاما وخاطرا او هاتفا على اختلاف استعداد
القوى المدركة والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيدٍ من
سادات الملاء الاعلى مما لو خلى الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقترنين
بتحريك العضلات ان يقتضي بنحو آخر ويوجد
في المثال صورة اخرى فهذا العبد لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما تخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار ما وراء العناصر والمواليد حتى تفضي
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها شفاها بل يصل
الى خلاصة سيدنا وصفاوة همته وينظر من
تلك الاوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحد ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها فيسري الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

حلقہ انگشت ابہام و مسبحہ کے تو ہو جاتا ہے تجلی خطاب الہام اور
خاطر و ہاتف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ کے اور اسباب حاکمہ
فی الوقت کے اور جب کہ امر اس طرح تو سبب عدم وقوع
موعود کا دو باتین ہین ایک تو یہ ہے کہ اُن دونون مین سے
کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سید کا سادات ملاء اعلے سے اس
حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے
اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اوسکی اور زیادہ کیا جائے
اوسکے واسطے اوسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے دوسرا
اوسکے مانند اور اس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین جب وہ
دونو اقتضا جمع ہون اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرین قوت مین وہ قوت
کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ و عزم مقرونین کے
عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال مین
دوسری صورت تو پس یہ بندہ نہین پہنچتا اوس صمیم
قوت عازمہ کو جو قلب مین ہے طبیعت کلیہ کے اور ہینک میں خیال
کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز واسطے اسکے
ہوگیا ہے ٹھکانا عناصر و موالید کا تاکہ ضایع ہو اسکی طرف بلا واسطہ
اور اخذ کرے اس سے طرف اسکے بلکہ پہنچی طرف خلاصہ سید اور
صفا ہمت کو اور گرانی اس وزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جاے
رنگ آت اور مرئی کا آنکھ مین اور قاصر ہو اوسکا علم احاطہ
اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانی
وہ بندہ مگر یہہ اقتضا اور اسکا حکم اسواسطے کہ ہمت
اس سید کی جامع ان احکام مانع ہے اور اسکے احکام
مضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اوسمین
اس حیثیت سے کہ نہین دریافت کرتا ہے پھر منکشف
ہو جاتا ہے یہہ انکشاف خطاب ساتہ ان سببونکے

ما ذكرنا وما طوينا ذكره والبس هذا اخبارا
مشافهة حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويجيء لهذا الانكشاف الاجمالي الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرح
شرحا من حيث لا يدرى وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منجم من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير لا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر
نظره عن التمييز فبقي الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شيء متميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفي به ولو في
نشأة دون نشأة وشبح دون شبح والصورة
منجمة اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير
ولم يعبر حق التعبير واما يختلط بالوسوسة الصدق
ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لبحرهم في احكام النشآت لا يعمى عليهم
الامر والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارادة تهجم في على صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کیے اور جنکا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر دیتی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے
اُن دو باتوں سے کہ اوس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل اور مجمل
ہو جاوے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل پس سبادرت کریں اُسکی
سینہ کی علوم مخزونہ اور اوسکی شرح کریں اوس حیثیت سے کہ دریافت نہو
جیسا کہ اوسکی علوم شرح کرتے ہیں انکشاف اجمالی کے سوتے ہیں اور
وہ ہو جاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ
مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر ترشیدہ علوم
مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اسوقت کچھ اعتبار نہیں
ٹھنڈک اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح میں
اور کبھی اوسکی طرف متبادر ہوتی ہیں خطرات نفس اور استعجال
طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے
تمیز سے تو وہ امر اوسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو
دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا
اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسری سے وہ کہیگا وعدہ
اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم میں ہوا اور کسی قالب میں
ہوا اور صورت ترشیدہ یا ساتھ اوس شے کے کہ وہ اوسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کے تھی اور تعبیر نپائی جیسے چاہیے تھی اور یا مخلوط
ہوگئی اوس شے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دونو وجہیں عارضی
رکھتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جاوے کہ محتاج تعبیر ولیکن آپ اپنی
تبحر کی سبب احکام عالم میں مرتبہ پا نہیں سکتا واللہ اعلم

تحقیق وتمثیل

جاننا چاہیے کہ تحقیق ارادہ ہجوم کرنیوالا ہے اوپر صدور خلائق کا

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات
لها ويستلزمها اياها لا ينازع في ذلك احد لان
الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات
الواجب بقي ههنا شيء مشكل جدا هل تعلق الارادة
بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا
وتعينه واجب بذات الارادة لا يرقى لذلك
وجوب الى الذات الواجبة او يرقى وجوبها
من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرقى
وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على
اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده
من جهة ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده
ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي
تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الا حذو
انبساط الاستعدادات التأثيرية المسماة بالاسماء
والاستعدادات التأثرية المسماة بالاعيان من
جهة اقتضاء الذات ذاتهما واستلزامها وانبساط
تينك القبيلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص
ناشئ من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس
ان الحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فثنى
منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان
وثلث منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر
فحدثت ثلثة وبالجملة فاذا تعلقت ارادته بضم مشتق
الى مشتق بقدر ما يسعه علمه فحدثت مراتب الآحاد
والعشرات والمئات والالوف ثم جمع بعضها ببعض
بقدر ما يسعه فرض العقل جاءت امور غير متناهية

لیکن ارادہ کے ایک محل علت جہان سے وہ صادر ہوتا ہی اور
وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اوس ارادہ کے واسطے اور ذات کے
مستلزم ہونیکو اوس ارادہ کو اس امر مین کسی کو شک نہین
اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہین ہی لیکن وہ ارادہ
واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہان ایک بات بہت مشکل وہ
یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے نہ اسکی ضد سے بسبب خصوصیت
اسکے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہین مرتفع
ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہی وجوب اوسکا
اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہی وجوب
نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہی یہ سر
اکثر لوگون پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب
ذات اوسکیکے اور اوسکے وجود کی اصل اوسکی ذات سے وہ فاقد ہے
واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اوسکے بعد اوسکے وجود اور
وجوب کے باعتبار اوسکی ذات کے جز این نیست کہ اوسکو آراستہ
کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اوسکو ساتھ وجوب
کے اوس سے تو پس نہین ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی
استعدادون تاثیریہ کے جنکا نام اسماہی اور استعدادون
تاثیریہ کی جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اوسکی
مستلزم ہونے کی اور فراخی ان دونو استعدادون تاثیریہ
کے واسطے اوسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہی زیادتی کو اور نقصان کو
جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کرین کیا یہ بات نہین ہے کہ
محاسب کے جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اوس سے واحد اور واحد
دوسرے نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پھر نکلا اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے
تو حادث ہوئی تین غرض اور جب متعلق ہوا ارادہ اوسکا ایک مشتق کو دوسرے
مشتق سے ضم کرنیکا بقدر وسعت اوسکی علم کے تو حادث ہو مراتب

فی انفسها محصورة بالاضافة الی الواحد فانها
یشتق من دون غیره ومتمیز بعض المراتب من
بعض من جهة نحو الاشتقاق فاذن علة ظهور
هذه الصور العددیة المتکثرة تعلق الارادة
بظهور کمال الحاسب ومنشأ تعین تلک المراتب
بالترتیب والانحصار والانضباط بحیث لایزید و
لاینقص هو الطبیعة العددیة المحفوظة قبل الارادة
کان الارادة حکایة لطبیعتها ومنصة لظهور
احکامها فنسبة الجعل والایجاد الی الماهیات
کنسبة تاثیر الحاسب فی الاعداد من جهة
ظهور صورها بعد مالم یکن ونسبة الماهیات
ولوازمها الی مفیضها قبل الجعل کنسبة مراتب
الاعداد الی الواحد وتقدم بعضها علی بعض
ولزوم خواص تلک المراتب لها من قبل الطبیعة
العددیة فقط فهذا معنی قولهم الماهیات
غیر مجعولة والجعل والایجاد هو الظهور والفیض
المقدس وارتباط الماهیات بمفیضها کارتباط
المراتب العددیة بالواحد وتعینها بخواصها
کتعین تلک المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعین
وجودا وهو الفیض الاقدس فکما ان للعدد
سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من
الواحد الی مالایتناهی کامنة فی الواحد من جهة
الفرض والتقدیر لامن جهة التقرر بالفعل
فکذلک للطبیعة الکلیة بما فی حیزها من ارکان
ومواليد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ مشتق
ہوئی ہین اُس سے نہ اُسکے سوا کے اور متمیز ہین بعضے مراتب
بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُسوقت ہوگی علت ظہور
ان صور عددیہ متکثرہ کی تعلق ارادہ کا ساتھہ ظہور کمال محاسب کے
اور منشاء تعین ان مراتب کا ساتھہ ترتیب انحصار و انضباط کا
اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے
جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے
اُسکے طبیعت کے اور منصہ ہے اُسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت
جعل اور ایجاد کیطرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور اونکی صورتوں کی
بعد اُسکے کہ نہ تہے اور نسبت ماہیات اور اونکے لوازم کے
طرف اونکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسی ہی جیسے نسبت
اعداد کے طرف احد کے اور تقدم اونکے بعض کا بعض سے
اور لزوم خواص اُن مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبل سے
ہے فقط پس یہ معنے ہین اُنکے قول کے الماہیات غیر مجعولہ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط
ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب
عددیہ کا ساتھہ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھہ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اون مراتب کا اپنے خواص سے
فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے تو
پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہے واحد سے طرف نا متناہی کے کامن بیچ واحد کے جہت فرض
نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھہ
اوس شے کے جو اوس کے حیز مین ہے ارکان
و مواليد سے سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے :

معلومة الخواص والمراتب كما قال عن من قائل حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منفسرة
الى الانواع انفسارا حاصلا لا يزيد ولا ينقص و
لا يمكن ذلك ابدا ثم تنفسر تلك الانواع الى الافراد
بضربها في الاتصالات الفلكية والارضية وملا
حظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق
الى غير النهاية متمثلة هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة
في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا
التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هي كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج القبيلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار وهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم
نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها حظيرة القدس وغيرها **مشهد**

اخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقته يتفطن النفس الناطقة باعمالها
واخلاقها التي هي فيما بينه وبين الله وبينه

معلوم الخواص المراتب چنانچہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ از روئے حکایت
ان حقایق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منفسر ہیں طرف
انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو
ابدتک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد کے جب انکو
ضرب کریں اتصالات فلکیہ و ارضیہ میں اور ملاحظہ کریں
وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ
سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف
لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق میں اور بسط
اشیا میں جہت فرض و امکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے
پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقایق خارج کے اور اسمیں
ظاہر ہوا صورت حقیقت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ
جس سے صادر ہوا اوس واسطے سے ارکان و عناصر پھر
حاصل ہوا امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک
کیا اس شخص احد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے
اور پہلی تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک
مقیدہ تو ہوگئے حضرات انمیں ہی سے ہے حظیرہ قدس وغیرہ
مشہد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اُسکا نام سمت صالح ہے اوسکی حقیقت یہہ ہے کہ وہ
تفطن ہے ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اُسمیں
اور اللہ تعالے بین ہیں یا وہ

مشہد فی بیان السمت والتؤدة

وبين سائر الناس، واستدعيها انتظام صالح فيها
برضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام محمود
فيها تفقيهًا مفاضا من حضرة الرحمة من غير فكر
وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوخة من
في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز
قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة
وهذه صورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد
ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بها
تين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان
لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الرحمة
بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة
الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من
احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق
وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب
من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ
هنالك نفسه بلون الايجادين ويحيط بهما تحققا
وتبيينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته ضمته
اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتشبح ذلك
ذلك السر الاجمالي بصورة يتقاه باحكام تلك
الامة فيسئ عنه وقد وعى عما ثم يرد الى حيز
الفكر والروية فيتكلم كما وعى وهذه حقيقة

اعمال و اخلاق درمیان اوسکی اور لوگون کی ہین اور اونکا ہدایت
پاتا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالی راضی ہو اپنی بندہ سے
توجب اللہ تعالی اپنے بندہ کے بہتری چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ
دیتا ہے ان اعمال و اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اوسکو اونکی نظام
صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر و رویت کے
اوس سے اور یہ افاضہ بتحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق
سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالی کے اوس قول کے
واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال
واخلاق اور اونکے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندون مین سے کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد
انسان ہین کہ مستوجب ایجاد شافہ کی نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطے
کے تو اوسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب
اس امر کا نکل آئے احکام فرد خاص سے اور رہجائے گروہ مردم
ہین اونکی مزاج کے موافق اور اونکی مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے
اور اونکی ترقی کے طبیعت کے لائق جو اونکو واسطے تقدیر کیا گیا ہے
اللہ تعالی کی قربت سے اور نیز مستوجب ہے اس امر کا اپنی فطرت کے سبب سے کہ
جذب کرے حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اوسکا نفس
ساتھ لون وحی کی گو ڈنگی اور احاطہ کرلی ان دونو ہدایتون کا از روے
تحقیق اور تبیین کی پس جسوقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جسکی یہ صفت ہو
وہ رحمت اس سے مل جائے اور اوسکو ڈھانک لے تو اوسمین منطبع ہو جاتا ہے سر مراد
اور قالب ہو جاتا ہے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام اون لوگون کے
پس سرایت کرے اوس سے در حالیکہ وہ ظرف علم ہی پھیر وارد ہو حیز فکر
اور رویت مین پھر کلام کرے جیسا کہ اوسکو حاصل ہوا اور یہ ہی حقیقت

نزول الشرائع على الانبياء وحيا ونزول الطرق
على الاولياء كشفا والهاما فيسمع منه هذه الحكم
الى الواسطة كلاما دالا على النظام المراد فتبادر
اليه فطرته فياخذ منها خلق السمت الصالح وخلق
الحكمة بتوفيق الله ما يناسب خصوصية نفسه
ويدع امر العامة فيمتثل بين عينيه النظام المراد
ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة
ويكون ممن هدى الى صراط مستقيم وكان
سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفة ما يناسب به خصوصية نفسه
ان يعرف اشياء من حالة الاخرة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة
لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لو
كان بعدي نبي لكان عمر هذا وقد اتاني ربي
من هذا الباب نصيبا ففهمني منه مشارب الناس
في قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان
الانسان لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة
ويعرف فقده ويعرف الحجاب المسدل بينه
وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية
قهرة الطبيعة والالتجاء الى سياسة امور علاجها
وهيأت نفسانية تعيد اليه ما فقده ويجرب كل
ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه
الجهة علما وحتى يعرف لذة المناجاة في
السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت
في تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی نبیون پر ازروے وحی کی اور نزول طریقہ کی اوپر اولیا کے
ازروے کشف اور الہام کی تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اوس سے ایسا
کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اُس
کامل کی طرف اُس کی فطرت اُس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور
خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جسقدر کہ اوسکے خواص نفس کے
مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے
اوسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب
اموروں میں تو وہ فایز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے اُن میں سے
جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اُن میں سے تھے کہ جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے
اوس شے کے جو مناسب تھا اُن کے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر
چیزیں اسکے حال کی پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اِس حالت کی آگاہی کے واسطے اونکو لقد کان فیمن قبلکم
محدثون الخ اور فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ یہ ہے
اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ پس سمجھایا مجھے لوگوں کے
مشرب اللہ کے قرب میں اونکے تو اوس درگاہ سے یہ بات سمجھی
کہ انسان نہیں قابل ہوتا اوسکی قربت کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اوسکے فقدان کو اور جبتک نہ پہچانے طبیعت کے
پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے
طبیعت کے غلبہ کو اور اوسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو
جو اعادہ کرتی ہے اُس کی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہے تجربہ کرے اسکو اپنے
نفس سے اور احاطہ کرے اپنی نفس کا اس جہت سے ازروے علم کے اور یہانتک
کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر
اوسکی روح کو رقت ہوئے اور صاف ہوئی اس حالت میں
اور اٹھ گیا حجاب جو اوس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

فصارت مشافهة بالمناجاة كأنه رائي عيان
ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف
يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيئات
بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى
يعرف اليقين اي اجماع الخاطر الى الله والاعتماد
عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح
في الدعاء بخير الدنيا والآخرة والتعوذ من
الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه و
اعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها
ليست بيده انما هي بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف
ما يهدي اليه هذه الخلة من الاستخارة في
كل ما يرد عليه والفزع الى الله دعاء والتعوذ
اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده
الله في الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة و
الجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى
يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا
الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه
ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب
الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور
من نفسه ولو بقدر بصيرة نفسه فهو الذي
يعتد بقربته وهو الذي دخل في قلبه بشاشة
الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك
ان تاخذ هذه العلوم ظهريا **مشهد آخر**
اطلعني الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هي ما
يموت الانسان بانفكاكه عن البدن وما به الحس

تو ہوگیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھ والے نے دیکھا اور
پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اُسکے قلب پر بعد
اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئت
بدنی اور نفسانی پر پھیر لاتی ہے اُس شے کو جو گم ہوگئی تھی
اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنے جمع خاطری کو اللہ کیطرف
اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلصت پر
تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ
مانگنے فتنوں سے اس امر کے معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے
اور اعمال و اخلاق اُسکے سوا کے اور مصایب زمانی کے اوسکے
ساتھ مین نہین سب اللہ کے ہاتھ مین جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے
اور پہچانے کہ یہ خلت اوسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے
ہر شے سے جو اُسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور
پناہ مانگنے مضطر ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے
اُسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت مین اُس چیز مین جس سے
رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے
اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اوسپر غالب
آجاتا ہے اور کیونکر اوسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو
پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب
رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے
پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص مقرب ہے
اور اُسکے قلب مین ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس تجھ پر
لازم سمجھ ہے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان
علوم کو پس پشت نہ کیجو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے
اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ ہے
کہ اُسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور جس سے حس

والحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقربها الى
البدن جسم هوائى يتكون فى القلب ثم ينتشر
فى البدن ويحمل القوى الدراكة والطبيعية ثم
حقيقة مثالية وهى التى انعقدت قبل ظهور تكونه
فى الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية
وهى حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض
متشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية
لاحكام خاصة ثم صورة الانسانية مع قطع النظر
عن المتشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية
ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم
انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن
قال ان الروح جسم لطيف حل فى البدن كحلول
النار فى الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد
فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق ولكل وجهة
هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور

تحقيق قال النبى صلى الله عليه وسلم لكل نبى دعوة مستجابة
فتعجل كل نبى دعوته وانى اختبأت دعوتى شفاعة
لامتى ان قلت كل نبى له دعوات مستجابة وكذلك
لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما
وقع فى الاستسقاء وفى مواضع لا تحصى فالى اى
دعوة اشار فى هذا الحديث اذ يعلم من السياق
انها دعوة واحدة لكل نبى قلت هذه الدعوة
ليست دعوة رغبة خاصة فى شئ من المطالب بل
كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم

وحرکت وحیات ہے اور اوسکے طبقے اور لطایف ہین
اقرب بدن مین اوسکا جسم ہوائی ہے کہ تکون اوس جسم
ہوائی کا قلب مین ہے پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن مین
اور حمل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعتہ کو پھر ایک حقیقت
مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اوسکے
تکون کے ظہور سے عالم ناسوت مین اور اوسی سے لیا گیا ہے
میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا
اسی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض متشخصہ سے جو قوائی افلاک
وعناصر سے مقتضی ہین واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ
ہے قطع نظر متشخصات سے پھر صورت حیوانیہ ہے پھر صورت نامیہ
ہے پھر صورت جسمیہ ہے پھر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پھر انبساط
ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح
جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن مین جیسا حلول آگ کا
کوئلے مین تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی
سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے
اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجہۃ
ہو مولیہا لیکن یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ
فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی اگر تم
کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائین مقبول ہین اور اسیطرح ہماری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائین مقبول ہین جیسا کہ واقع
ہوئین استسقاء اور بیشمار موقعوں مین تو کونسی دعا کیطرف اشارہ ہے اس
حدیث شریف مین کیونکہ اسکی سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے
ہر نبی کے تو مین کہتا ہون کہ وہ ایک دعا نہین ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب
بلکہ جب بھیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی اپنی بندوں پر لطف اور رحمت کیواسطے

فلا يخلو حال العباد من امرين اما ان يطيعوه فيصير ذلك اللطف
في حقهم افاضة بركات عليهم او يعصوه فينقلب
ذلك اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفي كل من الحالين
يلهمهم النبي الهام نفث في الروع ان يدعو لهم او
عليهم فتلك دعوة واحدة لكل نبي ناشئة من اللطف
الذي منه كانت بعثته وانا نبينا صلى الله عليه وسلم
فقد استشعر من نفسه ان الله تعالى لم يقصد في بعثته
اللطف بهم في الدنيا فقط بل اراد معه لله ان يكون
معه الرحمة عامة يوم المعاد وقد ذكرنا انه صلى الله عليه
وسلم شهيد في الاخرة والشهادة من خواصه فنفث
في روعه عليه الصلاة والسلام ان يختبئ تلك الدعوة
التي انما تنشأ من اللطف الذي هو منشاء النبوة ليوم
المعاد فتدبر في هذا السر حق التدبر

مشهد آخر وتحقيقات

فاض على قلبي علوم
الخلق والايجاد عموما والخلق في النشأة الخيالية خصوصا
وانه يمكن اجتماع النقيضين والضدين في نفس الامر
لكن بان يكون احد النقيضين في حضرة وليس فيها
الاجزام بان هذا هكذا ويكون الآخر في حضرة وليس
فيها الا الجزم بان هذا ليس هكذا ونحن نبين لك من
هذه العلوم ما ينبغي بيانه الخلق جمع اجزاء مختلفة
وافاضة صورة مناسبة على هذه الاجزاء حتى تصير
شيئا واحدا والخلق يكون تارة لما هي من العناصر فتجمع
اجزاء العناصر ويفاض عليها صورة تناسب الصورة
العنصرية في الكيفيات والكميات وسائر الاعراض
فيصير المخلوق انسانا وفرسا وتارة لما هي من الصور

المشهد الثالث والاربعون ۴۳

تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا وہ اس نبی کے مطیع ہوں
تو یہ اونکے حق میں افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اور سپر نہیں
تو وہ مہربانی ورحمت قہر وعذاب ہوگیا اُن پر اور دونو صورتوں
الہام کیا جاتا ہے یعنے الہام نفث فی الروع یعنے الہام قلب میں
اس امر کا کہ اونکے واسطے دعائے خیر کرے یا بددعا کرے تو وہ دعا
واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اللہ کے اُس لطف سے ناشی ہے جسکے
واسطے آپ سے بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا
اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں ارادہ کیا اُن کے
بھیجنے میں فقط دنیا میں رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود
اسکے رحمت عام قیامت کے دن واسطے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں آخرت میں اور شہادت
آپکے خواص سے ہے پس اونکے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اوس دعا کو
رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے تو خوب غور کر لو اس سر کو جو غور
کرنیکا حق ہے

مشہد آخر و تحقیقات

افاضہ ہوا میرے
دل پر خلق وایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ میں خصوصاً
اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں لیکن
اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ میں ہو اور اوس میں نہو مگر
یہ یقین کہ یہ امر یوں ہے اور دوسرے نقیض دوسرے درگاہ میں اور وہ
اوس میں نہو مگر یہ کہ یہ امر یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں
تمسے یہ علوم جسقدر ان کا بیان آسان ہے خلق جمع اجزاء مختلفہ کا
ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ہے اُن اجزا پر
یہانتک کہ وہ اجزا ہو جائیں ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے
عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے اونکو
وہ صورت جو مناسب عنصریت کے ہے کیفیت اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ
مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے

الخیالیۃ فیجتمع خیالات کانت متشتتۃ فی الخیال اذ تکون
فیہ من انحلال الصور الواقعۃ فی الخیال من خارج
فیفاض علیہا صورۃ تناسب الصور الخیالیۃ فی
التجرد من وجہ والتلطخ بالمادۃ من وجہ وکل خلق فی
ای نشأۃ کان فانہ لا یدخل فی تلک النشأۃ شیء من
خارج تلک النشأۃ لان ذلک محال لا یقبلہ العقل
ضرورۃ نعم نشأۃ تستعد لنشأۃ اخری وموجود فی نشأۃ
یعد الموجود فی نشأۃ اخری وذلک لانتظامہا جمیعا
فی الطبیعۃ الکلیۃ وسریانہا فی النشآت علی السوا
فینبغی ان تجرد نظرک الی النشأۃ الخیالیۃ فہنالک
بناء وہدم واحیاء واماتۃ وتقریبات واللہ ہنالک
کل یوم فی شان فربما تتعلق الارادۃ الالہیۃ بتکوین
شخص خیالی فیحدث لہ تقریب ویجمع لہ اجزاء خیالیۃ
ومن عجیب الاسرار خلق النسب بعد ما لم یکن فیکون
الرجل شریفا فی نفس الامر ویکون لیس بشریف فی
نفس الامر فی زمان واحد وذلک انہ ربما لم یکن الرجل
شریفا فی الاصل ولکنہ ولد فی زمان تقتضی الاتصالات
الفلکیۃ یومئذ نباہۃ نسبہ واری ان ذلک بنوع قران
زحل مع الشمس والمشتری بحیث یکون الزحل مرآۃ
ونور الشمس والمشتری منعکسا فیہ فحینئذ یکون
واللہ اعلم فی ہذا المولود براعۃ النسب والنباہۃ
من اجلہ ویکون ذلک الاتصال بحیث یحفظ فی صورتہ
المفاضۃ حکم ہذا الاتصال کما یحفظ فی المولودات
اشکال الوالدین وتخاطیطہا وہذا الرجل لیس لہ
شرف موروث فیقضی اولا فی الملأ الاعلی بصیرورتہ

تو جمع ہو جاتی ہیں خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال میں بانیک
تھے خیال میں حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے
خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صو
خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ
ایک وجہہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم کے خارج سے اوس
عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو عقل
قبول نہیں کرتی ضرور ہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم مستعد ہے واسطے دوسرے
عالم کے اور موجود ہے ایک عالم میں کہ مستعد ہو واسطے موجود دوسرے
عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اوسکے انتظام کے طبیعت کلیہ میں
اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عوالم میں برابر پس چاہیے کہ
تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے اور بگاڑتا ہے
اور زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا اور تقریبات ہے واللہ کہ وہاں
کل یوم فی شان ہے تو بسا اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے
تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اوسکے
تقریب اور اوسکے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب
اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد
اصل میں شریف اور شریف نہیں ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر
اسلئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن
وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اوسکی بزرگی
نسب کے اور میری رائے میں یہ ایک نوع اقتران ہے زحل کا شمس سے اور
مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرآت ہو اور نور شمس و مشتری کا
اوس میں منعکس ہو تو اسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود میں بزرگی
نسب و نباہت اسکے سبب سے اور ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ
رہے اوسکی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے مولودوں میں شکل والدین کی اور
نشان والدین کے اور اس مرد میں شرف موروثہ نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلیٰ میں اوسکے

شريفا فلا يزال فيهم نمو هذا المعنى كما يربي الانسان
فلوه فيمر حتى يترشح من الهامات الى الملاء السافل
ومنه هم الاقويا من بني آدم غير الكمل فاذا بلغ الانسان
اشده وجاء اتصال يستدعي ظهور نسبه ونباهة امره
فحينئذ يتنزل هذا الشرف في الارض فيخرج من حفظ الناس
او من بين بطون الاوراق وجه يدل على كونه شريفا
وان كان خاملا في نفس الامر ولكن يقع هناك شبهة
فتنقاد لها خيالات بني آدم فيجتمعون على تسميته شريفا
وتعظيمه من جهة الشرف هذه واذا كان هذا الانسان من
اهل الصلاح فربما يرى في بعض مناماته انه شريف
فتطمئن نفسه بذلك وكل من حفظ الامر الاول وذكر
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل احاط به انكار
الملاء السافل وكان كالذي يسب الشريف بانه ليس
بشريف وهذا كله في الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبية ولكل نباهة نسبية في الخارج
سبب تستند اليه اما الى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتعين هذا الاستناد بحكم الوقت ويصير الامر كانه
غير مؤتنف وقس عليه اماتة الشرف فيبعث الله
تقريبات جمة يتسبب لها شرف هذا الانسان ويفقد
من نفسه لون النباهة النسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويتأيد ذلك في الملاء السافل وكل
من قال انه شريف انكر عليه كالذي ينسب غير الشريف
الى الشرف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبيل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
انه ليس هناك امر التناقض في شيء بل هناك حضر

پھر اسمین ہمیشہ یہ معنے بڑہتے جاتے ہین جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہوجاتا ہے ایسا کہ اوس سے ترشح ہوتی ہین الہام
طرف ملاء سافل کے اور انہین عجایب اسرار سے ہے قویا بنی ادم کے سوا
کاملین کے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال
جو مستدعی ہے اوسکے ظہور نسب اور نباہت امر کا تو نزول کرتا ہے یہ شرف
زمین مین تو نکلتے ہی حفاظت سے لوگونکے یا بطون اوراق سے ایسی
کوئی وجہ کہ دلالت کرے اوسکے شریف ہونی پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر کے ہو
لیکن واقع ہوتی ہے وہان شباہت کہ خیالات بنی آدم کے منقاد ہوتے
ہین اور اسپر جمع ہوجاتے ہین کہ اوسکو شریف کہین اور جہت شرافت سے
اوسکی تعظیم کرین اور جس وقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح مین سے تو
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب مین کہ وہ شریف ہے تو اوسکو اطمینان ہوجاتا
ہے اس سے اور جسکے حفاظت کیے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہین ہے اسکے قول کا اعتبار نہین ہوتا اور اوسکو احاطہ کرتا ہی انکار
ملاء سافل کا اور ہوتا ہی ایسا جیسے شریف نہین ہے اور یہ سب باتین خارج
مین ایک کالبد ہین اور تمثال ہین واسطے تلون اوسکے نفس کے ساتھ رنگ نباہت
نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج مین سبب ہے کہ مستند ہوتا ہی
اوسکی طرف یا یہہ کہ امام ہو دین مین یا بادشاہ ہو دنیا مین پس متعین
ہوتی ہے یہ استناد بمقتضای وقت اور ہوجاتا ہے امر گویا سرے سے تھا ہی
نہین اور قیاس کر لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ انگیختہ کردیتا ہی ایسے
تقریبات عجیبہ کہ اونکے سبب لوگ بھول جاتے ہین اس انسان کا شرف اور گم ہوجاتا
ہے اسکے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہوجاتے ہین
کہ وہ شریف نہین اور پکے جاتے ہین یہ بات ملاء سافل مین اور جو کوئی اوسے
شریف کہتا ہی منکر ہوتے ہین اس سے گویا اوسنے غیر شریف کو شرف کیطرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہین کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک
وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہین ہے اسلیے کہ تناقض فی الشئ نہین ہے بلکہ

حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه ليس بشريف من كل وجه فالخبرين مطابق في تلك الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الجائر خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك لانه تحقق صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيفيض لون ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه ليس هنالك امتداد ويختل المقاييس فلا يقدر انسان ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم وذلك لتاثير هذا السر المفاض من الملاء الاعلى بمنزلة تاثير وهم الانسان في ذلق رجله من جذع بين جدارين ولم يكن لتزل لو كان هذا الجذع موضوعا في الارض ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلام في هذه الساعة والله اعلم

مشهد آخر افيض علي

اسرار من المبدأ والمعاد فمن اسرار المعاد سربال اهل الجهنم سرابيل من قطران ولباس اهل الجنة السندس والحرير وغيرها من الالبسة الفاخرة وكذا سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وامثال كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف على مقدمتين احدهما ان بين النفس اعني النسمة الحس والحيوة في الانسان وبخروجها يموت وبين البدن امتزاجا كبيرا لا سيما في اكثر بني آدم ممن يتبادر الى فهمه ان الروح صفة للبدن وانها حيوة وانها في البدن كالنار في الفحم ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس

المشاهد الثانية والاربعون ۴۲

درگاہین ہین کہ ایک مین ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری مین ہر وجہ سے شریف نہین واسطے دو نو خبرون کے سطابق ہے ان درگاہون مین اور اسی باب سے ہے خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ مین خلافت ہے اور دوسری مین خلافت نہین ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جس وقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک دن کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے صورت فنا اور عدم کے ملأ اعلے مین تو افاضہ ہوگا اوسکا لون عالم ناسوت مین پس اونکے خیال مین آئیگا کہ امتداد ہے اور وہان امتداد نہوگا اور قیاسون مین خلل آجائیگا کوئی انسان قادر نہین ہوگا کہ ایک دن مین وہ کام کر لے جو پہلے ایک روز مین کر لیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو فاضہ ہوا ہے ملأ اعلے سے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش مین دیکھے پاؤنکے اوس تنہ درخت سے جو درمیان دو دیوار دونکے ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہوتی اوسکے پاؤنکو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتین ہین کہ کلام اونکو احاطہ نہین کرسکتا اسوقت واللہ اعلم

مشہد آخر ہمپر

افاضہ ہوئے مجھپر اسرار مبدأ اور معاد کے معاد کے اسرار مین سے ہے پہنانا اہل جہنم کو سراویل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس و حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے ترو تازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلین جو ہمنے بیان کین اور اسکا بیان دو مقدمون پر موقوف ہے ایک ان دو مین سے یہہ ہے کہ نفس کے درمیان یعنی جس مین اور وہ شے ہے جس سے حس و حیات انسان مین اور جسکے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصا بنی آدم مین جنکی فہم مین متبادر ہوتا ہے کہ روح ایک صفت ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن مین ایسی ہے جیسے کوئلہ مین آگ سو اوس امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہین اوصاف نفس کے

بصورة أوصاف البدن في المنامات وثانيهما أن
بعض الحضرات في عالم الناسوت يتمثل هنالك
معنى بصورة شيء كتمثله بها في عالم الخيال المقيد كقصة
سيدنا داود عليه السلام وما تمثلت له الملائكة
متخاصمين في النعاج حذو معاملته مع بعض النساء
في الازدواج وبعد تمهيد المقدمتين نقول صبغ الكفر
على نفوسهم هو الذي يصير سرابيل من قطران وسواد
في الوجه بسبب تأثير اللعنة الإلهية وصبغ الإيمان
على نفوسهم هو الذي يصير سندسا ونضارة في
الوجه بسبب عناية الله بهم رأيت ذلك رؤية
روحانية ومن أسرار المبدأ أني رأيت الوجود المنبسط
متلاشيا في الحق من جهتين جهة صدوره من الذات
الإلهية وجهة ظهور تجلي إلهي فيه بحيث أحاط بجامعه
فمن نطق بأن الوجود المنبسط هو الله فهذا مغزاه
لكن النظر الدقيق يحكم أن الذات الواجبة صدر
منها الشيون بما هي في المبدأ الأول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك في
الخارج شأن بعد شأن على الترتيب المكنون مشهد
آخر فاض علي أسرار عجيبة في طريق ظهور الكرامات

المشاهدة الثانية والأربعون ٤٢

اعلم أن الكرامات لا تنبعث إلا من قوة في النفس
الناطقة فإذا أعدت من الملأ الأعلى والتصقت بها
بالقوة العازمة من الشخص الأكبر صارت بمنزلة
الاستحسان بالنسبة إلى تلك العازمة فتنقلب الصورة
المطلوبة هنالك عزما حاتما للأولياء هنالك حدان
أحدهما حد يكون هنالك أدنى خطرة وأدنى

بصورت اوصاف بدن بیچ سونے کے اور دوسرا اُن دونوں
مقاموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل
ہوتی ہیں یعنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل اونکے عالم خیال
مقید میں جیسا قصہ سیدنا داود علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ
متخاصمین کا بیچ بھیڑوں کے مقابلہ اونکے معاملہ کے بعضے بیبیوں سے
ازدواج میں اور بعد تمہید دونو مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر
رنگ کافروں کے نفوس پر وہی سرابیل قطران کے ہو جاوینگے
اور روسیاہی بسبب لعنت الٰہی کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے
وہی سندس ہیں اور تر و تازگی اُنکے چہروں کی بسبب عنایت
الٰہی کے ہوگی میں نے یہ دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبدا آخر سے
یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے
ایک جہت اوسکی صادر ہونیکی ذات الٰہی سے اور ایک جہت
اوسمیں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب مجامع کا احاطہ کر لیا ہے
تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اوسکی
غفلت کا ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اوس شے کے جو مبدا اول میں ہیں پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہی پھر ظاہر ہوئی خارج میں
ایک شان کے بعد شان اوپر اوس ترتیب کے جو مکنون تھی
مشہد آخر مجھپر اسرار عجیب افاضہ ہوئی ظہور کرامات کے
طرق میں جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اوس
قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جسوقت سازگار ہوتی ہے ملا اعلی
اور اوسکے ہمت کا فیض ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو ہو جاتی
ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اوس عازمہ کے تو منقلب
ہو جاتی ہے صورت مطلوبہ یہاں عزم مضبوط سے اولیا کے یہاں دو حدین
ہیں اُن دومیں سے ایک حد ادنے خطرہ اور ادنی

استحسان متصل بالعارضة وثانيهما ان يكون هنالك
همة القوى المنبعثة من صلب النفس المستمرة على
النفس في اوقات كثيرة هي المتصلة بها وبين الطرفين
مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولياء في ذلك على قسمين منهم من يكون همة
النفس متمثلة عنده ويرى الآثار تصدر منها ومنهم
من يكون همته غير متمثلة بل مضمحلة في خاطر او
خيال او لفظ فلا يهتدي لذلك بالاً ويصادف وقتا
يتدبر الحق ورحمته به فيصدر منها الآثار والاول
اكثر في الهند وخراسان وما يليها والثاني اكثر في الحجاز
واليمن وما يليها ثم للاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة
الله المجري للقصوى فاذا خطر في قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله انكبت كما تنكب عند عروض الحياء
والخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه وسلم لابي رافع
لما طلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتني ذراعا
فذراعا ما سكت ومنها ما لا تنزل فيه المخالفة والاستبعاد
وانكار القوم الاشداء في العزيمة كما ترى عند المنازعة
ومعاركة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء في ابتعاث
الداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه منبعثة
من الهام الحق تعالى وذلك ان ارادة نظام الخير
تتغير في هذه دواعي وذلك اما ان يكون داعية حادثة
لاسباب يقتضيها كقصة خضر واما ان يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الامة العوجاء ببعثة سيدنا

استحسان ہے متصل ساتھ عارضہ کے اور دوسری یہ بیان ہے کہ ہمت
قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہو نفس پر اوقات کثیرہ میں
اور درمیان دونو طرفون کے مراتب کثیرہ ہین اور اوقات و
احوال اسباب کے واسطے خواص ہین پھر اولیا اسمین دو قسم ہین
ایک وہ ہین کہ اونکی ہمت نفس اونکے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکھتے
ہین کہ آثار اوس سے صادر ہوتے ہین اور ایک وہ ہین جنکی ہمت غیر متمثل
ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال مین یا الفاظ مین تو وہ
نہین پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اوسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہین ان سے
آثار اور اول قسم کے اکثر ہین ہند و خراسان اور انکی قرب مین
اور دوسری قسم کے ہین حجاز و یمن اور اوسکے نواحی مین پھر اولیا
کے واسطے وقت ہین ان مین سے وہ ہے کہ جسمین ارادہ صرفہ ہوکہ
اوسکو مزاحم نہو لعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ جاری مقصود
ہین کیونکہ جب خطرہ آیا اوسکے دل مین استبعاد کا یا مخالف عادت
اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور
یہ سر ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس قول کا واسطے ابو رافع کے جب ان سے طلب کیا تھا ذراع
تیسری مرتبہ اور انھون نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع
دو ہی ہوتے ہین تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کو بعد ذراع کے دیتے
لاکر دیتی جبتک خاموش رہتی اور ان مین سے وہ ہے کہ جسمین مخالفت اور استبعاد
اور انکار قوم سخت نہو عزیمت مین جیسے تم دیکھتے ہو منازعہ اور معرکہ مین دلیرون
اور پہلوانوں کے اور لڑائیون مین اقران کے پھر اولیا داعیہ کی بنعث ہونے مین دو طبقے
ہین ایک وہ طبقہ ہے جسمین داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ اسلئے کہ ارادہ
نظام خیر کا تغیر کرتا ہے اوسکی ہمت مین دواعی اور ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ
حادث بسبب اسکے اقتضا کی جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ
مستمرہ جیسے ارادہ سیدھا کرنیکا امت ٹیڑھی اندھی کی ساتھ بعثت

رسول الله صلى الله عليه وسلم فانها مستمرة لا تزال
شارحة من شارحها متصلة بقلبه المقدس فيصير ارادة
لافاعيل خاصة واوضاع جزئية بحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذه هي الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق
فيصير اشراقا واستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب
بحسب المقتضيات وللعادات ساعيًا وقس
على ذلك شارحة العلم منبجسة من الناموس المنعقد
في الملأ الاعلى ارادة للخير باهل الارض فهي متصلة
بقلبه المقدس دائما الا انه يتصور بصور شتى بحسب
الاوقات والاوضاع وهيئات النفس فيخرج بصورة
النفث في الروع مرة وتمثل الملك اخرى وافاضة بركة
في الرؤية تارة ومناما اخرى ومنهم من يكون الداعية
السفلية هي الباعثة فيه وليس ذلك من مقامات الكمل
اللهم الا تماما بالمعنى الجامعية واليه الاشارة في مقالتهم
المشهورة ان العارف لا همة له فان الولي اذا بلغ
هذا المبلغ من القوة العازمة خلع عليه خلعة القطبية
في مشهد سويداء القلب من الشخص الاكبر فصار
ملاذا للناس ومآبا لهم وجامعا لشملهم وليست
وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما يصل اليه
اثنان وثلثة وفوق ذلك ايضا والحضرة مع كل واحد كانه
المنفرد بها مثل ذلك مثل الانسان كل فرد من البشر
منفرد به من غير مزاحمة وان كانوا الوفا ومن زعم
انفراد شخص بذلك فانما يشير الى سر غيره انفردت
اليه او يتبجح على هذا الانفراد الذي ذكرتم بحمله
على غير محمله والحمد لله الذي سقاني كاسا دهاقا

سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ پشتکنی مستمرہ ہے ہمیشہ
کو بیگو شہ اوسکے گوشونمین سے متصل ہے اونکے قلب مقدس سے
پس ہوتا ہے ارادہ فعلون خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق
اقتضا ر وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ علیا ہے مختص ساتھ کمال
مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
و آب موافق مقتضیات اور معدات کے اور ساعت کے اور اسپر
قیاس کر گوشہ علم کا جاری ناموس سے جو منعقد ہے ملا اعلے مین
خیر کا ارادہ اہل زمین سے پس وہ متصل ہے انکے قلب مقدس سے
ہمیشہ لیکن اسکے صورتین متفرق ہین بحسب اوقات و اوضاع کے
اور ہیئت نفس کے کبہی خارج ہوتا ہے بصورت نفث فے الروع
کے اور کبہی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبہی خواب مین افاضہ
برکت کا اور کبہی قیام مین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ داعیہ
سفلیہ باعث ہوتا ہے اونمین اور یہہ مقامات کاملین سے
نہین ہے الہی یون کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنے جامعیت کے
اور اسیکی طرف اشارہ ہے اونکو اس قول مشہور مین کہ ان العارف
لا ہمۃ لہ پہر جب ولی پہنچا اس مبلغ کو قوت عازمہ کے تو پہنایا جاتا اسکو خلعت
قطبیت کا مشہد سویدائے قلب شخص اکبر کے طرف سے تب ہوجاتا ہے وہ
لوگون کے واسطے پناہ کے جا اور لوگونکا مرجع اور جامع انکے تفرقہ کا
اور ضروری نہین ہے درجہ ہونا واسطے ایک شخص کے اس رتبہ کا بلکہ اکثر دو
گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے مثال اسکے ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر منفرد
گویا کہ اسمین منفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر منفرد
انسان ہو نہین بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہین ہزارون اور جس شخص نے گمان کیا
متفرد ہونا اس رتبہ کا ایک شخص کو تو اشارہ کیا طرف سر غیر اسکے جو بیتے بیان کیا ہے
یا وہ سید ہانکا اس انفراد مین اور اسکو حمل کیا غیر اسکے محل کے اور
الحمد للہ جسنے سبقا مونسے جو بینے بیان کئی ہین مجکو جام لبریز پلایا ہے

المشهد التاسع والاربعون ۴۹

من كل هذه المقامات التي اشرت اليها

مشهد آخر رأيتني في المنام قائم الزمان يعني بذلك ان الله اذا اراد شيئا من نظام الخير جعلني كالجارحة لاتمام مراده ورأيت ان ملك الكفار قد استولى على بلاد المسلمين ونهب اموالهم وسبى ذرياتهم واظهر في بلدة اجمير شعائر الكفر وابطل شعائر الاسلام والعياذ بالله فغضب الله تعالى على اهل الارض غضبا شديدا ورأيت صورة هذا الغضب متمثلة في الملأ الاعلى ثم ترشح الغضب الي فرأيتني غضبانا من جهة نفث من تلك الحضرة في نفسي لا من جهة راجعة الى هذا العالم وانا ساعيتئذ في جم غفير من الناس منهم الروم ومنهم الازبكية ومنهم العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان وبعضهم مشاة فيلزمون سهمهم واقرب ما رأيت شبها بهم لاء الحجاج يوم عرفة ورأيتهم غضبوا بغضبي وسألوني ما ذا حكم الله في هذه الساعة قلت فك كل نظام قالوا الى متى قلت الى ان تروني قد سكت غضبي فجعلوا يتقاتلون بينهم وبعضهم يوضع نحو الهم فقتل منهم كثير وانكسر مثار رؤس ابلهم وشفاهها ثم اني تقلدت الى بلدة دخل بها واقتل اهلها فبقو في ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا الاجمير وقتلنا هنا لك الكفار واستخلصنا ها منهم وسبينا ملك الكفار ثم رأيت ملك الكفار يمشي مع ملك الاسلام في نفر من المسلمين فامر ملك الاسلام في اثناء ذلك بذبحه فبطش به القوام وصرعوه وذبحوه بسكين فلما رأيت الدم يخرج من اوداجه صدد فقلت

مشہد آخر میں نے دیکھا خواب میں کہ قایم الزمان ہوں اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب ارادہ کیا کسی شئے کا نظام خیر سے تو مجکو کیا مانند عضو کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کافروں کا بادشاہ غالب آگیا مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکے ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر میں شعائر کفر ظاہر کئے اور شعائر اسلام کھو دئے والعیاذ باللہ خدا کا بڑا غضب اہل زمین پر اور میں نے دیکھی اس غضب کی صورت متمثل ملا اعلے میں پھر مترشح ہوا غضب میری طرف میں بہت غضبناک ہوا بسبب نفث ہونے کے اس درگاہ سے میرے نفس میں نہ اس جہت کہ جو رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اوس ساعت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ انمیں روم اور ازبک اور عرب سب ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور بعضے پیادہ ہیں اور قریب ایسے کے جو میں نے دیکھا مشابہ انکے ہیں حجاج عرفہ کے دن ہیں میں نے دیکھا انکو غضبناک ہونے سے اور مجسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت میں نے کہا ہر نظام کے دور کرنیکا انہوں نے کہا کبتک میں نے کہا کہ جب تک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہو گیا تو وہ آپس میں قتال کرنے لگے اپنے اونٹوں کے مونہہ تو قتل ہوگئے اونمیں سے بہت اور اونکے بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے پھر میں بڑھا آگے ایک شہر کے طرف جو اوسکے پیچھے تہا اور اسکے لوگوں کو قتل کیا اور اونہوں نے پیروی اور تابعداری کی میری اس امر میں اور اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہانتک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور اسکو چھڑایا ہمنے اسکو اور غلام بنالیا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ وہ بادشاہ کفار جاتا ہے ساتھ بادشاہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کی گروہ میں پھر حکم دیا بادشاہ اسلام نے بیچ اثنا میں اسکی ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو لوگوں نے اور گرادیا اسکو اور ذبح کرڈالا چھری سے پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اسکی رگوں سے میں نے کہا

الآن نزلت الرحمة ورأيت الرحمة والسكينة شملت من باشر القتال من المسلمين وصاروا مرحومين ثم قام الي رجل وسألني عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت عن الجواب ولم اصرح رأيت ذلك ليلة الجمعة الحادية والعشرين من ذي القعدة سنة ۱۱۴۴ مشهد

آخر لا شبهة في ان حقيقة الحقايق وحدة لا كثرة فيها وانه لا بد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعين المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من مبدء وحدتها الى آخر المراتب تدريجية وان لا غاية لها الا نفس ظهور كمال ذلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى مراتب الكثرات حب مقدس اعلى من الارادة الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول امره ثم انه يتسع دائرته شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت وكاملت وبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك فيها من له ادنى بال وانا بعد هذا شهدنا آخر

فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز الموجود بالفعل وحب آخر هو كالمبتدا بالقوة القريبة والبعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك

اب رحمت نازل ہوئی اور مینے رحمت وسکینہ کو دیکھا کہ شامل ہوئی اون مسلمانون سے جنہون نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے رحمت کئے گئے پہر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا اُن مسلمانونکا جنہون نے آپسمین قتال کیا تو مینے توقف کیا جواب مین اور نہ بیان کیا یہ مینے دیکھا شب جمعہ کو اکیسوین ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۴ کو مشہد آخر اسمین کچھ شک نہین کہ حقیقت الحقایق وحدت ہے اوسمین کثرت نہین ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ضرور ہین کہ کثرت ظاہر ہو اور اوسکے احکام وخواص کے مراتب متعین ہون اور اوسکی وحدت سے حرکت اوسکے صرف وحدت سے آخر مراتب تک تدریجی ہے اور اوسکی کچھ نہایت نہین مگر نفس ظہور کمال اوس وحدت کا اور اوس وحدت کیواسطے وقت اوسکے حرکت لنفسہا کیطرف مراتب کثرات کے حب مقدس اعلی ہے جیسے ارادہ اختیاریہ کہتے ہین ایک قوم اور ایجاب طبیعی کہتے ہین دوسرے اور یہہ حب بسیط ہے اپنی اول امر مین پہر اوسکا دایرہ وسیع ہوتا گیا شیأ فشیأ مقابلہ وسعت کثرت کے اسواسطے کہ ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اوسکے بروز کا اور تحقیق بساطت اولی مین نہین خالی ہے تمام محبات سے جو بعد مین ظاہر ہوئین لیکن وہ اوسمین مندمج نہین پہر ظاہر ہوگئین اور کامل نہین بارز ہوگئین پس یہ ایسے اصول ہین کہ اسمین کچھ شک کرنا نہ چاہیے جس شخص کو ادنے بہی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے ایک اور مشہود ہے کہ مشاہدہ کیا ہے ہمنے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت مین حد واحد پر نہین ہے بلکہ یہان حب خاص ہے مندمج اوس حب بسیط مین وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اوس سے ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشأ کلیہ کے اولا وبالذات اور یہان افراد کا اس نشأ کے کچھ ذکر نہین

ذكى لافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد تفاصيلها بانا
ظاهرا وثمه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا يصدق على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
به ظهور تدبير الهي متعلق بتلك النشاءة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انفسح ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان ينفسح
بقصد ظهور تدبير الهي اولا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية
فقط بل بان لها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشاءة النامية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا الفرد فردا جامعا لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصد به تدبير النشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم
الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فتمكنت به احكام تلك
المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس
تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس
بنبي واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم جاء

پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشأ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی
تفصیلوں میں باز ظاہر اور اوس سے حب علاقہ کرتی ہے ظہور
فرد کو اوس نشأ سے کہ ہووے فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق
آوے کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اسطرح کے
کہ ہووے قایم اوس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اوسکے دوسرا شخص
اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنے کے
یا یہہ کہ قصد کیا جاوے اوس سے تدبیر الہی کا جو متعلق ہے ساتھ اس
نشأ کے اولا اور مانند اسکے حب متعلق ہوئی حب ساتھ ظہور نشأ کلیہ کے
پھر منفسح ہوئی یہہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہہ کہ منفسح ہوئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الہی کے یا نہو مقصود
مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہہ ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا نشأ انسانیہ تابع نہیں نشأ حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشأ
حیوانیہ تابع نہیں نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور
فرد کے حب ہے اول امر میں ہوگی پھر یہ فرد جامع جمیع نشآت
الہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اوس سے قصد
تدبیر نشأہ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھی عالم مثال میں اور وہ ہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اوسکے مثال ظاہر
ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہاں تک پائی
گئے سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس تحریر ہوگئے
اون سے احکام اوس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی
جاوے تدبیر نشأہ کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس
تحقق اسوجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسی ہی کی نبی نہیں
اور جسوقت متعلق ہوئی حب ظہور نشأ کلیہ کے پھر جب آیا

وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد
فان كان قصد به حينئذ تدبير النشاة فهو نبي من
الانبياء وليس بالفرد الجامع وان لم يقصد بحينئذ
ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق
الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد النشاة
الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراده
في الناسوت وحينئذ ان كان قصد تدبير ملة فهو
وارث الانبياء او غير ذلك فهو وارث الملاء الاعلى
او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء
فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم
اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له
مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبية الى ان
تعود لما منه سافرت انما كل نشاة مستودع وسيره
فيها سريع من سير السهم اذا انفذ من القوس حتى
يبلغ الى منتهاه فلا يتعلق بذيله شيء من النشات
بخلاف غيره اللهم الا ما كان في حكمة الله ان النشاة
المتاخرة تستمد من النشاة المتقدمة متضررة ومنها
انه يعرف المحبة الذاتية وحقيقتها النقطة الحبية
عايدة الى ما منه هذا السير علما وحالا ونشاة و
اما غيره فليس له في هذا القسم نصيب ومنها انه
لا يكون السبب الحقيقي لانتقال الفرد من نشاة الى
نشاة الا المحبة الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد
اذا ورد في مستودع فلا بد ان يلتفت زمانا الى احكام
تلك النشاة فيحصل الى ذروة سنامها ويقتصد

وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس
اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاہ کا تو وہ ایک نبی ہو انبیا
میں سے اور نہیں فرد جامع اور جو بہہ قصد نکیا جاوے اسوقت
بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمیں غالب ہوں قوائے الٰہیہ قوائے
کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور لبا اوقات حب متعلق اول
امر میں نہیں ہوتی اور نہ وقت ظہور افراد نشاہ کلیہ کے ساتھ
ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے
بیچ ناسوت کے اور اسوقت اگر اوس سے تدبیر ملت کہے تو
وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا پس وہ وارثہ ملا اعلیٰ کا ہے یا
نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو وارث اولیا کے
پس یہ معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب مضبوط پکڑو اور پہر
پہر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہیں ایسے کہ اسکے غیر کے واسطے
نہیں ہیں بعض انمیں سے یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی مستقر نہیں
اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے طرف
اس شی کے جسکے واسطے سفر کیا تہا بیشک ہر نشاہ کے لئے مستودع
ہے اور سیر اسکی بیچ اسکے تیزتر ہے تیر سے جبکہ وہ نکلے کمان سے یہانتک کہ
پہنچے اپنے منتہا کو پس اسکے دامن میں کوئی شی نہیں متعلق ہوتی بخلاف
اسکے غیر کے الٰہی، بات یہ ہے کہ اللہ کی حکمت میں
ہو کہ نشاہ متاخر چاہے نشاہ متقدم سے اور وہ مضر ہو سکے اور بعض انکے
سے یہہ ہے کہ اسکو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت نقطہ
حبیہ کہ ہو الا طرف اس شی کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃً
اور اسکے غیر کے واسطے اسمیں نصیب نہیں ہے اور بعض انمیں سے یہ ہے کہ نہیں
ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاہ سے دوسرے نشاہ کی طرف
مگر محبت ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع میں
تو ضرور ہے اسکو کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاہ کے احکام کی طرف پس حاصل ہو

غاربها ويظهر منه ما لا يظهر من غيره ثم بعد
ذلك لا بد ان ينفض تلك النشأة من نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفض عنه النشأة الجنينية
فاذا حان النفض تتذكر النقطة الحية فيه مقره
العز وحين البساطة وتشتاق اليه اشد الاشتياق
فيهما انها النفس هي المحبة الذاتية ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينفك
نسمته عن جسده الكثيف الارضي واذا حان انفكاك
روحه عن نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
والنفض واذا حان انفكاك روحه عاد اليه ايضا و
هلم جرا حتى تصل النقطة الى حيزها وموضع بساطتها
ومقرها عن ها ما اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب وراثة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور آثارها واحكامها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين صفات
كل مقام يحصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقائق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها وفور آثار
كل رقيقة بحيث لا يشغل شأن عن شأن واما اقتعاد
غارب النشأة النسمية فمنها ان يكون معدا
الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى
الذي الاعظم المتمثل منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة في افاضة الصور الخارجية والوقائع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما كل شيء عمله بلسان رقيقة وعلى حال
الذي لكن العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب

اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو نہوں
اسکے سوا سے پھر بعد اسکے ضرور ہے کہ یہہ نشاۂ اسکو اپنے میں سے
نکالدے جیسے بچہ اپنے ماکے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہوجاتا ہے اس
نشاۂ بچہ پن کا تو جب وقت ہو دور ہوجانیکا تو یاد دلا نقطہ حیہ مقر
عزت او رخیر بساطت و رشتاق اسکا نہایت شوق سے پس اسکا جوش
اسکے نفس کیواسطے وہی محبت ذاتیہ ہے اور اسکی خاصیتوں سے
کو اس سے منقطع ہوجائیں عروق اس نشاۂ کے پس وہ مرجاتا اور
رہا ہوجائے نسمہ اسکا جسم کثیف ارضی سے اور جب وقت ہوا اسکی روح
انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اوسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور
بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اسکی روح کا تو بہی اسکی
طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائیں جبتک پہونچے نقطہ
اپنے خیر کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن
ٹھہرنا نہایتیں میں نشاۂ جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور انکے
سوا میں پس منصب وراثت انبیا کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے
اور جمع درمیان صفات ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی نئی خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقایق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اسکے مناسب ہے اور زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاۂ نسمیہ پس اس سے ہے یہ کہ مستعد
واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کیطرف ندلی اعظم کے جس سے
پڑ ہے طبیعت کلیہ اور یہہ کہ جارحہ ہوجاوے افاضہ میں صور خارجیہ کے
اور وقایع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے
حال نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شئے واسطے اسکے ہے ساتھ زبان رقیقہ [?]
اور اوپر حال ندلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈہانکتا اسکو حال اور نہ منصب

انما الاحوال والمناصب نبہ فعلی هذا ینبغی ان یحمل
کل کلام من الفرد مما یشعر بقیامہ بالتدبیرات
العالیة والمناصب الشامخة وقد نبهناک علی جامع
کلامه وملاک امره ان کنت لقنا وفیه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولکل رقیقة حکم واثر خاص لابد ان
یظهر تلک الاثار منه ولیس له ان یکف نفسه عنها لانها
جبلة جبلت علیها رقیقة قمریة بحذو حذو وهما من
العلوم الکسبیة علم الحدیث وبرکات الطرق المنسوبة
الی مشائخ الصوفیة ورقیقة عطاردیة بحذو حذوها
من العلوم الکسبیة التصانیف ورای خاص فی کل
علم یبلغ الیه نظره ایا کان سواء کان معقولا او منقولا
ورقیقة زهریة بحذو حذو وهما الجمال والمحبة لحب
کل احد ویحبه کل احد من حیث لا یدریان ورقیقة
شمسیة بحذو حذو وهما الغلبة والظهور علی الکل معنی
واستحقاقا وحفظا لجمیع خلق الله تحت الحکم الوحدانی
ورقیقة مریخیة بحذو حذو وهما من کل کمال التاصل
والشدة والرسوخ ولو لاها لکان کل شیء مهلهلا
ضعیف النسج ورقیقة مشتریة بحذو حذو وهما
قطبیة والامامة والهدایة وکونه مثابة للناس یتقربون
الی ربهم ورقیقة زحلیة بحذو حذو وهما من کل
رقیقة بقاء وتاصل ونفوذ مدی الازمنة وایضا
تجرد الی الطبیعة الکلیة ورقیقة من الملاء الاعلی
بحذو حذو وهما همة محیطة بجمیع ما یلصق به من
شیء لنظر الله وعصمته له ورقیقة من الملاء السافل
بحذو حذو وهما نور یدخل فی یدیه ورجلیه وعینیه

جز این نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اوسکے ہین پس بنا برین
چاہئیے یہ کہ حمل کیا جاے ہر کلام فرد کا اوس تنے سے جو خبر دی اوسکے
قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہین تجکو
جامع کلام اور ملاک امر کے اوسکے اگر تو سمجھ دار ہے اور اسمین
دس رقایق ظاہر بارزہ ہین اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اوس سے ظاہر ہون اور نہین روا ہے اسکو کہ روکے
اپنے نفس کو اونسے اسواسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
اوسکے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث ہے
اور برکات طریقون منسوبہ مشائخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف و راے خاص سے
ہر علم مین کہ اوسکی نظر پہنچی اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اوسکو دوست رکھتا ہے
اس حیثیت سے کہ دونو نہین جانتے اور ایک رقیقہ شمسیہ مقابل غلبہ و ظہور
سے اوپر سب کے معنًا و استحقاقًا و حفظًا سب خلقت
اللہ تحت میں اوسکے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے
کہ اسکے مقابل ہر کمال تاصل و سختی و رسوخ کا اور اگر وہ نہوتا
تو ہر شے ہوتی خوفناک اور ضعیف بافتہ اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اوسکے قطبیت و امامت اور ہدایت اور ہونا اوسکا
مثابة للناس جس مین لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈتے ہین اور
ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اوسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا
اور تاصل اور نافذ ہونا دراز ہی زمانہ تک اور
نیز تجرد و طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ہے ملاء اعلی سے
اوسکے مقابل ہے ہمت محیط بجمیع ما یلصق بہ کہ وہ قالب ہے اللہ
نظر اور اوسکے عصمت کا اوسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل
مقابل ہے نور داخل ہونا ہاتون اور پانون اور آنکھون

وجميع اعضائه ورقيقة من التدلي الالهي المتدلي
الى عباد الله ينشعب منه شعبتان شعبة نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية لا يشغلها شان عن شان ولا ياتي عليه حال
من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو
خبير بها الآن وانما الآن تفصيل الاجمال او نشره
نقطة بل ورة وليس صدور الكرامات من الفرد
لصدورها عن غيره فان غيره يصدر منه الآثار
الخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الاعظم اما الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقايق كلية جملية جاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقايق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبايعها ورقايق جاءت من
قبل العناصر ورقايق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
مجرد الشئ من الكمال بحيث يخفى اثر كمال آخر بل كل
عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فبأحد
وجهين احدهما ان يكون المدبر الحق اراد بعباده
ايصال نفع دنيوي او اخروي او دفع ضرر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه
وينسب الخرق اليه وهو في الحقيقة كالميت

اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہوتا
اسکے بندوں کی طرف اوس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت
کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اوسکا نفس بالکل نفس
قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہیں روکتے اوسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اوسپر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے
نقطۂ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اوس سے اور اوس آن اور
تحقیق آنا تو التفصیل ہے اجمال کے یا نشر ہے نقطہ کے ساتھ دورہ
اور فرد سے ایسی کرامتین نہیں صادر ہوتی جیسے اسکے سوا کیونکہ
اوس سے ایسے آثار اور کرامتین صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اوس
حالت کے جو اوس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اوسکے طبقات
وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ گروہ ہے لیکن فرد کا
ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ تم
جان چکے ہو کہ اسمین رقایق کلیہ جملیہ ہیں کہ آئی ہیں اسما الٰہیہ کیطرف سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ
آئی ہیں طرح طرح کے کمال سے جو اوسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا
ایک جزء دوسرے جزء پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنی
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اوسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول
ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اوسپر اور کبھی منجرد نہیں ہوتا
کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسری کمال کا اثر کم ہو جائے
بلکہ اوسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اوس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندوں کو
نفع پہچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اوس کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور
اوسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد مانند مردہ کے ہے

بين يدي الغسال لا اختيار له في ذلك وثانيهما ان يرجع
هذا الفرد الى عقله وحكمته وفراسته فاذا رأى
شيئا فيه نفع له او لغيره بسط رقيقة من رقائقه
الى ما يناسب هذا الشيء فظهر خارق عادة في
الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما سياتي من الوقائع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط رقيقة
من رقائقه وهي الشمسية فسخرت وهلم جرا
ومن خواص الفرد في الحيوة الدنيا انه ياتي
بان يعبد ربه بجميع اخلاقه وجميع طبايعه و
ذلك ان الانسان في مجرى العادة يفعل افعال
الشجاعة لداعية تهيج الى جلب نفع او دفع
ضر ينويه فاذا كان العبد فردا انعقد في الملأ
الاعلى حكم من احكام الحق فترشح منه الى
النفس وانبعث الداعية ويخدمها خلق من اخلاقه
فجرت الافعال وهو في كل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه وللانسان
طبايع ولكل طبيعة فناء وبقاء وكمال نوع تام من
ربه وافعال تجري منها بفنائها في الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال بالطبيعة
البشرية بحسب ذلك التركيب كما ان الطبيعة
الذوقية بحسب النشأة تقتضي ان يلتذ كل حسن
والجمال الذي خصه الله تعالى به ويرى في كل
لذة توجها نفسانيا الى الله واخباتا له فيكون
السالك يلتذ باشياء الاشياء التي يلتذ بها كلها السنة

غسال کے ہاتھ میں اسے اختیار نہیں اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت و فراست کی طرف پس جب کچھ
کسی شی میں اسکو نفع ہو یا اور دوسرے کو تو اسکے رقایق میں سے
کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شئے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً ارادہ کرے کہ جو وقایع آنیوالے ہیں انکی لوگوں کو
خبر کرے تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہوا اور
لوگوں کو وہ علم پہنچایا یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا
تو بسط کرے ایک رقیقہ رقائق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کر لے اور
اسی طرح اور بہت سا خیال کر لو اور فرد کے خواص سے ہے کہ دنیا کی زندگی
دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبایع سے اور
یہ اسلئے ہے کہ عادت یہ ہے کہ انسان افعال شجاعت کے کرتا
واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملأ اعلیٰ میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکام میں سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کی طرف تو اٹھتا ہے
داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق میں سے
تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اللہ کی مراد میں باقی ہے تو یہ معنے ہیں اسکی عبادت کے بجمیع اخلاق
اور انسان کے واسطے طبایع ہیں اور ہر طبیعت کے واسطے فنا و بقا ہے
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اور افعال
ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جب اسکو فنا کرے حق میں
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے
حاصل ہوتی ہیں موافق اس ترکیب کے جیسے طبیعت ذوقیہ بحسب نشأت
مقتضی ہے کہ لذت اٹھاوے حسن اور جمال کی جس سے اللہ نے اسکو خاص
کیا ہے اور دیکھے ہر لذت میں خوشی نفسانی سے اللہ کی اور فروتنی اسکی
پس ہو جائیں سب اس سالک کی لذتوں کی وہ شے جس سے لذت اٹھاتا ہے

تذکر الله تعالیٰ فیحصل له حالة عجیبة یستغرق فیها ویسکر حینا من الدهر وقس علی ذلك کل طبیعة وان شئت الحق فعبادته لربه فی حقه جریانه علی مقتضی طبیعته والله حافظه واذا اتاه زجر علی فعل فسببه مخالفته فی ذلك للباس البسه الله تعالیٰ ومن خواص هذه فی البرزخ انه اذا انتقل عن هذا البدن هام الی الطبیعة العامة التی تعم کل موجود هیمان النفس الناطقة الی بدنها الا ان هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه هیمان عشق فحینئذ یسری فی اجزاء العالم بهمته ففی الحجر حجر وفی الشجر شجر وفی الفلك فلك وفی الملك ملك لا یصده طور عن طور کهیئة الطبیعة المطلقة وحینئذ ربما کان من هذا الفرد آثار عجیبة واحکام غریبة فمنها انه یعلم بالعلم الحضوری انه القیم بالطبیعة الاولی کما ان النفس یعلم انه قایم ولیس بقایم الا الجسد ولا یعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلك بعلم حصولی کما یعلم ان فلانا الاجنبی ابن فلان ومنها ان هذه الحقیقة ربما صارت معدة لبعض التدبیرات الکلی فیبرز بروزا فی بعض المواطن ویکون سببا لافاضة البرکات **تتمة** ومن بعد هذا اماتدق صفاته وما اکثر حظی لدیه واجل.

تحقیق فی بیان قول السید عبد السلام بن بشیش قدس سره علی مشرب القوم اللهم اجعل الحجاب الاعظم حیاة روحی وروحه سر حقیقتی وحقیقته جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتهی

سبب یاد کرنے کے زبان میں واسطے یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے تو حاصل ہوا اسکو ایک عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہو جائے اور سکر میں آجائے کچھ زمانہ وقت سے اور اسی پر قیاس کر لے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی عبادت اپنے رب کی اسکے حق میں جاری ہونا ہے اوپر مقتضا طبیعت کے × اسکی جاری ہونا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جسوقت کسی فعل پر اسکو زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہے اس امر میں بسبب اس لباس کے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص سے ہے عالم برزخ میں کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کو بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیری ہے اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے تو اسوقت سریان کرتا ہے اپنی ہمت سے اجزائے عالم میں تو حجر میں حجر ہے اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے اور ملک میں ملک ہے نہیں روکتا ہے اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہیں پس ان میں سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری سے کہ وہ قیم بالطبیعة الاولی ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قایم ہے اور وہ قایم نہیں مگر جسد قایم ہے اور اس علم سے نہیں جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ جانتا ہے علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور ان میں سے ہے یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے تدبیر کلی کے پس بروز کرتی ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا **تتمہ** ومن بعد ہذا اماتدق صفاتہ وما اکثر حظی لدیہ واجل یعنے اسکے بعد اسکی صفتیں ظاہر نہیں کیجاتی اور میرے نزدیک اسکا حصہ بہت خوب اور اچھا ہے

تحقیق بیان میں قول سید عبد السلام ابن بشیش قدس سرہ کے حسب مشرب قوم کے وہ قول یہ ہے اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیاة

المراد بالحجاب الاعظم ذات النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کما دل علیہ قولہ قدس سرہ فیما سبق و
حجابک الاعظم القائم بین یدیک وانما عبر عنہ
بالحجاب الاعظم لان حقیقتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
اول المبدعات واعظمہا کما ذکرہ القوم فی
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری و
منہا انشعبت الحقائق فہی الواسطۃ بینہ وبینہا
وروحہ نبی الانبیاء فان ارواحہم انما اخذت العلوم
والمعارف بواسطۃ روحہ فکما ان النبی ترجمان
الحق فی قومہ والواسطۃ بینہ وبینہم فکذلک روحہ
صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان الحق فی الارواح والواسطۃ
بینہ وبینہا وفی قولہ عز من قائل فکیف اذا جئنا من
کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارۃ
الی ہذا المعنی بناء علی ان ہؤلاء اشارۃ الی الشہداء
وصورتہ الظاہرۃ فی الناسوت التی علیہا ظہرت
المعجزات وبینت علی لسانہا المعارف والاحکام
واسطۃ بین الحق وخلقہ وسبب لقربہم منہ فظہر
مما بیناہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث نشئات کلیۃ و
ثلثۃ اصناف من التوسط بحسب تلک النشئات فاولہا
مرتبۃ تسمی عند الطائفۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ وہی
تعین کلی فی الخارج لاحکام الاسماء الکلیۃ وثانیہا
مرتبۃ تسمی عندہم بالروح المحمدی وہی التعین الذی
للحقیقۃ المحمدیۃ عند انقسام الانسان الکلی الی مظاہرہ
وتفصیلاتہ وثالثہا النشأۃ الناسوتیۃ المنوطۃ بہا
الکمالات الظاہرۃ بعد بعثتہ الی الخلق علی راس

حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اس پر قول اُس قدس سرہ کا ما سبق میں
وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک اور تحقیق ذات نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبدعات کا اوّل و اعظم ہے
جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ اوّل ما خلق اللہ نوری اور اُس سے منشعب ہوئیں
حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے درمیان
اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی روح نے اخذ کیے علوم اور معارف
بواسطہ اُس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم
میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسی طرح روح مکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے
اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالیٰ کے
فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء
شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنے کے بنا بریں کہ ہؤلاء اشارہ ہے
طرف شہدا کے اور انکی صورت ظاہر ناسوت میں جس سے معجزے ظاہر ہوئے
اور اُس صورت کی زبان سے بیان ہوئی معارف اور احکام واسطہ ہے
درمیان حق کے اور اسکی مخلوق کی اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا
حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم کی ہیں توسطات موافق تین
نشأت کے تو اوّل وہ مرتبہ ہے جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتے ہیں
اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج میں واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور دوسرا
انمیں سے مرتبہ ہے جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین ہے جو
حقیقت محمدیہ کو وقت منقسم ہونے انسان کلی کی طرف اپنے مظاہر اور

اربعين سنة من عمره من اقامة الامة العوجاء وفتح
ابصار عمي وآذان صم وقلوب غلف حتى يشهدوا
بالوحدانية ويتهذبوا ويعلموا احكام الله المتعلقة
بافعال المكلفين وغير ذلك من المعارف الجليلة
واكمل الاولياء من كان على قلب خاتم الانبياء صلى
الله عليه وسلم في تلك النشأت الثلث لكن الحقائق
الجزئية المستعدة لكمالات المحبة والمحبوبية وما يشبههما
لا يتعين الا بعد اختيار الانسان الكلي بحياله فاول
تعينها في الخارج يضاهيه ويسامت التعين الروحي
من الحقائق الكلية فلا يظهر مادة الحقيقة المحمدية
الواصل الى الحقائق الجزئية الا بعد تعينها وتكون
الجامعية بيزاتا عنها وانعقاد الاستعداد ذات هنالك
بيزاتا عن الروح المحمدي فيكون مرتبة العطايا واحدة
واسرار وجودها منعقدة فاذا تمهد هذا فنقول
الشيخ قدس سره يبتهل الى ربه تبارك وتعالى با
بلسان استعداده ان يجعله من ورثة سيدنا ومولانا
محمد صلى الله عليه وسلم بحسب النشأت الثلث و
لكمالاتها المختصة بكل منها فعبر عن سؤاله ميراثه
من الكمالات الناسوتية بقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حيوة روحي اعني بها الروح المنفوخة
في البدن المدبرة له المريدة للحس والحركة وهي في
الافراد الجزئية المستعدة للكمالات الجزئية التي
اشرنا اليها بازاء الصورة الناسوتية في الافراد
الكلية المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن
تشبيه المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم

جب عمر مبارک چالیس برس کے ہوئے کہ گمراہون کو راہ پر لائے
اور اندہون کو بینائی اور بہرون کو کان اور دلون کو ہدایت بخشی
کہ انہون نے وحدانیت الٰہی کی گواہی دی اور تہذیب پائی
اور جانے اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے ہین اور اسکو سوا
اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینون نشات مین لیکن
حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت ومحبوبیت اور ان
دو کے مانند کی نہین متعین ہوتی مگر بعد جبر اختیار کرنے انسان
کلی کے اسکے مقابل مین پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج
مین مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کا حقائق کلیہ سے پس نہین
ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کی جو واصل ہے طرف حقائق جزئیہ
کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث حقیقت محمدیہ کے
اور منعقد ہونا استعدادات کا یہان میراث ہے روح محمدیہ سے
تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار انکے وجود کا منعقد جب
یہ بات تمہید ہوئی تو اب ہم کہتے ہین کہ شیخ قدس سرہ ابتہال
درازی کرتا ہے رب تبارک وتعالی سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے وارثون سے سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بحسب نشات ثلثہ کے اور انکی کمالات مختصہ کے جو ہر
ایک مین ہین پس تعبیر کیا اپنے سوال میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کی ساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اس سے روح منفوخہ فی البدن ہے ایسی کہ بدن کی مدبر ہے اور آلکی
حس وحرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ مین مستعد ہے
واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ
چھپا ہوا نہین ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

الى روح هذا المستفيد بالحيوة التى هى كمال اول للروح
وعبر عن سؤاله ميراثه من الكمالات الروحية بقوله
وروحه سر حقيقته وذلك لان الحقائق الجزئية انما
تنشأ من حيث تتعين الارواح الكلية ولا خفاء
في التعبير عن المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم
الى حقيقة هذا المستفيد بالسر الذى يفهم منه
الخفاء والمصدرية للآثار والكمالات وتعين
الاستعدادات مستمرا دائما على نمط واحد من
الحسن والبراعة وعبر عنه سؤاله ميراثه بحسب
الكمالات التى ورثتها الحقيقة المحمدية وان لم تظهر
الا فيما دون تلك المرتبة بقوله وحقيقته جامع عوالم
وذلك لان الاكملية بهذا الوجه تلازم ظهور
دقائق كثيرة بازاء النشآت الخارجية كل دقيقة
اجمال نشأة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه
صلى الله عليه وسلم في هذه المرتبة الى حقيقة
المستفيد صورة جمع العوالم بهذا المعنى اجعل
ذلك كذلك بتحقيقك والتحقيق جعل الشئ متحققا في
الخارج والمراد منه الفيض المقدس ولا يخفى ما في
وضع المظهر مكان المضمر من الاشعار بان التحقيق
صادر منه من جهة كونه حقا اى متحققا بذاته محققا
لغيره واول الاشياء فانه وجود الوجودات
وماهية الماهيات تحقيق للعارف وصول الى
الذات ووصال الى الاسماء والتجليات سواء
قلنا بان الوصول الى الذات علم بها وادراك لها
اولا وما يوهم خلاف ما ذكرنا من كلام المحققين

طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ
کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اس نے اپنے سوال میراث
صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ وروحہ
سر حقیقتہ اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہیں
اس جگہ سے کہ متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ
نہیں وہ شئے کہ بیچ تعبیر مدد کی ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس
سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار و کمالات
اور تعین استعدادات مستمر و دائم نمط واحد پر حسن و براعت سے
اور تعبیر کیا اس سے سوال اسکا میراث اس کی موافق ان کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقتہ جامع ہے
عوالم کا اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے
ظہور دقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشآت خارجیہ کے ہر دقیقہ اجمال ہے
ایک نشاہ کا اور اسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذالک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانا شئے کا متحقق ہے خارج میں اور مراد اس سے
فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر میں
کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سے
بسبب اسکے ہونے کے حق یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اول اشیا پس بیشک وہ وجود الوجودات ماہیت
الماہیات ہے تحقیق واسطے عارف کے ہے وصول الی
الاسماء و التجلیات کے برابر ہے جو کہا ہے کہ وصول الی الذات کے لئے علم ذات
اور اسکا ادراک ہے یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے

فی هذه المسئلة فمعناه نفی العلم والاحاطة لا نفی
الوصول وتفصیله ان السالک اذا وصل الی الحقیقة
التی یعبر عنها بانا وجرّدها عما دونها وقع له التفات
الی التحقق والتقرر والوجود واصل ذلک کله الوجود
المطلق وله تنزلات شتی وملابس کثیرة فیعرف
فی ضمن هذه الالتفات کل تنزل ولبسة لحاسة
ذلک التنزل وتلک اللبسة فلا یدرک المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح ولکن ایرجع متصاعدا
حتی یدرک الحقیقة التی لاحقیقة ورائها بتلک الحقیقة
بعینها فهنالک وصول ولیس هنا علم الا بانا ولا ادراک
الا بانا وما احسن قول الشیخ العارف عفیف الدین
التلمسانی مشیرا الی هذه النکتة **شعر** دعوا منکر
فوزی بها یتفطروا یحق لها تنبک القلوب بانفطارها
وماذا علی من صار خالا لخدها اذا خار بوها ام
تبته جارها فالکمل متحقق لهم الوصول الی
الذات بالفعل وکذلک باصول الاسماء والتجلیات
فناء وبقاء وتحققا لا یجوز ان یکون لهم حالة
منتظرة فی ذلک نعم بعد ذلک احکام خاصة
بکل نشاة من النشات یحتوی‌ها الانسان مرة بعد
مرة وکانه قد احاط بها اجمالا فی دینک الوصولین
ومابقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر متناهیة
بهذا المعنی **تحقیق** اعلم ان الاول جل مجده
یعلم الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی بیانه
انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان
العلم بالعلة التامة یکفی فی العلم بالمعلول وهذا الاشیاء

کلام سے اس مسئلہ میں تو اسکی معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی
نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول
ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہے اور وہ
حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے سوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے
التفات طرف تحقق و تقرر و وجود کے اور اس سب کی اصل وجود مطلق ہے
اور اوسکے واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں کثیر پس
پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن میں ہر تنزل و ہر لباس کو ساتھ
حاسہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہیں ادراک ہوتی مثال مگر
ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع کرتا ہے
صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اسکی پرے کوئی
اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہان وصول ہے اور
علم نہیں وہان مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب
قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس
نکتہ کی طرف **شعر** دعوا منکری فوزی بہا ینفطروا یحق
لہا تنبک القلوب انفطارہا و ماذا علی من صار خالا لخدہا اذا غار
ابوہا ام تبتہ جارہا پس کاملون کے واسطے وصول متحقق ہے طرف
ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ اصول اسما اور تجلیات کے فنا و
بقا و تحققا نہیں جائز یہ کہ ہو انکی واسطے حالت منتظرہ اس میں ہان
اسکو بعد احکام خاص ہیں ہر نشاۃ کے نشات سے کہ بہت تا ہے انکو انسان
ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالا ان دونون
وصولون میں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملون کی ترقیات کو
انتہا نہیں اس معنی سے **تحقیق** اب جاننا چاہیے کہ تحقیق اللہ
جل مجدہ کو اول علم اشیا ہے دو وجہون سے ایک وجہ تو اجمالی ہے
اسکا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا
واسطے نظام وجود کے واسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کا علم ہوا اور یہ اشیا کہ

هنالك موجود بوجود الهي لا بوجود امكاني
لان كل شئ انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد
بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شئ كمال للواجب
واقتضاء وهذه الكمالات مبدء صدور هذه
الاشياء وكنه حقايقها فكل كمال يقتضي شيئا مخصوصا
وكل شئ يحتاج الى كمال بخصوصه كان هذه الكمالات
والاشياء امر واحد غير ان هذه من لوازم الواجب
واعتباراته الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة
وتلك معلولات له صادرة منه وثانيهما التفصيلي
بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا
يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة
هذه المعلولات اليه تعالى مثل حاجة البناء الى
البناء بل حاجتها واصل تقررها ووجودها وتحققها
وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها
وتحقيقه اياها هو كنه وجودها وتحققها لا غير
وانما منشأ امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز
بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض
فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصورة بمحلها
يقتضي حصول الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى
الاشياء بتلك الاشياء لا بصورها المرتسمة في الواجب
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكاني سواء
في ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة
الى توسط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء
الا في المفروضات التي لا تحقق لها الا في فرض
الفارض كانياب الغول فتدبر الكلام حق التدبر

وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اسلئے کہ
ہر شئے متحقق ہوتی ہے بتحقیق واجب کے اسکے واسطے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شئے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان اشیا کے صدور کا اور کنہ ہیں انکے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شئی کا بخصوصہ اور ہر شئی محتاج ہے طرف کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب سے ہیں اور اعتبارات ذاتیہ اسکی بمنزلہ علم کی ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوتی ہیں اس سے
اور دوسری وجہ انمیں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف الله کو مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل ان کی تقرر
اور وجود اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور
ایجاد واجب کا ہے واسطے انکے اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے
انکے وجود کا اور انکے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت سے
اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیا کا واسطے اپنے فاعل کی پس جانتا ہے اول اللہ
اشیا کو ساتھ ان اشیا کے نہ انکی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم
واجب کا واسطے انکے ساتھ انکی وجود امکانی کی ہے برابر ہے
اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ
حاجت نہیں واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیا کے
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے
مگر فرض فارض میں جیسے غول کے دانت پس
غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا

مشهد آخر اعلم ان الملل والمذاهب توصف بالحقية يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر في وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له فتأملنا حقيقة هذا الواقع الذي ان وافقه الشيء كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلي والآخر دقيق يرى من بعد اما الجلي فان يكون كل مسئلة من الاعتقاديات مطابقة لما عليه المعتقد في الخارج مثلا نحكم بان الله يسخط ويغضب ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسماني كائن وهو كذلك وكل مسئلة ما يحكم فيها بوجوب وحرمة مطابقة لما عليه الامر المنعقد في الملأ الاعلى مثلا يحكم بان الصلوة واجبة ويكون في الملأ الاعلى نازل مثالي من قضاء مضمونه تحسين من تلبس بها وكونها مستلزمة ترقيه من التشبث بذيل نسمته في الدنيا والآخرة وتكفير هيأت ظلمانية عن نسمته حاصلة من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم اكل الزنجبيل تسخين البدن واذهاب البرودة عنه فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات الخمس وتحديد الزكوة بمائتي درهم والحول ويكون بحيث يثبت بين الاصل وبين هذه الاشباح وجوه تشبيهي في مدارك الملأ الاعلى فيكون هذا اذا وذاك هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل انها حقة وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون

مشہد آخر جاننا چاہیئے کہ ملتین اور مذاہب وصف کی جاتی ہین ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہین کہ ملت حقہ اور مذہب حق ہے اور ناظر نظر کرتا ہے وصف مین ایک ان دونون کے بیچ پہنچنے تک حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہوا وہ اس شے کے تو حق ہے اور نہین تو باطل تو پہنچے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک بعد مین معلوم ہونگے تو ظاہر روشن تو یہ ہین کہ اگر ہو مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شے کے جسپر اعتقاد کیا ہے خارج مین مثلاً حکم کیا جاوے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب کرتا ہے اور ہے امر یونہین اور یہ کہا جاوے کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہے اور یہ یونہین ہے اور جو مسئلہ ہو وہ کہ اسمین حکم وجوب و حرمت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جسپر منعقد ہے امر ملاء اعلیٰ مین مثلاً کہا جاوے کہ نماز فرض ہے اور ہے بیچ ملاء اعلیٰ کے نازل مثالی ادا سے مضمون اسکی تحسین اس شخص کہ جو متلبس ہو اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا پکڑنے سے اسکے دامن نسمہ مین بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کی نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ مین جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہان مطابق ہے واسطے علم اسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمین توقیت ہو یا تحدید ہو مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو دوسو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجوہ تشبیہی مدارک ملاء اعلیٰ مین تو یہ وہ ہے اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جاوے گا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذاہب کے ہین جو

احکامہ مطابقۃ لما قالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی نفس الامر ولما کان علیہ القرون المشہود
لہا بالخیر وان کانت المسئلۃ لا نص فیہا ولا روایۃ
فحقیتہا ان تکون محفوفۃ بقرائن تورث غالب
الظن بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تکلم فی المسئلۃ
لما نطق بغیر ہذا القول وان یکون وجہ الاستخراج
والاستنباط ظاہرا لا یریب فیہ المحیط باسالیب الکلام
ومقاصد الشارع فی شرع الاحکام فہذا معنی
حقیۃ المذہب واما الدقیق الذی یری من بعد
فان یکون الحق علم جمع شمل امۃ من الامم بان یلہم
مصطفی من عبادہ باقامۃ ملۃ من الملل فیصیر
خادما لارادۃ الحق متصفا ظہورا لتدبیرہ وکان
لفیض مددہ الغیبی فیقال فیہ من اطاع ہذا العبد
فقد اطاع اللہ ومن عصاہ فقد عصی اللہ فصار
الرضی مقصورا فی موافقۃ ہذا التدبیر والسخط
فی مخالفتہ ومنافاتہ واذا کان کذلک صار احکام
الملۃ جمیعا حقۃ والمنطوق فی وصفہا بالحقیۃ
حینئذ ظہور التدبیر الالہی فی ہذا الشیء لا غیر
وکذلک المذہب ربما یکون العنایۃ المتوجہۃ
الی حفظ الملۃ متوجہۃ بحسب معدات
الی حفظ مذہب خاص بان یکون حفظۃ
المذہب ہم متمذہبین القائمین بالذب عن الملۃ
ویکون شعارہم فی قطر من الاقطار ہو الفارق
بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیہ
فی الملاء الاعلی والسافل بان المذہب ہذا المذہب

کہ ہوں اسکے احکام مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس
چیز کے کہ اسپر ہیں وہ قرون جنکو واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو
مسئلہ ایسا جسمیں نہ نص ہے اور نہ روایت تو اسکی حقیقت محتاج
قرائن کی ہے جو مورث ہوں غالب ظن کے ساتھ اسطرح کی کہ اگر نبی
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یہی فرماتے اور یہ کہ وجہ
اسکی استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا
بیچ شرع احکام کی پس یہ معنی ہیں حقیقت مذہب کے
اور وہ جو دقیق و باریک معنی ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں
وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے چاہا کسی امت کی پھوٹی ہوئی کو
ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی
برگزیدہ کو اپنی بندوں میں سے واسطے اقامت
کسی ملت کی کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ
حق کا اور منصہ ہو اسکی ظہور و تدبیر کا اور آشیان ہو
اسکی فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جائے کہ جس نے اس کی اطاعت
کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جسنے اس کی نافرمانی کی اس نے
اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی
موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت اور منافات پر
اور جب اسطرح ہو تو ہونگی احکام ملت کے سب حق اور سوا اسکی حق
کہنے میں منطوق ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ اس قسم قالب کے نہ سوا اسکے سطرح
مذہب کے اکثر اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت کی متوجہ بحسب
معدات کے طرف حفظ مذہب خاص کی اسطرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس دین کی ہیں
قایم واسطے ذب اور دور کرنے ملت کے یا انکا شعار ہو ہی اطراف کے کسی
طرف میں فارق درمیان حق و باطل کی تو اس وقت منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہ

ويتقيد احكامها الكلية بتلك الصور الخاصة في مداركهم فيصير المذهب حقا بهذا المعنى ويكون مناط الحقية هذا الوجود التشبيهي اما المعنى الجلي فهو الذي يحصل الراسخون في العلم بعلمهم واهل الاستنباط باستنباطهم واما المعنى الدقيق فلا يوقف عليه الا بالنور النبوي الكاشف عن احكام التدبير القاهر على البشر وكذلك قلنا ان هذا يرى من بعد واذا تمهد هذا فنقول تراءى لي ان في المذهب الحنفي سرا غامضا لم ازل اتامل في هذا السر الغامض حتى وجدت ما اثبته وشاهدت ان لهذا المذهب يومنا هذا رجحانا على سائر المذاهب بحسب هذا المعنى الدقيق وان كان بعضها ارجح منه بحسب المعنى الاولي وشاهدت ان هذا السر هو الذي ربما يدركه صاحب الكشف نوع ادراك فيرجح هذا المذهب على سائر المذاهب وربما يتمثل الهاما بالتصلب فيها ويتشبه رؤيا حاثة على الاخذ به لكن الحق الصراح ما قلنا فعض عليه بنواجذك فقد برهنت

فصل آخر

دخلت الكعبة المشرفة وتوجهت الى باطني هنالك فتجلى لي حقيقة الصراط المستقيم التي بينها النبي صلى الله عليه وسلم بان خط خطا وخط بجنبيه خطوطا الى آخر الحديث فوجدتها في حاق الوسط بين احوال النفوس بعض ذلك فيما الى الفوق وبعضه دون ذلك اعني بذلك ان كل طبقة زكية وغبية لها صراط مستقيم وليس الصراط المستقيم اسما لمرتبة خاصة بالزكية ووجدته نوعا من التثبت والرسوخ في الموافقة والانقياد ووجدت كان المدبر يلقيه

اور مقید ہوتے ہیں اُسکی احکام کلیہ ساتھ اس صورتہائے خاص کے اُنکی مدارک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی اور ہوتا ہے مناط حقیت یہ وجود تشبیہی ولیکن معنی جلی و روشن وہ ہیں جنکو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور اہل استنباط اپنے استنباط سے اور معنی دقیق سے نہیں واقف ہوتا مگر ساتھ نور نبوی کے جو کاشف ہے احکام تدبیر قاہر علی البشر کا اور یونہی ہے جو ہمنے کہا کہ یہ ابعد دکھائی دیگا اور جب یہ تمہید ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکھائی دیا ہمکو کہ مذہب حنفی میں ایک سر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اُسمیں غور کیا کرتا تھا کہ کیا سر غامض ہے یہانتک کہ مین نے پایا جو بیان کر چکا ہوں اور مجکو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ میں ترجیح ہے سب مذہبوں پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ بعض مذہب زیادہ ترجیح رکھیں موافق پہلے معنی کے اور مشاہدہ کیا کہ یہ وہ سر ہے جسکو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں ادراک ایک نوع کا پس ترجیح ہے اس مذہب کو سب مذہبوں پر اور اکثر اوقات متمثل ہوتا ہے الہام اُسمیں مضبوط رہنے کا یا خواب میں دیکھتا ہے اُسی پر عمل کرنیکو لیکن حق صریح وہی ہے جو ہمنے کہا ہے اسکو خوب مضبوط دانتون سے پکڑ پھر غور کر خوب

مشاہدہ آخر میں کعبہ مشرفہ میں داخل ہوا اور متوجہ ہوا اپنے باطن کیطرف تو تجلی ہوئی مجکو حقیقت صراط مستقیم کی جسکو بیان کیا ہے نبی صلعم نے اس طرح کہ ایک سیدھا خط کھینچا اور اسکے دونوں طرف اور خطوط کھینچے آخر حدیث تک تو پایا میں نے اس حقیقت کو بالکل بیچ اوسط احوال نفوس کے کہ بعض اسکا قریب فوق کے ہے اور بعض سوا ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ ہر طبقہ ذکی و غبی اسکے واسطے صراط مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی مرتبہ خاص کا ذکی کے ساتھ اور اُسکو معلوم کیا اس طرح کا ثابت رہنا اور رسوخ موافقت اور انقیاد میں اور

الی النفوس فيتلقاها منها اكثرها قبولا للالهام الالهي
ويكون اقلها تلقيا ابعدها عن الالهام ليس الوصول
اليه بالتجشم كسب من النفوس ووجدت الصراط
المنصوب على ظهر جهنم تمثالا لهذه الحقيقة الملقية
الباري في الآفاق من وما التقى هنا في عالم الانفس
ووجدت بجوف الكعبة خصوصية بهذا الصراط
المستقيم ووجدت الاشياء التي بينها وبين امثال هذه
المعاني مناسبة كان الله متقومة في عالم الحشر
بتقويم يدل على المعاني بصورها وهذا اس وجود
المنبر المسجد النبوي والاسطوانة الحنانة هنا
وسر قوله صلى الله عليه وسلم ما بين منبري وبيتي
روضة من رياض الجنة **تحقيق** الافعال التي
يفعلها الانسان بالارادة والاختيار لها اسباب
توجب صدورها كالعزم على الفعل حتما من نفس
كان امر مطاوعة الجوارح الى غير ذلك من الامور
الخفية التي قلما يحيط بها لغموضها اكثر الحس وكل امر من
تلك الامور له علة توجبه مثلا وجود الشوق المنبعث
من الاعتقاد الجازم او الظن من نفس كذا في حال
كذا يوجب العزم ولهذه الاسباب ايضا علل كذا الى
ان هلم جرا حتى ينتهي الى الوجوب البات فهي موجودة
بايجاد الله تعالى صادرة من ارادة العبد لكن
ارادته ايضا واجبة لاسبابها ثم اذا باشرها النفس
وجب لصوقها بجوهر النفس لصدورها بقصد
منها ولانه حرفة من قواها بها ووجب ان تتألم
النفس او تتنعم اما بحضن النفس لمخالفة هذه الاصول

نفوس میں تو اکثر نفوس اسکو قبول کرتے ہیں بسبب الہام
الہی کے اور قلیل ہوتے ہیں جنکو تلقی الہام سے بعید ہو
نہیں ہے وصول اسکی طرف تکلف کسب سے نفوس
کے اور میں نے پایا صراط کو جہنم کی پشت پر نصب کیا ہوا
تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے بیچ آفاق
کے موافق اسکے جو ڈالا گیا ہے عالم النفس میں اور میں نے
پائی جوف کعبہ شریف کو خصوصیت اس صراط مستقیم سے
اور معلوم کیں میں نے بہت چیزیں کہ انمیں اور ان معانی
میں مناسبت ہے ایسا ہی تقوم عالم حشر میں ساتھ
قائم کرنے ان معانی کے انکی صورتوں سے اور یہ سبب ہے
وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہہ اور
اسکا سر جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین منبری
وبیتی روضۃ من ریاض الجنۃ **تحقیق** جو فعل انسان کرتا
ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے ان فعلوں کے واسطے سبب
ہیں کہ موجب ہوتی ہیں انکی صدور کے جیسے عزم کسی
فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھ اطاعت
اعضا کے اور اسکے سوا بہت امور خفیہ جنکا کم احاطہ ہو سکتا
ہے انکی غامض ہونے کے سبب کیا عجب ہے عزم ہو اور ہر امر
ان امور میں سے جو ہے اسکے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اسکو
واجب کرتی ہے مثلا ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا
ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسی نفس سے ایسے حال میں واجب
کرتا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتیں ہیں انکی
اور یہ چلا جاتا ہو کا التی [illegible] تک انتہی ہو
وجوب قاطع تک پس وہ موجود ہیں اللہ تعالی کے ایجاد
سے صادر ہیں بندہ [illegible] سے لیکن ارادہ بھی واجب ہے

[illegible] واجب ہے اسکا لصوق جوہر نفس کا واسطے صدور کے قصد [illegible]

لها او موافقته بها او بتقریبات خارجیة بان یکون مثاله
المقید شبیها بالمثال المطلق فینعقد فی المطلق صورة
التنعم والتألم ویحدث منها ملائکة یلهمون من تلک الحضرة
فیحصل اسباب السرور والالم او بان یکون ارادة الخیر
بالناس رحمة فی حقه او نقمة لکل ذلک اما فی الدنیا
او فی الآخرة ولکل احتمال من هذه الاحتمالات علل
موجبة فلا یکون فی الوجود الا ما یجب وکذلک ظهور
الشرایع واجب من المبدء اذا علم الخیر یومئذ محصورا
فی هذه الصورة فیکون وجود الاعتقاد الجازم
بحسبها فی النفوس الصالحة غیر المتدنسة بادناس
الشیطنة واجبا عند ظهور المعجزات ودلالة
العقل الصریح علی صدق المخبر بها وتلقیها من حضرة
الغیب ویکون انصراف الارادة والعزم الی
الجریان علی حسب الاعتقاد الجازم واجبا فی تلک
النفوس فیظهر رحمة الله ببعث الرسل وانزال
الکتب وتتم النعمة ولله الحجة البالغة

اُس سے یا موافقت سے ساتھ اُسکی یا کسی تقریبات خارجیہ کے
ساتھ اس طور سے کہ ہو مثال اُسکی مقید درحالیکہ شبیہ ہو
ساتھ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق میں صورت تنعم
یا الم کے اور اسکی خادم ہوں وہ ملائکہ جو الہام کئے جاتے ہیں
اُس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا الم یا یہ کہ ہو
ارادہ لوگوں سے خیر کا رحمت اُسکے حق میں یا عذاب اور یہ سب
یا دنیا میں ہو یا آخرت میں اور ہر احتمال کے واسطے اُن احتمالوں
سے علل موجبہ ہیں پس نہیں آسکتے وجود میں کوئی چیز مگر
جو واجب ہے اور اسیطرح ظہور شرائع واجب ہے مبدء سے جب جانتے خیر
انحصار اس صورت میں ہوتا ہے وجود اعتقاد جازم کا اُسکے موافق
نفوس صالحہ میں نہ آلودہ ہوا نجاستوں شیطنت سے واجب ہے وقت ظہور
معجزات کے اور دلالت عقل کے صریح اوپر صدق اُس شخص کے
جسکی خبر دیہے اور تلقی اُسکی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پھرنا ارادہ
اور عزم کا طرف جاری ہونیکے موافق اعتقاد جازم کے واجب
نفوس میں پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھ بھیجنے رسولوں
اور نازل کرنے کتابوں کے اور تمام کرنے نعمت اور اللہ ہی کے
واسطے ہے حجت بالغہ ۔ تمام شد بستم شعبان روز جمعہ

خاتمۃ الطبع

الحمد لله الذی جعل اہل العلوم اشرف الاشخاص خصوصاً اہل العلوم الشرعیة والمعاد والصلوٰة والسلام علی سید الانبیا
والمرسلین المصطفی وعلی آله المجتبی واصحابه المقتدی علی هذا الکتاب المستطاب المسمی بفیوض الحرمین وقد وقع
الفراغ من اہتمامه فی الشهر المحرم الحرام ۱۳۰۸ سنة ثمانیة وثلثمائة بعد الالف من ہجرة النبی صلی الله علیه وآله وسلم
بعد حمد وصلوٰۃ کے عرض کرتا ہے بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ مولوی سید ناصر الدین صاحب نواسہ مولانا
رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب سے حضرت مولانا اسحاق صاحب محدث دہلوی بیت اللہ
کو ہجرت فرما گئے اور مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ہو گیا مدرسہ گنجینہ
مسجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کا تخمیناً چالیس سال سے عجز آباد ویرانہ ہے اگرچہ اولاد مولانا

شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح سے چند اشخاص جو وارث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب رحمہما اللہ کے تھے مدرسہ موصوفہ میں سکونت پذیر رہے مگر بوجہ نہ جاری ہونے سلسلہ درس تدریس کے اکثر احباب اور متوسلین
خاندان کو معلوم بھی نہ رہا کہ اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی انکے قدیم مسکن و سکونت گاہ میں رہتی ہے اس اثنا میں مکانات
بھی ایام غدر میں منہدم ہو گئے تھے بعد اسکے حسب معدودے چند مسبب الاسباب نے داعیہ تعمیر اور آبادی اس مدرسہ مذکورہ کا جو دہر
منبع علم دین ہندوستان میں ہے اس کمترین کے دل میں ڈالا تو بہ نہ تقاضا دن رات اسکی آبادی کی کوشش میں ہوں اور شب و روز
مجیب الدعوات سے دست بدعا ہوں کہ اے قاضی الحاجات اس اجڑے ہوئے چمن کو دوبارہ سرسبز کر دے اور یہ جو نام اس خاندان کا
مفقود ہوا جاتا ہے اسکے باقی رہنے کی کوئی تدبیر کر اور اسمیں سلسلہ درس تدریس کا جاری کر اور اس مدرسہ کا متکفل اور مددگار
اسلام کی کہیں سے کچھ کفاف مقرر نہیں ہے اور خاص یہ شہر تو سرپرستی باہمی سے خالی ہو گیا ہے اور میرے پاس اسوقت
اسقدر سرمایہ نہیں کہ سلسلہ درس تدریس کا شروع کروں اور طلبا کی اعانت کر سکوں تو دل نے چاہا کہ
اس خزانہ گوہر بے بہا کو جو عرصہ دراز سے محفوظ چلا آتا ہے نکالئے اور اسکو حلیہ طبع سے جلا دیکر جوہریان بازار
کو دکھایئے اور جو اسکا نفع ہو مدرسہ موصوفہ میں صرف ہو اور بقدر ضرورت زیر دو بر طرف ہو تو اس کمترین نے یہ چند رسالے
کہنہ نکالکر حلیہ طبع سے آراستہ کرکے ہدیہ شائقین کئے ایک مسمی بہ الطاف القدس در بیان اصول تصوف فارسی دوسرا
مسمی بہ سطعات مع جزء اللطیف دربیان سلسلہ الہی فارسی تیسرا مسمی مکتوبات مع منقبت ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری اور
فارسی چوتہا مسمی بہ سعادت کونین المعروف فیوض الحرمین مترجم اردو پانچواں مسمی در ثمین فی مبشرات النبی الامین
چہٹا مسمی مجموعہ ارشاد و اوائل و تراجم البخاری و فیما یجب حفظہ للناظر ساتواں مسمی تاویل الاحادیث آٹہواں
مسمی ہوامع شرح حزب البحر فارسی نواں مسمی وصیت نامہ مترجم دسواں مسمی بہ مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب گیارہواں مسمی عقد الجید فی اصول الحدیث فارسی ان رسالوں کے مضامین کے بیان کی یہ پرچہ گنجائش نہیں
دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں موافق اس مصرعہ کے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور انشاء اللہ رسالے بعد
کے جو کہ میرے پاس رسائل قلمی بہت موجود ہیں رفتہ رفتہ چھاپے جائیں گے اور ایک کتب خانہ اور ایک مطبع
مدرسہ مذکورہ موصوفہ کو جاری کیا ہے جن صاحبوں کو جس قسم کی کتاب علاوہ انگریزی و ناگری کے درکار ہو یا کو
چہپوانی منظور ہو تو مدرسہ موصوفہ میں بنام اس عاجز کے خط و کتابت کریں بعد ازاں ارادہ کیا ہے کہ خوشخبری دولت
کو اور حصہ انکا جو اس فقیر بے بضاعت اس خاندان کے وہ مثل جوا ہر کے ہیں اسکی سعی میں مشغول رہوں جس کے حد جیب
سے بیسیہ ہاتھ سے یا اپنی زبان سے اس کار خیر میں مدد کریں بقولہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی پس لکہیں میں یہ چند
خاندان کی اطلاع و تمنا اس عاجز کے محبان خاندان کو اور مشتہر کریں اس کار خیر میں اور تاجران کتب سے ملتمس ہوں کہ یہ رسائل مذکورہ بالا
مدرسہ مذکورہ کے چہاپی گئی ہیں تصنیف قلیل ان رسالوں کی تشہیر کیا گیا ہے اجازت اس المشتہر کے قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ کریں جو رسالہ درکار ہو یا اور قسم

المشتہر

بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بلا اجازت ... [illegible] ... حضرت مولانا شاہ عبد العزیز ... [illegible]

